مصباح التعرف لارباب التصوف

از نور باری کوکب دری شجرہ مبارکہ قلندری مطلع النور زجاجہ مشکوٰۃ النوری خلف و
خلیفہ ابیہ الاعلم الاشہر مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر مولوی حافظ محمد علی حیدر

سلمہ اللہ العلی الاکبر

حسب فرمائش

مخلص عقیدت گستر مولوی ضیاء الدین حیدر صاحب

باہتمام

ارادت و خلوص آگین مولوی محمد وسیم الدین صاحب مینجر مطبع

در مطبع سرکار عالی آصفیہ مطبوع گردید

وَكُلَّ شَيءٍ اَحصَيناهُ فِي اِمَامٍ مُّبِين

للہ الحمد کہ درین آوان مسرت اقتران کتاب لاجواب مفید بہر شیخ و شاب بار ثانیہ منطبع گشت

یعنی

مصباح التعرّف لارباب التصوّف

تالیف لطیف

راسمہ کاراز ابرار قادری حاکم حکمت احرار قلندری خلف و خلیفہ ابیہ النبیہ الاشہر
سیدنا و مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر السید السند مولوی حافظ محمد علی حیدر
لازالت شموس علومہ بارقۃ الی یوم الحشر

مطبع کاری سنت شد
دران سرمایہ آرام یو طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الذی صفی قلوب الاصفیاء عن الکدورات
والمالک الصمد الذی زکی نفوس الاتقیاء عن الخطورات اشرق فی
جنانہم حقایق التصوف واجری علی لسانہم دقایق التعرف اطلع علیہم
شموس الوصول بحسن الغایات وسطع فیہم انوار القبول باقصی
النہایات والصلوٰۃ والسلام علی نور الانوار سر الاسرار سیدنا و
نبینا ومولانا محمد صاحب الآیات والبینات الواضحات وعلی آلہ
الذین وصلوا الی درجات العالیات واصحابہ الذین فازوا علی اعلی
المقامات واولیاء امتہ الذین بینوا الاصطلاحات لارباب المکاشفات
صلوٰۃ وسلاما ما قامت الارض والسموات اما بعد ارباب ذوق
و وجدان واصحاب شوق وایقان پر پوشیدہ نہ رہے کہ اشرف علوم الطف فنون علم تصوف ہے
جس سے قلوب تیرہ کا تجلیہ اور نفوس دنیہ کا تزکیہ ہوتا ہے اور یہی قلوب کو قبول امداد
قدسیہ کے لئے مستعد کرتا ہے حجابات بشریت رفع کرنے والا اگر ہے تو یہی علم شریف اور
عقبات غفلت سے نجات دلانے والا اگر ہے تو یہی فن لطیف عظمت اسکی محتاج بیان نہیں

اور اہمیت اسکی ارباب نظر سے مخفی نہین - حضرات علمائے ربانیین و عرفائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا خاص فیضان و موہبت ہی کہ اونہون نے اپنے علوم و معارف وہبی و کسبی سے طالبین صادقین کو آگاہی بخشی - اور مثل اپنے اونکو بہی اُن علوم و معارف سے بہرہ ور کیا چونکہ ہر علم کے اصطلاحات جداگانہ ہوتے ہین اور جبتک اُنپر وقوف نہو انسان اوسکو بخوبی سمجھ نہین سکتا اُس علم شریف کے اصطلاحات جسقدر مرتب یا مدون پائے گئے وہ زیادہ تر یا عربی زبان کی کتابون مین ہین یا تھوڑے بہت فارسی کتابون مین آج کلہ کے زمانہ مین فارسی دیکھنے اور پڑہنے والے ہی لوگ بہت کم ہین - چہ جائیکہ عربی کیطرف توجہ کرنے والے اسی وجہ سے برابر عربی و فارسی کتابون کے ترجمے اردو زبان مین شایع ہوئے اور ہورہے ہین اور اُن سے مقصد یہی ہی کہ وہ علم شایع ہو اور لوگ اُس سے منتفع ہون - اسی امر پر لحاظ کرتے ہوئے عرصہ سے بندہ احقر افراد بشر علی حیدر غفر لہ اللہ تعالی الاکبر ابن حضرت قدر قدرت جالس عرش معارف غیب و شہود حارس فرش عوارف شہود و وجود طاؤس چمن قدس فانوس انجمن انس شمس العارفین غوث الکاملین قطب الارشاد فرد الافراد مظہر اسم رب حائل کمالات جد و اب وصی حیدر الصفدر سیدی و مولائی حافظ شاہ علی انور قلندر نصر اللہ تعالی بشمایم الروح والریحان مشہد المعطر و خوشہ چین خرمن افادات آئین حضرت رفیع المنزلت عارف حقائق الہیہ کاشف دقائق نامتناہیہ بحر العلوم واقف اسرار منطوق و مفہوم خداوند ذی الجود شاہد الوجود سیدی و سندی و مرشدی شیخی و ملجائی و ملاذی اخی و استادی مولوی شاہ حبیب حیدر قلندر لا زالت ظلال رافتہ و عطوفتہ علی داسنا و عمٰی المسترشدین الی یوم المحشر کا خیال تھا کہ ایک کتاب اردو مین ایسی لکھی جائے جسمین اصطلاحات صوفیہ کے معانی و مطالب کی تشریح کر دی جائے تاکہ ناظرین کتب تصوف

بوجہ اصطلاحات سے ناواقف ہونیکے مطالب سمجھنے مین غلط فہمی کا شکار نہ ہوان اور
مقصد اصلی پر پہونچنے سے قاصر نہ رہین اور نہ ان حضرات مصنفین و مولفین سے بدعقیدہ
ہوکر وبال مین گرفتار ہون مگر بوجہ قلت فرصت و مشاغل درس و تدریس نیز کم استعدادی
جرأت نہین پڑتی تھی۔ کہ یہ بارِ گران اپنے دوش ہمت پر لیا جائے اس زمانہ مین برادر صاحب
مجمع محاسن و فضائل منبع مکارم و خصائل گرامی قدر مولوی محمد ضیاء الدین حیدر صاحب
حماہ اللہ تعالیٰ فی الدارین من المکارہ والنوائب ورقاہ اللہ تعالےٰ
علی المدارج والمناصب کی فرمائش اور اصرار نے مجبور کر دیا اور مین متوکلاً علی اللہ
اس امراہم کے انجام دہی پر مستعد ہوگیا الحمد للہ والمنۃ کہ عرصہ طویلہ کی کتب بینی
و ورق گردانی کے بعد اس جزو مختصر کی ترتیب و تکمیل مین کامیابی ہوئی اور سب محنت
و جانفشانی ٹھکانے لگی پس اس جزو مختصر کو ایک مقدمہ اور اکتیس باب پر منقسم کرکے نام
اسکا **مصباح التعرف لارباب التصوف** رکھا اللہ تعالےٰ اسکو
محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے اور ناظرین شائقین کو اسکے مطالعہ سے منتفع و
مسرور الوقت کرے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس مقام پر اُن کتابون کی نام بھی لکھدون
جو اس جزو مختصر کے زمانہ تحریر مین میرے پیش نظر رہین انسان کامل مصنفہ حضرت شیخ
عبد الکریم جیلی نفحات الانس مولانا جامی مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز لطائف الالہام
فی اصطلاحات صوفیہ از شیخ عبد الرزاق کاشی تعریفات الاشیاء میر سید شریف جرجانی
جامع اصول الاولیاء شرح فصوص الحکم از شاہ مبارک علی حیدرآبادی معہ مقدمہ موسومہ
بہ مفید العالم اصطلاحات صوفیہ متعلقہ دیوان خواجہ حافظ شیرازی اصطلاحات نقشبندیہ مطالب رشیدی
و مقالات صوفیہ از حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ روض الازہر از حضرت شاہ بنیاد

اوستادنا مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ معہ تکملہ موسومہ بہ حوض الکوثر از حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ معہ حواشی از حضرت اخی واوستادی مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر مدظلہ جواہر السلوک جواہر غیبی مقدمہ الکھف والرقیم موسومہ بہ کنز العظیم ابجد العلوم ناظرین انصاف آئین سے التماس ہی کہ اگر اس رسالہ کے مطالعہ سے فائدہ اوٹھائین تو حقیر جامع اوراق کو دعائے حسن خاتمت وحصول معرفت وایقان سے فراموش نفرمائین اور اگر کسی جگہ غلطی پائین تو اوسکو اپنے دست قلم سے درست فرماکر عیب پوشی سے کام لین اور حقیر کو آماجگاہ مطاعن نہ بنائین ؎

بہ پوش گر بخطاے رسی وطعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

وعلی اللہ التوکل وھو الموفق والھادی فی العواقب والمبادی واضح رہی اصطلاح کے معنی لغت مین باہم صلح کرنے کے ہین اور اصطلاح مین باہم ایک قوم کا اتفاق کرنا کسی لفظ کے معنی معین کرنے کے لئے علاوہ اوس لفظ کے معنی موضوع لہ کے اور یہ ماخوذ ہے صلح سے باب افتعال مین جب تا رفار کے مقابل واقع ہوئی۔ تو اوسکو طا رسے بدل دیا کذا فی المنتخب والغیاث اور علم تصوف مین اسکے معنی یہ ہین کہ بزرگان دین اپنے علوم بزبان غریب یعنی نادر بیان کرین تاکہ اغیار اونکی باتون کو نہ سمجھ سکین اغیار سی وہ لوگ مراد ہین جو مرتبہ ونارت مین پڑکر بوجہ خرابی باطن برکات سی بالکل محروم رہتی ہین اسکی تشریح آیندہ بیان ہوگی بزرگان دین کا یہ فعل اسوجہ سے تہا کہ اکثر لوگ بوجہ جہالت ونفسانیت وکدورت طبیعت ان حضرات کے اقوال واعمال اور افعال پر اعتراضات کرتے اور اس فعل کو اپنے لئے باعث فخر جانتے تہے تو اونکی سمجہون سے یہ علم محفوظ رہے اور وہ اعتراضات سے اپنی زبانون کو بند رکہین یہ کمال خیر طلبی ان حضرات کی تہی تاکہ وہ لوگ ان امور کے

دریافت کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور جا و بیجا اعتراض کرنے سے بچیں اور خبر پر اتر ظن المومنین خیرا[لہ] کے مصداق نہیں چونکہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے بعد بوجہ اختلاف نور سنت و صداقت منطفی ہوچکا اور ظلمت بدعت پھیل چکی تھی طرق صحابہ و تابعین عزیز الوجود ہوگئے تھے فرقہ بندی شروع ہوگئی تھی لہذا حضرات صوفیہ کرام نے قرآن و حدیث سے بالہام ربانی اذکار و اصطلاحات وغیرہ مقرر فرمائے اور اوسپر علمائے کرام نے بھی کوئی اختلاف نہیں کیا بلکہ مستحسن و مندوب قرار دیا یہ بھی واضح رہے کہ ان حضرات میں بھی اکثر کے اصطلاحات حسب تفاوت اونکے مراتب کے مختلف ہیں مثلاً مبتدیین نے جن لفظ سے جو معنی مراد لیئے ہیں متوسطین نے اوس سے اعلی اور منتہیین نے اعلی ترین اور انمیں بھی بفرق مذاق ہر بزرگ کے اختلاف ہو مثلاً لفظ ذوق سے اہل ذکر و مراقبہ نے لذت ذکر مراد لیا ہو اور حضرات چشتیہ نے لذت سماع اور اہل فراق نے درد فراق اور منتہیین نے لذت مشاہدہ لہذا کل اصطلاحات کا مع انکے جمیع مفہومات کے جمع کرنا تقریباً ناممکن ہو تاہم کوشش اسکی کی گئی ہے کہ حتی الامکان کل ورنہ متوسطین و منتہیین کے مفہومات ان اصطلاحات کی تحت ہیں یکجا کر دیئے جائیں بس ناظرین کو ہر لفظ کے معانی اتنے ہی پر محدود نہ سمجھنا چاہیے کہ جتنے یہاں مرقوم ہیں کیونکہ حضرات صوفیہ کے یہاں نہ الفاظ کی انتہا ہے نہ اونکے معانی بسیطہ کے بقول صاحب گلشن راز ؎

معانی ہرگز اندر حرف ناید
کہ بحر قلزم اندر ظرف ناید

جو کچھ یکجا ہوسکے مشتے نمونہ از خرواری ہیں ؎

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایان
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

فقط نسئل اللہ لنا و لکم التوفیق و الفوز بمراتب التحقیق و التدقیق

لہ مومنین سے گمان نیک رکھنا چاہیے ۱۲

مقدمہ معانی تصوف کے بیان مین جو مشتمل ہی سات وصل پر

وصل اول تصوف کے لغوی اور اصطلاحی معانی اور اشتقاق تصوف اور صوفی کے بیان مین نیز یہ کہ قرون ثلثہ کے بعد اولاً کون باسم صوفی موسوم ہوا

جاننا چاہیے کہ تصوف بروزن تفعل اسکے معنی صوف پہننے کے ہین اور صوف بضم صاد اُس کپڑے کو کہتے ہین جو پشم گوسفند کا بنایا جائے چنانچہ زمانہ سابق مین حضرات اولیاء اللہ بوجہ غایت انکسار صوف پہنتے تھے اور اسی پر قناعت کرتے نیز صوف پوشی اکثر انبیاء کے آداب سے ہی چنانچہ منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جسوقت کوہ طور پر کلام الٰہی سے مشرف ہوئے اوسوقت آپ کرتہ و پائجامہ اور صوف کی کملی اور گدہے کی کہال کے جوتے پہنے ہوئے تھے اور اس لباس کے اختیار کرنے سے انکی غرض انکسار نفس اور تواضع و ترک زینت دنیا تھی کیونکہ صوف کا لباس ذلیل اور غیر وقیع شمار کیا جاتا ہی جسکے اختیار کرنے سے نفس مین شکستگی پیدا ہوتی ہی اور یہی اوسکا منشا ہی اور یہ بھی ممکن ہو کہ تصوف صوف بفتح صاد سے ماخوذ ہو جسکے معنی یکسو ہونے اور روگردانی کے ہین چونکہ واصلان حق ماسوے اللہ سے یکسوئی اور روگردانی اختیار کرتے ہین لہذا اونکے اعمال اور افعال اور معارف کو تصوف اور خود انکو صوفی کہتے ہین اور صوفی لغت مین مخلص کے معنی مین بھی آیا ہے اس معنی مین بھی واصلان حق کل الکل معبر ہین اور ممکن ہو کہ صوفی منسوب صوفہ کی طرف ہو جو ایام جاہلیت مین بنی مضر کے اہل تجرد کی ایک قوم تھی وہ لوگ کعبہ اور خلق اللہ کی خدمت محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی غرض سے کیا کرتے تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ صوفیہ منسوب ہو اہل صفہ کی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے اور وہ چار سو آدمی تھے مدینہ طیبہ مین نہ انکے رہنے کے لئے کوئی مکان تھا اور نہ وہان اُن کا

کوئی غمخوار و شناسا تھا وہ لوگ مسجد کے صفہ یعنی چبوترہ پر رہتے تہے اور تارک دنیا
ہوگئے تہے جنگل سے لکڑی لاکر بقدر ضرورت بیچتے اور اوسکی قیمت سے خرمہ خرید کے
کہاتے اور بقیہ رات و دن کلام مجید کی تلاوت کرتے اور آنحضرت سے انواع انواع کے
علوم سیکہتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منجملہ اہل صفہ ستر آدمیونکو
مینے دیکہا جنمین ایک چادر تہی اوسی سے یکے بعد دیگرے وہ لوگ نماز پڑہتے رکوع
کیوقت چادر کو زانو تک کہینچ لیتے تہے تاکہ ستر برہنہ نہو اور وہ لوگ نصف جسم اپنا
ریت مین چہپائے رکہتے اور آنحضرت باوجود اسکے کہ مفاتیح خزائن روے زمین آپکے
قبضہ قدرت مین تہین مگر گرسنگی او سختی او تنگی معاش مین اہل صفہ کی موافقت فرماتے
اور لوگونکو اسی کی ترغیب دیتے ایک روز اہل صفہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
چہوہارون نے ہمارے پیٹ جلادیئے آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہمارے یہان بہی
دو مہینے سے چولہا نہین جلا ہمارے اہل بیت کے لئے سوا اسکے کچہہ نہین اسی پر
قناعت کرو اور تمکو مین بشارت دیتا ہون کہ تم جنت مین میرے ہی ساتھہ رہوگے
جن حضرات نے مثل حضرات صفہ کے اعمال کرنا شروع کئے اور اوسپر مواظبت کی
انکا نام صوفیہ ہوگیا۔ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے بعد اولا جو صاحب صوفی کہلائے
وہ سید ابو ہاشم محمد ابن احمد تہے جنہون نے سنہ ۱۶۱ھ مین انتقال فرمایا ذکر سید ابو ہاشم
صوفی نفحات الانس مین مولانا جامیؒ لکہتے ہین کہ یہ اصلاً کوفی ہین لیکن شام مین رہتے تہے
اور حضرت سفیان ثوری کے معاصر تہے سفیان ثوری فرماتے تہے کہ اگر ابو ہاشم
صوفی نہوتے تو مین دقایق ریا نہ پہچان سکتا اور فرماتے تہے کہ مین نہ جانتا تہا۔ کہ صوفی
کیسے ہوتے ہین تاوقتیکہ مینے ابو ہاشم کو نہین دیکہا زہد اور تقوے اور ورع مین یکتای عصر

گذرے ہین ساولاً آپ ہی صوفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ طریق توکل محبت
وسحاملت نیک مین ان سے بہتر کوئی نہ تہا منصور عمار دمشقی کہتے تہے کہ ابوہاشم صوفی
مرض الموت مین بیمار تہے مینے پوچھا کیا حال ہے فرمایا کہ بلائے عظیم معلوم ہوتی ہے لیکن محبت
ودوستی بلا سے کہین زائد ہے فرماتے تہے کہ سوئی سے پہاڑ کہودنا بہ نسبت کبر اور خودی کے
دور کرنے کے آسان ہے ایک روز آپ نے قاضی شریک کو یحیی ابن خالد کے گہر سے
نکلتے دیکہا تو رو کر فرمایا کہ اعوذ باللہ من علم لا ینفع[۵۱] غرضکہ ذات عالی ہمہ صفت
موصوف اور بہ جمیع فضائل وکمالات معروف تہی انتہے

وصل دوسرا۔ اس بیان مین کہ قرون ثلثہ مین اسم صوفی کیون نہین مشہور ہوا نیز یہ کہ علم باطن یعنی تصوف کی تعلیم زمان صحابہ وتابعین مین بہی تہی یا نہین

واضح ہو کہ قرون ثلثہ کے قرن اول مین فقط آنحضرت روحی فداہ کی صحبت کافی تہی اسیواسطے
وہ لوگ ملقب بصحابہ ہوئے اور کوئی فضیلت اس سے زیادہ نہین ہوسکتی قرن ثانی مین
تابعین ہوئے جنکو صحابہ کرام کی صحبت کافی تہی اور یہی لقب اونکا اشرف القاب ہے
علی ہذالقیاس قرن ثالث کے لوگ موسوم بہ تبع تابعین ہوئے حضرات صحابہ کرام کو جمال
باکمال مصطفوی کے نظارہ سے اسقدر کشائش ہوتی تہی جو مشائخ کو اربعینیات اور خلوت مین
حاصل نہین ہوسکتی اسی واسطے آپ نے فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم[۵۲]
اہتدیتم علوم طریقت اور رموز حقیقت کا اجرا صحابہ کرام کے عصر مین بہی ثابت ہے
اگرچہ یہ قران ملقب بہ لقب صوفی نہ تہا حضرات صحابہ کرام مین سے بعض جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ
اور اعلان شریعت کرنے کے علاوہ علوم باطنیہ آنحضرت کو بہی رائج کرتے تہے اور نہ خلفائے

[۵۱] پناہ مانگتا ہون مین ساتہ اللہ کے اوس علم سے کہ نفع نہ دے ۱۲
[۵۲] اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین ان مین سے جسکی اقتدا کرو ہدایت پاوگے ۱۲

راشدین تھے علی الخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ نیز حذیفہ بن الیمان اور سلمان فارسی
اور عبد اللہ ابن مسعود اور عبد اللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اور انس ابن مالک اور ابوذر
غفاری اور حضرات حسنین وغیرہم رضی اللہ عنہم ان حضرات میں تھے اور بعض صرف علم ظاہر کو
رواج دیتے تھے جیسے ابو موسی اشعری اور عبد اللہ ابن عمر ابن عاص وغیرہم اسی طرح تابعین میں
بعض علم باطن کے اجرا میں سعی وافر فرماتے تھے جیسے علی ابن الحسین زین العابدین اور محمد
ابن علی ملقب امام باقر اور محمد ابن الحنفیہ اور حضرت حسن بصری اور کمیل ابن زیاد وغیرہم اور
بعض اجرا علم ظاہر میں مصروف رہتے جیسے امام اعظم اور امام مالک وغیرہم علی ہذا القیاس
طبقہ تبع تابعین کے حامیان باطن میں سے امام جعفر صادق و امام موسی کاظم اور اور ائمہ اہلبیت
اور سفیان ثوری اور مالک ابن دینار اور محمد ابن سماک اور حبیب عجمی اور شیبان راعی اور
داؤد طائی وغیرہم تھے اور حامیان ظاہر میں امام محمد اور امام ابی یوسف اور امام شافعی
اور احمد بن حنبل وغیرہم تھے بعد انکے فرقہ ہائے مختلف ظہور میں آئے اور انواع انواع کی
بدعتیں شروع ہو گئیں خواص بوجہ اسکے کہ دین میں اہتمام شدید رکھتے تھے زہاد اور عباد
کہلائے عوام میں جہل پھیلا اور طلب جاہ بڑھی خواص میں جو لوگ اپنے قلوب کو غفلت سے
بچاتے اور اپنے انفاس کی محافظت حق کے ساتھ کرتے تھے وہ صوفی کہلائے جیسے
ابو یزید بسطامی و سہل ابن عبد اللہ تستری و حارث ابن اسد محاسبی و بشر حافی و سید الطائفہ
جنید بغدادی و ابو حفص حداد و ابو سلیمان دارانی و محی الدین ابن عربی و ابو القاسم
قشیری و ابو بکر کلاباذی و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وغیرہم اور انہیں حضرات
اور انکے اتباع نے بغرض ایصال طالبین و تکمیل سالکین و تشویق و تفہیم و تربیت
و تعلیم طالبین بالہام ربانی ظاہر و باطن قرآن و حدیث سے حقایق سلوک و مکاشفات

وقواعد وضوابط وغیرہ استنباط واستخراج کئے اور اصطلاحات مقرر فرمائے جس سے یہ علم فی نفسہ ایک علیحدہ علم ہوگیا اسی طرح حضرات ائمہ اربعہ مجتہدین و دیگر علماء المحدثین وفقہائے متکلمین نے اصطلاحات و قواعد وضوابط علوم ظاہر شریعت مدون کئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ طریقہ اسلام آنحضرت سے دو طرح پر پہونچا عام فہم جیسے فقہ وغیرہ اور خاص فہم جیسے تصوف اور فقہ کو جو عام فہم ہی تصوف یعنی خاص فہم پر جو تقدم ہی وہ باعتبار ظاہر کے ہے لیکن تصوف مرتبہ مین اعلےٰ ہے اسلئے کہ کمال اخلاص اور مرتبہ عرفان اور قرب اور فنا ء الفنا جو نتیجہ ریاضات ہی تصوف ہی سے حاصل ہوتا ہو اور کرامات بھی صوفی ہی سے ظاہر ہوتے ہین نہ فقیہہ سے اور فقہ اور تصوف باہم لازم ملزوم بھی ہین ایک بغیر دوسرے کے تمام نہین ہوتا۔ تصوف بغیر فقہ کے درست نہین اسلئے کہ احکام الٰہی بغیر فقہ کے معلوم نہین ہوتے اور فقہ بھی بغیر تصوف کے تمام نہین کیونکہ علم بلا عمل ثمرہ یاب نہین اور عمل بغیر حضور اور توجہ الی اللہ اور اخلاص کے تمام نہین ہوتا ہے[1] رضوان اللہ الاقدس علی امام الاوحد المقدس سیدنا مالک ابن انس حیث قال من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق[2] محبین و متبعین طائفہ علیہ صوفیہ کے لئے بشارت المرء مع من احب وافی ہے اور ارشاد ہم[3] قوم لا یشقی جلیسہم ولا یخیب انیسہم

---

[1] رحمت اللہ پاک کی امام یکتا برگزیدہ پر جو سردار ہمارے مالک ابن انس ہین جنھون نے کہا کہ جو شخص صوفی ہو اور فقیہ نہو وہ زندیق ہے اور جو شخص فقیہ ہو اور صوفی نہو وہ فاسق ہو اور جو فقیہ اور صوفی دونون ہو وہ اہل تحقیق سے ہے ۱۲

[2] آدمی اوسی شخص کے ساتھ ہے جسکو دوست رکھتا ہو۔

[3] وہ ایک قوم ہو۔ کہ جنکا ہمنشین بدبخت نہین ہوتا ہی اور نہ اُن لوگون کا دوست رسوا ہوتا ہے ۱۲

اشارت کافی ہی صوفی کامل کے پاس ایکدن بیٹھنے سے وہ چیز حاصل ہوتی ہی جو چالیس برس کے مجاہدہ و ریاضت سے نہین حاصل ہوتی ہے ؎

یک زمانے صحبتے با اولیا		بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور اسی پر تاثیر صحبت حضرت خیر البشر و اصحاب خیر القرون جسکے متعلق ارشاد نبوی ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم[٥] قیاس کرنا چاہیے۔

فصل تیسرا۔ موضوع و مبادی و مقاصد و غایت علم تصوف کے بیان مین

واضح ہو کہ ہر علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جسمین اوسکے عوارض ذاتیہ اور احوال مختصہ سے بحث کی جائے اس علم کا موضوع وجود یعنی ذات باری ہی باعتبار ظہور و بطون و نزول و عروج کے اور علوم کے موضوعات سے اس علم کا موضوع اعلیٰ ہے اسلئے کہ یہ سب کو محیط اور شامل ہے اس علم کے موضوع اور دیگر علوم کے موضوعات مین نسبت عام خاص کی مطلقاً ہے اور ہر علم کے مبادی وہ حدود و تعریفات ہوتے ہین جنپر انکے مسائل موقوف ہون اس علم مین مبادی حدود اور تعریفات موضوع کے اور محمولات کے ہین جیسے تعریفات وجود یعنی ذات باری جو اس علم کا موضوع ہے یا حدود و تعریفات اسما و صفات جو اس علم کے محمولات ہین اور ہر علم کے مقاصد اوس علم کے احکام تصدیقیہ ہوتے ہین جنکو مسایل کہتے ہین اور وہ وہ قضایا ہین جنمین محمولات کی نسبت موضوعات کی طرف مطلوب ہوتی ہی اس علم کے مقاصد یعنی مسایل یا احکام تصدیقیہ یہ ہین کہ وجود یعنی حق مرتبہ لاتعین مین کیا تھا اور مراتب تنزلات

(٥) بہترین زمانون کا میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اوس کے نزدیک ہو پھر وہ جو اوس سے نزدیک ہو ۱۲

مواقع تعینات مین کیا ہے مرتبہ لاتعین مین ازلی و قدیم و حق و رب ہی اور مراتب تعینات
مین حادث و خلق و عبد غور کرنا چاہیے کہ لاتعین اور مراتب تعینات مین کیا ربط ہی
اور ہر علم کی غایت اس علم کا ثمرہ و نتیجہ ہوتا ہے جو اوس علم سے حاصل ہوتا ہی اس علم کی
غایت وصول بحق و حصول عرفان ہے جو منتہائے کمال انسانی اور نتیجہ جمیع عبادات ہی۔

وصل چوتھا۔ علم تصوف کے بیان مین۔

جاننا چاہیے۔ کہ تصوف وہ علم ہے جس سے ذات کی معرفت تفصیلاً حاصل ہوتی ہی
اُسکو علم حقایق کہتے ہین اور علم حکمت بھی جسطرح حکمائے فلاسفہ حقایق اشیا سی بحث
کرتے ہین ویسے ہی حضرات صوفیہ بھی حقایق اشیا سے بحث کرتے ہین دونون مین فرق
یہ ہے کہ فلاسفہ اپنے عقول جزئیہ ضعیفہ سے بلاکسی راہبر کے معلول سے علت کیطرف
رجوع کرتے ہین اور حضرات صوفیہ بوساطت راہبر خالق کا اجمالاً علم حاصل کرکے پھر
اوسکی تفصیل کے لئے مخلوق سے خالق کیطرف سیر شروع کرتے ہین اور اسی مین
کمال حاصل کرتے ہین اور در اصل کمال اسی مین منحصر ہے افلاطون حکیم اشراقی سی لوگون نے
پوچھا کہ انبیا کون ہین اور کیسے ہین اونسے کہا کہ یہ حکما ہین ان کی حکمت کامل ہے
اسی جگہ سے ہے کہ بعض حکما کی رسائی بوجہ اتباع عقل جزوی طبایع اشیا تک ہے
علم تصوف ہی سے اہل کمال کی ترقی اور اُن کے کیفیات مدارج کا بقدر طاقت بشری
حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ کماحقہ درجات اور مقامات کی تعبیر غیر ممکن ہے اسلئے کہ
عبارات موضوع کی گئی ہین اُن معانی کے لئے جہانتک اہل لغات کی سمجھ نے یاوری کی
اور معانی حقیقی تک سمجھ نہین پہنچتی تاوقتیکہ کوئی شخص اس امر کا ارادہ نہ کرے کہ وہ
وصول بالعیان کی کوشش کرے نہ کہ بالبیان کی کیونکہ یہ ایک طور ہے وراء طور بیان

لہ جیسا کہ چاہیے ۱۲

عقل سلیم کی ضرورت ہے نہ عقل جزوی کی کسی عربی شاعر کے اشعار ہین اشعار

علم التصوف علم لیس یعرفه[1]	الا اخو فطنة بالحق معروف
ولیس یعرفه لیس یشهده	وکیف یشهد ضوء الشمس مکفوف

اسی کو علم باطن کہتے ہین جس سے باطنی کیفیات معلوم ہوتے ہین اور اسی کو علم طریقت
حقیقت بھی کہتے ہین اسی کے تعلم[2] سے اذہان کدرہ صافیہ ہوتے ہین اور اسی کے
تعامل[3] سے قلوب تیرہ مصفےٰ اور نفوس مزکیٰ ہوتے ہین اور روحانیت ہین نورانیت
بڑھتی ہی یہی وہ روشن ستارہ ہے جو آسمان ماہیت انسان سے چمکتا ہے اور وہ نازک
غنچہ جو چمن حقیقت انسانی مین کھلتا ہی رباعی

علمت بکمال معرفت راہ دہد	علمت دل پاک وجان آگاہ دہد
گر جاہ طلب کنی ترا جاہ دہد	ور حق طلبی بقا باللہ دہد

یہی علم وہ نور الٰہی ہے جس سے معرفت اشیاء ماہ[4] و ماہی کما ہی حاصل ہوتی ہی رباعی

تا من خبر از طور تصوف دارم	بر ماضی عمر خود تاسف دارم
چون ترک تکلفات رسمے کردم	صد عیش و نشاط بے تکلف دارم

غرضکہ علم تصوف مفتاح کنوز حقایق اور مصباح رموز دقایق ہی حدیث جبرئیلی مین احسان سے
مراد یہی تصوف ہے جو سعادات ابدیہ کے حصول کا وسیلہ اور درجات اخرویہ پر فائز
ہونے کا ذریعہ ہوتا ہی تمام فضل وکمال اسی پر موقوف اور ناسوت وملکوت وجبروت
ولاہوت وہاہوت کے جملہ حقایق ودقایق اسی سے مکشوف ہوتے ہین یہی علم
نورانی وہ ہی جو اقوال محمدیہ وافعال احمدیہ سے مقتبس ہی اور جس سے لوگ ذات حق

[1] علم تصوف ایک علم ہی کہ نہیں پہچانتا ہی اوسکو۔ مگر صاحب عقل جو حق کیساتھ معروف ہو۔ اور نہیں پہچانتا ہی اوسکو وہ شخص کہ نہیں دیکھتا ہی اوسکو۔ اور کیسے دیکھ سکتا ہی ضوء شمس کو نابینا۔ [2] سیکھنا [3] عمل کرنا [4] آسمان زمین جیسا کہ چاہیے

اور اوسکے افعال و صفات و احکام کیطرف سلوک کرتے ہین جب یہ علم کسی بشر کے ذریعہ سے حاصل ہو تو اوسکو کسبی کہین گے ورنہ وہبی و علم لدنی اور علم لدنی کی تین قسمین ہین وحی و الہام و فراست وحی مخصوص انبیا کے لئے ہے اور الہام و فراست انبیا و اولیا دونون کے لئے ہے

وصل پانچوان اولیا اللہ کے ارشادات متعلقہ تصوف کے بیان مین

سید الطایفہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ تصوف کیا ہے آپنے فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ بلا علاقہ رہے اور فرماتے تھے کہ تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالے تجھکو تیری خودی سے مردہ اور اپنی خودی سے زندہ کرلے اور فرماتے تھے کہ التصوف تصحیح الخیال یعنی تصحیح خیالات کو تصوف کہتے ہین اور فرماتے تھے کہ تصوف صفا سے مشتق ہے جسکے معنی برگزیدگی کے ہین جو شخص ماسوای حق سے برگزیدہ ہو وہ صوفی ہے اوسکا دل مثل دل ابراہیمی دنیا سے علیحدہ اور فرمانبردار حق ہو اور رضا و تسلیم مین مثل اسمٰعیلؑ اور اندوہ مین مثل داؤدؑ اور فقر مین مثل عیسٰیؑ اور صبر مین مثل ایوبؑ اور شوق مین وقت مناجات مثل موسیٰؑ اور اخلاص مین مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو اور فرماتے تھے کہ صوفیہ ایک گروہ ہین قایم بحق جنکو سوائے اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور فرماتے تھے کہ تصوف یہ ہے کہ دل کو صاف و خواہشات نفسانی سے دور رکھے خلق کو امر حق کی نصیحت کرے اور شریعت کی متابعت کرے حضرت رویم رضی اللہ عنہ جو کہ بڑے اولیاء اللہ سے گذرے ہین فرماتے ہین کہ تصوف یہ ہے کہ نفس کو خدا کی مراد پر جاری کرے نیز فرماتے ہین کہ

تصوف تین چیزون پر مبنی ہی ایک تعلق بفقر و افتقار دوسرے تحقق بہ بذل و ایثار
تیسرے ترک اعتراض و اختیار حضرت سہل ابن عبد اللہ تستری فرماتے ہین
کہ تصوف یہ ہی کہ ہر حال مین خدا کے ساتھ رہے حضرت ابو حفص حداد فرماتے ہین کہ
تصوف ہمہ تن حق ہے ابو محمد جریری فرماتے ہین کہ تصوف یہ ہے کہ ہر اچھی صفت
مین در آئے اور ہر بری صفت سے نکلجائے ابو العباس نہاوندی فرماتے ہین کہ
فقر کی انتہا تصوف کی ابتدا ہے عمر ابن عثمان مکی فرماتے ہین کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ
ہر وقت یاد حق مین مشغول رہے ممنون محب فرماتے ہین کہ تصوف یہ ہے کہ کوئی چیز
اپنی ملک نہ رہے ابو الحسن بوشنگی فرماتے ہین کہ تصوف کوتاہی امل اور مداومت عمل ہی
ابو بکر کتانی فرماتے ہین کہ تصوف صفوت و مشاہدہ ہے عبد اللہ خفیف فرماتے ہین
کہ تصوف یہ ہی کہ بلا پر صبر کرے ابو علی رودباری فرماتے ہین کہ تصوف عطاے اجرا ہی حضرت
معروف کرخی سے لوگون نے پوچھا کہ تصوف کیا ہی آپ نے فرمایا کہ خلایق سے گریز کرنا
اور خالق اختیار کرکے اونکو وقایق سے کہنا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے ابو عبد اللہ محمد ابن الفضل
فرماتے ہین کہ بلا سے صاف ہونے اور عطا سے غایب ہونیکو تصوف کہتے ہین ابو الحسن
نوری فرماتے ہین کہ تصوف نہ علوم ہین نہ رسوم اگر علوم ہوتے تعلیم و تعلم سے حاصل ہوتے
اگر رسوم ہوتے مجاہدہ سے حاصل ہوتے بلکہ تصوف اخلاق ہین تخلقوا باخلاق اللہ
یعنی اخلاق الٰہی سے متصف ہو اور فرماتے ہین کہ خواہشات نفسانی کا حق کے لئے
ترک کرنا بہی تصوف ہی اور تصوف ہمہ تن آزادی اور جوانمردی اور ترک تکلف ہی نیز فرماتے
ہین کہ تصوف یہ ہی کہ دنیا اور اہل دنیا سے دشمنی رکھے اور حق اور اہل حق سے دوستی اختیار کرے
سید الاحرار حضرت ابو بکر شبلی فرماتے ہین کہ تصوف فناء ناسوت و ظہور لاہوت ہی نیز فرماتے ہین

کہ تصوف ایک برق ماسوا سوز ہی نیز فرماتے ہین کہ تصوف حواس کو ضبط کرنے اور انفاس کی رعایت کرنے کو کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ تصوف سی صوفی نہین ہوتا تاوقتیکہ خلق کو اپنا عیال نہ سمجھے ابو الحسن حصیری سی لوگون نے پوچھا کہ آپ کا کیا مذہب ہے آپنے فرمایا کہ پہلے حنفی تھا پھر شافعی ہوا اب ایسی چیز مین مشغول ہون کہ کوئی مذہب یاد ہی نہین آتا لوگون نے پوچھا وہ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ تصوف پھر پوچھا کہ تصوف کیا ہی آپ نے فرمایا کہ دونون جہان مین بلا حق کے کسی چیز سے آرام و آسایش نہ ملے حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر قدس سرہ فرماتے ہین کہ التصوف ترک کل حظ النفس یعنی تصوف تمام حظوظ نفسانی کے ترک کو کہتے ہین اسی طرح سے اور اقوال بہت ہین جنکا حصر غیر ممکن ہی مشتی نمونہ از خروارے لکھدیے گئے۔

وصل چھٹا طبقات مراتب مردم کے بیان مین

چونکہ علم تصوف جامع ہی تمام سبکا اسلئی اسکو مراتب بھی تین ہین جسکو ہم آیندہ وصل مین بیان کرین گے اور طبقات مراتب مردم حسب اختلاف درجات بھی تین ہی ہین لہذا اولاً اسی کا بیان کردینا انسب معلوم ہوتا ہی جاننا چاہیئے کہ طبقات مراتب مردم تین ہین اول مرتبہ واصلین و کاملین کا جو طبقہ اعلی ہی دوسرا مرتبہ سالکین کا جو طبقہ وسطے ہی تیسرا طبقہ مقیمین کا جو طبقہ سفلے ہو طبقہ اعلے یعنی واصلین مقربین کے بھی تین گروہ ہین اول انبیا جنکو اللہ تعالے نے بعد وصول کمال کے ناقصین کی تکمیل کے لئے مخلق کیطرف بھیجا اور انکے وجود کو غیب اور شہادت کا رابطہ گردانا یعنی غیب اور شہادت کو بوجہ انکے وجود کے ایک دوسرے کی رابطہ دیا تاکہ وہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرین اور اپنے وجود سے ملک اور ملکوت کو معمور رکھین دوسرا گروہ مشائخ صوفیہ کا ہے جنہون نے بوجہ کمال متابعت آنحضرت کے

مرتبۂ وصول حاصل کیا بعد اوسکے دعوت خلق کے لئے بطریق متابعت آنحضرت صلی اللہ
مجاز باذون ہوئے جیسا کہ نص قرآنی ناطق ہے قل[1] ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ
علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی کہو تم قوم سے کہ یہ میری راہ ہے مین تم کو
خدا کی طرف دعوت کرتا ہون سمجھ بوجھکر اور میرے متبعین بھی دعوت کرتے ہین انہین کو
علما ربانی بھی کہتے ہین انہین حضرات کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی
کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما انبیاء بنی اسرائیل کی
مثل ہین غرضکہ یہ دونون گروہ کاملین مکملین کے ہین جنکو فضل وعنایت ازلی خداوندی نے
بعد استغراق عین جمع وبحر توحید کے ماہی فنا کے شکم سے نکال کر ساحل تفرقہ اور میدان
بقا مین لاڈالا تاکہ وہ خلق کو نجات اور درجات کی ہدایت کرین یہی لوگ محبوبان لم یزل
ولا یزال وموید ان حضرت الوہیت ہین اولئک[2] کتب فی قلوبھم الایمان
وایدھم بروح منہ انہین حضرات نے حق کو بنور حق پہچانا اور حق کے وجود کو
بلا ترکیب مقدمات عملیہ ادراک کیا افمن[3] شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو
علی نور من ربہ تیسرا وہ گروہ ہی جنکو بعد واصل بحق ہونے کی دعوت خلق کی نوبت
نہین آتی اور وہ بحر جمع مین ایسے مستغرق اور فنا مین ایسے مستہلک ہوئے کہ جس سے
بالکل بے خبر ہوگئے دنیا وما فیہا کی کچھ خبر ہی نہین رہی اسی وجہ سے بعد الوصول تکمیل ناقصین
انکے سپرد نہین ہوئی دوسرا طبقہ وسطی یعنی سالکین اسکے بھی دو گروہ ہین اول طالبین مقصد
اصلی یعنی طالبین ذات وجہ باقی جنکی شان مین ارشاد ہی[4] یریدون وجھہ دوسرے

---

[1] آیات قرآنی جو اس کتاب مین جہان جہان آئی ہین اونکے معانی تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب دہلوی سے لیکر لکھے گئے ہین ۱۲ مولف [2] وہ ہین لوگون کے دلون مین لکھدیا گیا ہی ایمان اور اونکی مدد کی اپنے غیب کے فیض سے ۱۲ [3] بھلا جسکا سینہ کھولدیا اللہ نے اسلام پر سو وہ اجالے مین ہی اپنے رب کی طرف سے [4] چاہتے ہین اوسکا منہ ۱۲

طالبین بہشت و مریدین آخرت جنکی شان مین ارشاد ہی منکم من یرید الاخرۃ[۱]

تیسرا طبقہ مقیمین یعنی عوام کا جو طبقہ سفلےٰ ہی یہ وہ لوگ ہین جو عقل سلیم سی بے بہرہ ہین انکی بہی

دو گروہ ہین اول فقہاء محض و علماء ظاہر جنکو فقہاے متقشفہ کہتے ہین انہین بہی دو فرقہ ہین

فرقہ اول جو بوجہ اپنی عقل جزوی و علم ناقص کے بزرگون کو جاہل و مجنون کہتے ہین اور انکے

کمالات کے منکر ہوتے ہین اس انکار کا منشاء صرف بیمناسبتی و بے مشربی و جمود طبعی و

خرابی باطنی ہی فرقہ دوم بظاہر فرقہ اول کی طرح انکار کرتے ہین اور بباطن اقرار زبان کو

دل کے ساتہ موافق نہین رکہتے غرضکہ یہ دونون فرقے بسبب خرابی کے تقصیر اور تفریط

کرتے ہین اور گروہ ثانیہ تقسیم طبقہ سویمی سے اولیاء کرام و صوفیان عظام کے معتقد ظاہراً

و باطناً ہوتے ہین اور اُنپر اعتراض اور انکار نہین کرتے اور نہ افراط و تفریط کو دخل دیتے ہین

جہال و کفار کا شمار طبقات مردم مین نہین کیونکہ اونکی شان مین ہی! و لئک کالانعام[۲]

بل ھم اضل سبیلا۔

وصل ساتوان مراتب تصوف کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ تصوف مشتق ہی صفا سے جو بر قاعدہ صرفین باب تفعل مین اگر تصوف

ہو گیا ہی یا صفوۃ سے بنا جسکے معنی برگزیدگی کے ہین اور علم تصوف کی برگزیدگی سابق مین مذکور

ہو چکی اور برگزیدگی بغیر شریعت اور طریقت اور حقیقت کے حاصل نہین ہوتی اور علم تصوف

باعتبار اپنی فردیت کے مقتضی ہی تثلیث کو ہی لہذا اس اعتبار سے اسکے بہی تین مراتب ہین

شریعت طریقت حقیقت۔ شریعت ایک ایسی صراط مستقیم ہی جسکے اتباع سے انسان

خصایل ذمیمہ سے نکلکر اخلاق حمیدہ تک پہونچتا ہی اس شریعت کا ایک ظاہر ہی اور ایک باطن

---

[۱] اور کوئی تم مین سے چاہتا ہے آخرت ۱۲

[۲] وہ لوگ مثل چوپایون کے ہین۔ بلکہ اوس سے بہی گمراہ ۱۲

ظاہر مین عوام مومنین شریک ہین اور باطن خواص کو نصیب ہی شریعت ابتدا مقام اور حقیقت
انتہاے مقام کا نام ہی جو مقصود اصلی ہی اور درمیانی منازل و مراتب کا نام طریقت ہی اور انھین سے
ہر ایک کے تین تین مراتب ہین ابتدا و اوسط و انتہا جملہ نو مراتب ہوی ہر مرتبہ مین بسبب
ریاضت کے ایک حالت اور کیفیت ہوتی ہی اور سالک کو بلا تعلیم و تعلم کے علم حاصل ہوتا
رہتا ہی جسکو عرفان اور معرفت اور ذوق اور وجدان کہتے ہین ابتدا شریعت اسلام تقلیدی
ہی یعنی انسان لوگون سے سنکے خدا کی وحدانیت کا قائل ہوجاتا ہی اوسط شریعت اسلام
استدلالی ہی کہ انسان بزور عقل و علم خداوند تعالی کے لاشریک ہونیکو برہان عقلی سے ثابت
کرتا ہی اور مرتبہ عامی تقلیدی سے ترقی کرتا ہے اور پہلے معنی مین دوسرے معنی پیدا کرتا ہے
پہر جب انسان کو دلائل عقلی سے مطابقت ہراہین نقلی اعتماد کلی حاصل ہوتا ہی تو وہان عقائد
اور قوی ہوجاتا ہے اس صورتمین اسلام اوسکا کامل ہوجاتا ہی وہی انتہا یعنی کمال مرتبہ شریعت
ظاہر کا ہی یہان تک صرف عقل ناقص کی رسائی ہی چونکہ عقل ناقص علم خالص کا حجاب ہی
جسکی وجہ سے سالک کو مقصود سے بے خبری رہتی ہی تو سالک جب طریقت مین قدم
رکہتا ہے تو علم اوسکا متحرک ہو کر اولاً حجابات غفلت دور کرتا ہی اور مقصود کی تلاش کے
درپے ہوتا ہی اسی کا نام فکر ہی یہین پر انتہاے مرتبہ شریعت سے سالک ترقی پاکر حصول
مقصود کی فکر مین لگا رہتا ہی اور یہی طلب طریقت کی پہلی منزل ہی جب سالک اسمین بالکلیہ
متوجہ ہوتا ہی تو عقل سلیم جو علم کی تابع ہے متنبہ ہوکر نور علم سے روشن ہوجاتی ہے اور
اور معبود کو عین مقصود پاتی ہی اور جمیع مقاصد باطلہ سے منحرف ہوجاتی ہے - اور
ایمان کو مطابق قول انی[۱] وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض کے

[۱] مینے اپنا منہ کیا اوسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ۱۲

پاتی ہو اس مرتبہ مین سالک کا اسلام ایمان ہو جاتا ہو یہ طریقت کی دوسری منزل ہے
پہر جب سالک اس مقام مین قایم اور ثابت قدم رہتا ہو تو عقل اوسکی علم سے مبدل ہو جاتی ہی
اور علم نور سے یہان پر سالک کو مقصود کی جہلک معلوم ہوتی ہو اور ایمان ایقان ہو جاتا ہے
یہ انتہا ہے مقام طریقت ہو یہانتک عقل اور علم کی رسائی رہتی ہو بعد اوسکے بغیر عشق کی مدد کے
علم کی رسائی نہین ہوتی ہو اور علم عشق کا تابع ہو جاتا ہے تو جب علم کے ساتھ عشق ہوتا ہی
تو وہان شمس سبحانی پیدا ہوتی ہو کوشش سے کام نہین چلتا اس حالتمین مقصود مشہود ہو جاتا ہو
اور سالک محقق اور یقین اوسکا ذوق اور وجدان ہو جاتا ہو ذکر اوسکی مراقبہ کا برقع بنتی ہے
یہ حقیقت کا پہلا زینہ ہو جب سالک اس مقام پر ٹہر جاتا ہو تو آتش عشق بہڑک اٹہتی ہو
اور نور علم نور عشق نور کے مشعل ہو جاتا ہے اوس حالتمین سالک مقصود کو بہولکر مشہود کی آتا ہے
یہ عروج حقیقت کا دوسرا زینہ ہو پہر جب سالک کا علم عشق اور وجدان عرفان ہو جاتا ہو تو مشہود سے
اعراض کرکے مقام لاموجود الا اللّٰہ[۱] مین موجود ہوتا ہو اور محقق عارف ہو کر وما انا
من المشرکین[۲] کہہ اٹہتا ہو یہانتک مراتب و مقامات ہین بعد اسکے لفظ و معنی سب غایب اس
مقام مین عابد و معبود سالک و مقصود شاہد و مشہود کا پتہ نہین لگتا عقل علم مین علم عشق مین عشق
عاشق مین عاشق معشوق مین فانی ہو جاتا ہو حاصل یہ کہ شریعت پوست طریقت اور طریقت
پوست حقیقت ہی۔ **اشعار**

محال است آنکہ بے شرع و طریقت	کشا نیدست ہمین راہ حقیقت
طریقت بے شریعت نیست واصل	حقیقت بے طریقت نیست حاصل
بیک دیگر تعلق ہر سہ دارد	کسے شان تفرقہ کردن نیارد

[۱] نہین ہے کوئی موجود سوائے اللہ کے ۱۲ [۲] اور مین نہین شریک کرنے والا ۱۲

باب اول حرف الف کے اصطلاحات کے بیان مین

ا سے اشارہ ہے ذات احدیت کیطرف یعنی حق تعالیٰ باعتبار احدیت اول الاشیا ہے ازل آلآزال مین

آب اوس فیض کو کہتے ہین جو اُن لوگون کے لیئے ہو جنہون نے اپنی ہستی کو فانی کر دیا ہے

غرقہ آب اند و میجویند آب — ہیچو دانہ مستی و گویان کو شراب

آغوش اِس سے مراد احاطہ وجود ہے -

ابدان زاکیہ وہ ابدان ہین جو آمیزش بشریتہ سے پاک ہین جیسے ملائکہ وغیرہ

ابد جسکی انتہا ذات کے لیئے نہ ہو جیسے کہ ابتدا نہین ویسے انتہا بھی نہین ہے

بایمعنی کہ ذات مین جیسے کہ سب اشیار مندمج تھین ویسا ہی ذات کیطرف سب اشیائ

بعد ظاہر ہونیکے رجوع ہوتے ہین اگرچہ ظہور اشیار کا غیر متناہی ہے

ابدال بعضے کہتے ہین کہ یہ سات اولیا ہین جنسے ہفت اقلیم کی حفاظت متعلق ہے انکو

ابدال اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بسبب لطافت کے جو شکل چاہتے بدلتے اور سفر کرتے ہین

اور ایک شخص اپنی صورت کا وہین چھوڑ دیتے ہین جس سے کسیکو یہ نہین معلوم ہوتا

کہ وہ کہین گئے ہین یہی بدل کے معنی ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ چالیس اولیاء اللہ ہین

جو بر قلب حضرت ابرہیم ہوتے ہین اور انکی برکت سے بلیات خلق سے دور ہوتے ہین -

اب الارواح اس سے مراد روح محمدی ہے جو روح کل ہے اور مبدء تخلیق کیونکہ بعد ظہور نور محمدی تخلیق شروع ہوئی

ابطن کل باطن و بطون مراد اس سے غیب ہویت ہے بیا نیز غیب ہویت کیطرف مضاف ہے یعنی ہویت کا غیب مرتبہ

ہویت خود غیب ہے غیب الغیب اسکا ذات ساذج ہے -

ابطن الظہورات اس سے تجلی اول مراد ہے یعنی سے ذات کا ظہور ہے اور اسکو احدیت بھی کہتے ہین

ابر اُس حجاب کو کہتے ہین جو حصول شہود کا مانع ہو مگر بوجہ اپنی لطافت کے

لطف انگیز ہو اکثر طالبین اسکے لطف مین پڑکر تجلی جلالی حق کے منکر ہوجاتے ہین اور کمال سے محروم رہتے ہین

ابرو کلام اور الہام غیبی اور شان محبوبیت کو کہتے ہین جو سالک کے دل پر بطور تجلی الہامی وارد ہوتی ہی اور اسکے سبب سے سالک مقام قرب مین پہونچتا ہی اور بعضون نے ابرو سے صفات کو بھی مراد لیا ہی اور بعضون نے ابرو کے معنی قاب قوسین کے لیے ہین

ابرار اُس گروہ اولیا کو کہتے ہین جو صرف تقوی اور عبادات ظاہری شریعت اختیار کرتے ہین جنکے متعلق ارشاد ہے انَّ الابرار لفی نعیم[۱]

ابن الوقت اوس صوفی کو کہتے ہین جو تابع وقت ہو اور حسب مقتضاے وقت عمل کرے

ابو الوقت اوس صوفی کو کہتے ہین کہ جسکا وقت تابع ہو اور اسکو صوفی کامل مکمل اور قطب الاقطاب بھی کہتے ہین کہ وقت بغیر اوسکے ارادہ کے نہین گذرتا

آبِ روان دل کی فرحت پانے کو کہتے ہین ؏

سیر دریا کن و در کشتی چشمم بنشین　　　دیدۂ تر ز سرشک آب روانی دارد

اتحاد اسکو کہتے ہین کہ دو کا ایک ہوجانا اور یہی وجود مطلق کا شہود ہی اسطرح پر کہ تمامی موجودات اور افراد عالم حق ہی سے موجود ہین پس تمامی موجودات حق کے ساتھ متحد ہین اس اعتبار سے کہ وجود انکا حق ہی سے ہی اور وہ معدوم بنفسہ ہین نہ اس اعتبار سے کہ عالم اور افراد کیواسطے علیحدہ کوئی وجود فی نفسہ مستقل ہی اور متحد ہو حق کیساتھ کیونکہ اگر ایسا نہو تا تو اثنینت و شرک فی الوجود لازم آتی یہ محال ہے ؏

متحد بودیم با شاہ وجود　　　حکم غیریت بکلی محو بود

---

[۱] بیشک ابرار جنت مین ہین ۱۲

بعض کہتے ہین کہ اتحاد سالک کا حق کی ہستی مین مستغرق ہونا ہو اور یہی صحیح ہو اور اتحاد جب جنس مین ہوگا تو اسکو مجانستہ کہین گے اور نوع مین مماثلۃ کہین گے اور خاصہ مین مشاکلۃ اور کیف مین مشابہتہ اور کم مین مساوات اور اطراف مین مطابقۃ اور اضافہ مین مناسبتہ اور وضع اجزا مین موازنۃ کہینگے

ما ستار اللہ کہ این چنین گویند	تا باین اتحاد آن جویند

اتحاد الذات بالاسماء والصفات اس سے مرتبہ واحدیت مراد ہو جس کی تشریح آیندہ ہوگی

اتحاد الشریعۃ والحقیقۃ یہ اتحاد اسطرح پہ ہو کہ شریعت عین حقیقت ہو اسلیئے کہ وہ بامر حق واجب ہوئی اور کمال اسمائی و صفاتی کی تفصیل و ترتیب اسی سے ہے اسی طرح حقیقت عین شریعت اس حیثیت سے ہو کہ معرفت اسکے لیئے ضروری ہو جیسا کہ تفسیر ابن عباس سے ظاہر ہو کیونکہ جب تک اصل سے وقفیت نہو فروعات پر عبور واقعی غیر ممکن ہو بلکہ انکی حقیقت و محل نہ پہچاننے سے غلطی مین پڑجانیکا اندیشہ اور پھر اصرار و استبداد کی صورتمین ضلالت مین پڑجانیکا احتمال قوی تر ہے۔

اتصال اسکو کہتے ہین کہ بندہ تقلید سے قطع نظر کرکے اپنی ذات کو وجود حق سے متصل دیکھے ایسا کہ اپنے وجود کی اضافت بھی حق کے وجود کی طرف نہ کرے جو دوئی کو مستلزم ہو پس اسوقت وہ وجود حقانی اور نفس رحمانی کو ہمیشہ اپنی طرف بلا انقطاع دیکھتا ہو کہ جسکے سبب سے اسکا وجود باقی رہتا ہے

؎ اتصالے بے تکیف بے قیاس	ہست رب الناس را با جان ناس

اتصاف کہتے ہین ذات اور صفات حق سے متصف ہونیکو کیونکہ حقیقتاً ذات

اور صفات حق ہی کے لئے ہین اور بندے کی ذات اور صفات محض اعتباری
اور مجازی ہین اور اسکا وجود اور صفات حق کے وجود اور صفات کا ظل ہی

اتصال الاعتصام اس سے مراد شہود حق ہے حالت تفرید مین یعنی شہود منفرد لا بشرط شے

اتصال الشہود اس سے مراد سقوط حجاب ہی بالکلیہ یعنی حجاب کا بالکل مرتفع ہو جانا۔

اتصال الوجود اس سے مراد اتصال وجود حق بالتنزیہ ہی عین تشبیہ مین اسطرح پر کہ
وہ تمام معلومات کا عین ہی اس حیثیت سے کہ وہ معلومات اُسی کے اور
اُسی سے ہین اور پہر عین توجہ الی العلم کی حالت مین بحیثیت عالم ہونیکے
ہر معلوم سے ماورا ہے کیونکہ عالم کا شمار معلومات مین نہین ہوتا۔

اتصال الانفصال اس سے مراد رویتہ وحدت فی الکثرۃ ہے۔
جسکو نت کثرت مین ہو وحدت کی دید وہ بڑا عارف بڑا مشتاق ہے

اتہام التوبہ اس سے مراد عبد کو اپنے نفس کا حالت صحت توبہ مین کسی خیال کیساتہ متہم کرنا ہے

اتہام الطاعۃ اس سے مراد ہے خطرات سے توبہ کرنا۔

اثبات احکام عبادت کا قایم رکہنا اور اسی کو اثبات المواصلات کہتے ہین۔

اثبات الخصوص اس سے مراد ہے اثبات حق اور نفی ماسوائے حق۔

اثبات الحقیقۃ اس سے مراد ہے حق کا اثبات عین مین اور خلق کا تعین مین اس حیثیت سے
کہ حق منفرد مع الخلق نہین اور نہ خلق مع الحق اسکو اثبات خلاصۃ
اہل الخصوص بہی کہتے ہین۔

احد اسم ذات ہی باعتبار انتفاء تعدد صفات و اسماء و تعینات سے اور
اسی کو مرتبہ لاتعین اور مرتبہ سلب صفات اور خالص ذات اور وجود بحت

اور احدیت صرفہ اور اول اللانہایت اور آخر لابدایت اور اجمال الاجمال بہی کہتی ہین

احدیۃ احدیت سے مراد ہی اعتبار ذات بلا اسماء وصفات نہ اسطرح پر کہ وہ ذات اسماء وصفات سے عاری ہو بلکہ اس طرح پر کہ اس مرتبہ مین اسماء وصفات پر نظر نہ کیجاے اگرچہ وہ سب ذات مین مندرج ہین۔

احدیۃ ذاتیہ کہتے ہین اعتبار کرنا ذات کا اسطرح سے کہ اوسکو کسی شے کی طرف بالکل نسبت نہو اسکو مرتبہ لابشرط شے کہتے ہین

احدیۃ صفاتیہ کہتے ہین ذات کا کثرت اسماء وصفات مین ایک ہونا اور اسی اعتبار کو احدیۃ الذات اور احدیۃ اسمائیہ بہی کہتے ہین۔

احدیت فعلیہ کہتے ہین کل افعال کو حق کا فعل سمجہنا اور دیکہنا۔

احدیۃ الجمع مرتبہ وحدت او حقیقت محمدی اور ابوالارواح اور اسم اعظم اور آدم حقیقی کو کہتے ہین اور یہ مرتبہ باعتبار اجمال صفات کی ہی بلا اسقاط و بلا اثبات صفات کے اور مرتبہ جامع ہے احدیت اور واحدیت کا ؎

احدیت اگر تو بشماری — واحدیت رساندت بہزار

احدیۃ الکثرت وہ واحد ہی جسمین کثرت نسبیہ کا تعقل ہوتا ہی اور اسی حضرت جمع اور احدیت الجمع بہی کہتی ہین

احدیۃ العین خلق کو حق مین اور حق کو خلق مین دیکہنے کو کہتے ہین اور اسی کو جمع الجمع بہی کہتی ہین

احسان کہتے ہین تحقق اور ثبوت عبد کا عبودیت کیساتہ اور حق کو مشاہدہ کرنا نور بصیرت سے اور یہ مشاہدہ عبد کا حق کو حجاب صفات حق تعالے کے ساتہ ہی اور یہی عین صفت عبد کی تعین کے ساتہ ہی پس دیکہتا ہی عبد حق کو یقیناً حجاب صفات حق کیساتہ حقیقتاً اسی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان تعبد ربک کانک تراہ ؎

؎ عبادت کرے تو اپنے پروردگار کی گویا کہ تو اوسکو دیکہتا ہے ۱۲

اسلئے دیکہتا ہی عبد حق کو وراء استار صفات حقانیت سے عین صفات عبدیہ
کیساتہ پس یہ مقام مقام مشاہدہ صفاتیہ کا ہی جسکو عین الیقین کہتے ہین اس مقام مین
خودی سالک کی باقی رہتی ہی جب انفکاک[1] الذات عن الصفات یہ محال ہی کیونکہ قیام
صفات کا بغیر ذات کے ممکن نہین اسجگہ خودی عبد کی باقی نہ رہیگی پس جبکہ ذات باقی
رہی اوسوقت سالک جو کچہ دیکہیگا حقیقتاً بلاحجاب صفات کے حق دیکہیگا
اسلئے کہ اُسوقت کوئی حجاب باقی نہ رہا پس اس صورتمین حقیقت عبد کی حقیقت
حق کو نہ دیکہے گی اسلئے کہ بعد فنا عبد کے عبد باقی نہ رہا تو اوسوقت حق کو حق
دیکہیگا نہ عبد اس مقام کو حق الیقین کہتے ہین واعبد ربک[2] حتی یاتیک الیقین

احوال مواہب ربانی کو کہتے ہین جو عبد پر رب کیجانب سے کبہی بمناسبت اعمال صالحہ عبد کے اور کبہی از راہ احسان کے وارد ہوتے ہین انکا احوال نام رکہا گیا ہی بسبب تحول[3] عبد کے ان احوال کیساتہ ہوا نفسانیہ سے صفائی باطن اور درجات قرب کیطرف اور یہی معنی ہین ترقی عبد کے کیونکہ انسے تصفیہ قلب کا ہوتا ہی۔

احتساب اس سے مراد عبد کا محاسبہ کرنا اپنے نفس سے ہی یا یہ کہ محاسبہ کرنا نفس عارف کا تفصیل تعینات سے یعنی ڈہونڈہنا اوسمین حقائق کونیہ وشیون الٰہیہ کو جیساکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہی اقراء[4] کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔

احصاء الاسماء الالٰہیہ مراد احصاء سے تحقق اور ثبوت ہی یعنی تحقق اور ثبوت عبد کا اسماء الٰہیہ کیساتہ حضرت واحدیت مین اور عبد کا فانی ہونا ہوا نفسانیہ اور خلقیہ سے اور باقی رہنا حضرت احدیت کیساتہ نیز عبد کا اسماء الٰہیہ کو باعتبار تخلق احصاء کرنا اسی کو

[1] یعنے جدا ہونا ۱۲ [2] اور عبادت کر تو پروردگار اپنے کی یہانتک کہ آوے تجکو یقین ۱۲ [3] یعنے پہرنا [4] پڑہ لے لکہا اپنا تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب کرنے والا ۱۲

جنت الوراثت اور جنت الاخلاق بھی کہتے ہین جسکی طرف اشارہ ہے اس آیتہ
اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیہا
خالدون مین اور عبد کا احصا اور عمل تحقیق معانی بحالت صحت توکل بھی
مستلزم دخول جنۃ الاعمال والافعال ہے مقام مجازات مین۔

آخر مراد اس سے ظہور ذات کا ہی بصورت صفات و اسما و کمالات و افعال و انفعال ہے

اخلاص کہتے ہین خالص کرنا قلب کا جمیع خیالات سے سالک کا قلب اگر خالص ہو
آمیزش غیر سے تو اسی کو اخلاص کہتے ہین اب فرق درمیان صدق و اخلاص
کے یہ ہے کہ صدق اصل ہے اور وہ اول ہے اور اخلاص اسکی فرع ہے اور تابع ہے دل

اخلاق اس سے مراد تکمیل عبودیت ہے اسکے دس مرتبہ ہین صبر شکر رضا حیا
صدق ایثار خلق تواضع فتوت انبساط۔

انبساط سکون کو کہتے ہین کلام عبد مین ہے وانبسطوا الی وبکلہ یعنی سکون حاصل کرو اپنے کہنے

انبساط العوام اس سے مراد سکون نفس ہے اخلاق ذمیمہ مین۔

انبساط المتوسطین اس سے مراد سکون قلب کا ہے خطرات وغیرہ سے اور سکون نفس کا ترک ذمیمہ
واخذ اخلاق حسنہ مین۔

انبساط الخواص اوس حالت کو کہتے ہین کہ جس حالت مین انسان کے نزدیک مدح[2] و ذم[3] دونون
یکسان معلوم ہو اور لومۃ لائم[4] کی پروا نہ رہے۔

انبساط البالغین اس سے مراد ہے سالک کا مستغرق ہونا شہود حق مین۔

---

[1] وہی ہین میراث لینے والے جو میراث پاوین گے باغ ٹھنڈی چھاؤن کے وہ اوسمین رہ پڑے ۱۲
[2] تعریف ۱۲ [3] برائی ۱۲ [4] ملامت ملامت کرنے والے کی ۱۲

اخفیار اصحاب ستر کو کہتے ہین یہ لوگ وہ ہین کہ جنکو حق تعالے نے خلق کی نظر وانسے
پوشیدہ کر دیا ہی اگر وہ موجود ہوتے ہین تو لوگ اونکو نہین پہچانتے
اور اگر غایب ہوتے ہین تو لوگ اونکو نہین یاد کرتے۔

ادب نگاہداشت عبودیت کو کہتے ہین

ادب شریعت مراد ہے وقوف رسوم حق سے من یعظم[١] شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

ادب خدمت کہتے ہین فنا کرنا اپنے کو رویت حق مین مبالغہ کے ساتھ۔

ادب خلق کہتے ہین ہر مخلوق کو بشہود حق مشاہدہ کرنا

ادب الصبیان اوامر حق پر قیام کرنے کو کہتے ہین۔

ادب الشیوخ ترتیب باطن کو کہتے ہین یعنی بوجہ ترتیب کے دل مین خیال دوئی کی بہی گنجایش نرہے

ادیب عارف ربانی کو کہتے ہین

ادنی مراتب التجرید تجرید افعال کو کہتے ہین کیونکہ فاعل سوائے حق کے کوئی نہین۔

ادنی التجلیات تجلی افعالی کو کہتے ہین

ادنی الوجود کہتے ہین اپنی جان ومال سب کو خدا کی محبت اور اوسکی طلب مین صرف کرنا۔

ادب حق خدا کا پہچاننا اور جو کچھ اوسکے لیے ہو۔

ادب حقیقت کہتے ہین سالک کا حق کو حق اور خلق کو خلق جاننا اور پہچاننا کہ خلق کو اپنی
خلقیت مین حق سے کیا علاقہ ہے۔

ادراک کے معنی ہین پانے کے یعنی یافت ذات اسکی دو قسمین ہین ادراک بسیط اور ادراک مرکب

ادراک بسیط کہتے ہین ادراک وجود حق کا موافق ادراک حق کے کیونکہ جو چیز کہ ادراک کیجاتی

---

[١] اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزون کا وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے ١٢

سب سے پہلے ہستی حق کی مدرک ہوگی اگرچہ مدرک اس ادراک سے غائب اور جو غایت ظہور کے پوشیدہ کیون نہ ہو اس ادراک کو ادراک بسیط کہین گے۔

ادراک مرکب کہتے ہین ادراک کرنا وجود حق کا مع الشہود۔

آدم خلیفہ خدائے تعالے اور روح عالم ہے اور جو کچہہ کہ خدائے تعالے پر اطلاق کیا جائے چاہیئے کہ اطلاق اوسکا خلیفہ پر جائز ہو ؎

آن بادشاہ اعظم دربستہ بود محکم　　پوشیدہ دلق آدم امروز بردر آمد

بموجب قول حق انی جاعل فی الارض خلیفہ[1] کے حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ فرماتے ہین ؎

بنایا اوسنے آدم کو خلیفہ　　کرے وہ کیون نہ سب پر حکمرانی

ادنی مقام حضرت خاتم الانبیا صلعم کو کہتے ہین اور اوسی کو قاب قوسین او ادنی[2] اور مقام وحدت بہی کہتے ہین جاننا چاہیئے کہ مقام وحدت تمامی مقامات انبیا علیہم السلام سے اقرب ذات حق کا ہے اور اس مقام وحدت مین دو قوس ہین قوس عروجی و قوس نزولی قوس عروجی جو باطن اوس دائرہ کا ہے اوسکو قوس احدیت اور قوس وجوبی بہی کہتے ہین اور یہ باعتبار سالک کے ہے اس قوس عروجی مین فنا کا اعتبار ہے صفات کا نہین اور قوس نزولی کو کہ جو ظاہر اوس دائرہ کا ہے قوس واحدیت اور قوس امکانی اور قوس کونی بہی کہتے ہین اس قوس نزولی مین ثبوت اور اعتبار علم ذات کا ہے مع ثبوت اور اعتبار دیگر صفات کے اور اس دائرہ قاب کو یعنی قطر دائرہ کو باعتبار اثنینیت کے قاب قوسین اور برزخ کبری اور باعتبار انتفای اثنینیت مذکورہ کے

[1] مجھکو بنانا ہے زمین مین ایک نائب ۱۲ [2] رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بہی نزدیک ۱۲

حقیقت محمدی اور ادا دنی کہتے ہین۔

ادا اس سے مراد تجلیات اسمائی اور صفاتی ہین بے کیفی ذات کا انعکاس ہے جسکو خود بینی خود نمائی کہتے ہین و منشا اس خود بینی و خود نمائی کا فاحببت[1] ان اعرف ہے ؎

از تقاضاے حب جلوہ گری — آمد اندر حصار شیشہ پری
شد چو حب نظارہ دامنگیر — گشت مطلق بدام قید اسیر

اسی لئے ادا مین ایک خاص کشش ہے کیونکہ حقیقت کے حسن و عشق دونون پہلوونکی جامع ہے حسن کی اسلئے کہ معشوق حقیقی کنز مخفی تہا یعنی تمام اسما و صفات کثرت ذات مین باعتدال موجود تہا اور اسی اعتدال کا نام حسن ہے جو فطرتاً گمنامی و معدومیت مین رہ سکتا ہی نہین ہے یعنی اللہ جمیل کا مقتضے ہی یہی ہے کہ یحب الجمال ہو کسی نے خوب کہا ہے ؎

نکورو تاب مستوری ندارد — چو در بندی سر از روزن بر آرد

اور یحب الجمال ہی عشق ہے پس حسن بالذات مقتضی ظہور و عشق ہے اور عشق بالذات طالب حسن و اعتدال اور اسما و صفات بے نہایت ہین جو ذات مجہول الکیفیت مین مجتمع ہین اعتدال کا احساس ہی عرفان ہے اسلئے شاہد حقیقی نے عرفان سے محبت کی جو فاحببت ان اعرف سے ظاہر ہے۔

ارادہ بطلب نفس دل کا غذائے روح چاہنا یا نفس ہے اوسکی مرادات کا قطع کرنا اور متوجہ ہونا امر حق پر اور اوسپر راضی رہنا اسلئے کہا گیا ہے کہ ارادہ آتش محبت کی ایک چنگاری ہے قلب طالب مین جو مقتضی ہے واسطے اجابت دواعی[3] معشوق حقیقی کے۔

ارادہ اولیٰ وجود عالم کو کہتے ہین اور اسی کو ارادہ کلیہ بہی کہتے ہین

---

[1] پس دوست رکہا مین [2] کہ پہچانا جاؤن مین ١٢ [3] بمعنی خواہش ١٢

آرزو تہوڑی آگاہی کے ساتھ اپنی اصل کی طرف میل کرنے کو کہتے ہین ؎

باز ہوائے چمنم آرزو است   جلوہ زسرو سمنم آرزو است

ارائک التوحید جمع اریکہ کی ہے اریکہ کے معنی تخت کے ہین اور اصطلاح مین ارائک اسماء ذاتیہ کو کہتے ہین بسبب ان اسمار کے حضرت واحدیت مین مظاہر ذات ہونے کے

ارکان کمال اس سے مراد معرفت حق اور اوسپر عمل اور معرفت باطل اور اس سے اجتناب ہے

ازل جسکی ابتدا نہین اسکو دو جگہہ پر اطلاق کرتے ہین اول مرتبہ ذات بلا صفات مین جسکو لاتعین اور احدیت اور مرتبہ ذات اور واجب الوجود کہتے ہین کہ جو خود بخود موجود ہے اور اپنی موجودیت مین کسی کا محتاج نہین اور نہ تہا اور نہ ہوگا اور نہ اسکے وجود کے لئے ابتدا ہے دوسرے تعین ثانی مین اطلاق کرتے ہین کہ جسمین تفصیل صفات اور حقایق الہی اور حقایق کونی اور اعیان اور حقایق اشیا ثابت ہین اسکو ازل ممکنات بہی کہتے ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حق نے اس امر کو ازل مین مقرر فرمایا ہے یعنی حق تعالے نے حقایق اشیا کو ازل مین مقرر فرمایا ہے اسکو علم الہی اور تقدیر الہی بہی کہتے ہین

ازل الآزال ذات بحت اور خالص مرتبہ ذات بلا صفات کو کہتے ہین۔

آزاد اوسکو کہتے ہین کہ جو باوجود علم و فضل و کمال قیودات بشری و تعریفات جسمی سے خلاصی پاوے اور لباس و آراستگی و اسباب دنیاوی سے دلکو اٹھا دے اور خلق سے در گذر کرے اور ہمہ تن متوجہ جلال و جمال حق کیطرف ہو اور اگر آراستگی لباس اور جسم مین ہے تو وہ مرتبہ آزادی سے خارج ہے ؎

گفت فردوسی فقیرے در فنا و در بقا   خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

اسلام کہتے ہیں انبیا علیہم السلام کی متابعت کرنا اور اسلام کی دو قسمیں ہیں اسلام شرعی اور اسلام طریقی اسلام شرعی یعنی نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ احکام شریعت کے بجا لانا اور اسلام طریقی یعنی ریاضات شاقہ اور کسب اور نفس کشی اور ذکر و شغل اور مراقبہ وغیرہ کرنا اور بعضوں نے اسلام کی دو قسمیں اور کی ہیں اسلام مجازی اور اسلام حقیقی اسلام مجازی کہتے ہیں ممکن اور واجب کو غیر جاننا یعنی ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا اور اسلام حقیقی کہتے ہیں ممکن کو واجب سے غیر نہ جاننا۔

استحضار بمعنی حاضر آنا اور حضور میں لانا اصطلاح میں کہتے ہیں کہ اسقدر قدرت حاصل ہونا کہ جسوقت جس خیال یا معرفت یا حال کو چاہے اپنے اوپر حاضر اور وارد کرلے

اسم اس سے مراد اصطلاح میں صرف لفظ ہی نہیں بلکہ اُس سے ذات مسمی مراد ہے باعتبار صفت وجودیہ کے جیسے کہ علیم و قدیر یا باعتبار صفت عدمیہ کے جیسے قدوس اور سلام وغیرہ کیونکہ کسی غیر پر موقوف نہیں۔

استتار اس سے مراد ہے خفا ذات کی طرف جیسے کہ کہا جاتا ہے **مشاهدة[۱] الابرار بين التجلي والاستتار** تجلی سے اشارہ ہے ظہور ذات کی طرف اور استتار اوسکے مقابل ہے یعنی پوشیدہ ہونا بعد ظاہر ہونے کے

اسماء ذاتیہ اُن اسماء کو کہتے ہیں کہ جنکا وجود غیر پر موقوف نہو اگرچہ بعض اسماء ذاتیہ کی تعلق غیر پر موقوف ہیں جیسے کہ علیم اور تمام کہا جاتا ہے اون اسماء کا اسماء اول اور مفاتیح الغیب اور ائمۃ الاسماء جاننا چاہیے کہ بعض عارفوں نے اللہ اور احد اور واحد اور فرد اور وتر اور صمد اور قدوس اور حی اور نور اور حق کو اسماء صفات ذاتیہ میں سے شمار کیا ہے اور کبیر اور متعال اور عزیز اور عظیم اور جلیل اور قہار اور

[۱] ابرار کا مشاہدہ تجلی اور استتار کے درمیان میں ہے ۱۲

قادر اور مقتدر اور ماجد اور ولی اور جبار اور متکبر اور قابض اور مذل اور رقیب
اور واسع اور شہید اور قوی اور متین اور ممیت اور معید اور منتقم اور ذوالجلال
والاکرام اور دیان اور معذب اور مفضل اور المجید الذی لم یکن لہ کفواً احد اور
مانع اور وارث اور ذوالبطش اور ذوالحول الشدید اور قاہر اور غیور اور شدید العقاب
کو اسماء وصفات جلالیہ مین قرار دیا ہے اور رحمٰن اور ملک اور رب اور مہیمن اور
خالق اور سمیع اور بصیر اور حکم اور عدل اور حکیم اور ولی اور قیوم اور مقدم اور
موخر اور اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اور والی اور متعال اور مالک الملک
اور مقسط اور جامع اور غنی اور الذی لیس کمثلہ شی اور محیط اور سلطان اور معید
اور متکلم کو اسماء وصفات مشترکہ مین قرار دیا ہے اور ان اسماء کو اسماء کمالیہ بھی
کہتے ہین اور علیم اور رحیم اور سلام اور مومن اور باری اور مصور اور غفار اور
وہاب اور رزاق اور فتاح اور باسط اور رافع اور لطیف اور خبیر اور معز اور حفیظ
اور مقیت اور حسیب اور جمیل اور حلیم اور کریم اور وکیل اور حمید اور مبدی اور
محی اور واجد اور مجیب اور کفیل اور حنان اور منان اور دائم اور باقی اور منعم
اور عفو اور غفور اور رؤف اور مغنی اور معطی اور نافع اور ہادی اور بدیع اور
رشید اور قریب اور کامل اور لم یلد اور لم یولد اور کافی اور جواد اور ذوالطول
اور شافی اور معافی کو اسماء وصفات جمالیہ مین سے کہا ہے۔

اسم اعظم

اکثر عارفین کہتے ہین کہ اسم اعظم لفظ مبارک اللہ ہے کہ جو جامع ہے جمیع اسماء کا
اور وہ اسم ذات کا ہے کہ جو موصوف ہے جمیع اسماء وصفات سے اور بعض رحمان
اور رحیم کو اور بعض صمد اور بعض حی اور قیوم کو اور بعض عارف مہیمن اور

بعض اسم ہو کو اسم اعظم کہتے ہین۔

استقامت کہتے ہین عبودیت کی رعایت کرنا ہر امر دینی اور دنیوی مین کل کاموں مین جیسے کھانا اور پینا اور سننا اور یہ مثل صراط مستقیم کے ہے آخرہ مین بعضون نے لکھا ہو کہ استقامت کی تین درجہ ہین ایک تقویم یعنی ادب دینا نفس کا جو عبارت ہے استقامت عامہ ہو دوسرے اقامت کہ جس سے مراد مہذب کرنا قلوب کا ہو تیسری استقامت یعنی قریب کرنا اسرار کا ہو اسکو استقامت خاصۃ الخاصہ کہتے ہین۔

اسرار جمع سر کی ہو اسکا بیان حرف سین مین ہو۔

اسرار الظاہرہ اونکو کہتے ہین کہ جنکے ورود سے قلوب مین دنیا کی طلب نہ رہے۔

اسراف کہتے ہین طالب کو اسقدر فیض دینا جو سنبھالے نہ سنبھل سکے۔

استجلا کہتے ہین ظہور باری تعالے کا تعینات مین۔

استخبار مطلق قرب کو کہتے ہین۔

استہلاک اس سے مراد بالکل فنا ہو جانا ہے ؎

تو ہین اتنا مٹے کہ تو نہ رہے ۔۔۔ اپنی ہستی کا رنگ و بو نہ رہے

استہلاک الکثرۃ فی الوحدۃ و استہلاک الوحدۃ فی الکثرۃ اول سے مراد عالم اور وجود حق ہے کہ سب ایک وجود سے موجود ہوئی اور ایسین فانی ہونگے دوسرے سے مراد وہی وجود ہو جو ہر ذرہ مین متجلی ہوا ہی یا یہ کہ اوس سے مراد بطون ذات ہو جسمین کثرت کو نیہ غائب ہو اسکو ہویت کہتے ہین۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہو لا احب الآفلین سے ؎

مدلا احب الآفلین پاکی زصورت بالیقین ٭ صورتیہ ہائی غیب بین ہر دم زتو تمنا شہا

اور دوسرے سے مراد ظہور ذات ہویانا مت مطلقہ کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا جس سے ذرہ ذرہ مظاہر ہین انا و لا غیری کا دم بارتا ہے

ہر ذرہ چو خورشید گویاے انا الحق است ہر خوشہ چو منصورے آویختہ بر دارے

اشتائی کہتے ہین تعلق رب کو مربوب کے ساتھ کلیتہ اور جزیئہ جیسے تعلق خالق کا مخلوقات کے ساتھ

اشراق اس سے مراد قلب کا نور محبت سے معمور ہو جانا یا تجلی حبی کے لوازمات سے ہے

اشفاق خوف کو کہتے ہین اور ترحم کو بھی

اشفاق العامہ معاصی سے اجتناب کرنے کو کہتے ہین۔

اشفاق المرید قلب کو خواطر سے نگاہ رکھنے کو کہتے ہین۔

اشارہ کہتے ہین ہمراہ قرب اور بعد کے ہونا اور خفاوراغیب کو بھی کہتے ہین۔

اشتیاق کمال انزعاج اور میل کلی اور طلب تمام اور عشق مدام جو بطریق یافت و نایافت یکسان ہو اس سے مراد ہے۔

اشعہ مفاتیح الغیب اس سے مراد حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی ہین۔

اصفیا وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے باطن کو لوث دنیا سے پاک اور صاف اور قلب کو اپنے خالق کی طرف رجوع کیا ہے۔

اصحاب طیران ان دو دنیا کو کہتے ہین کہ جو فضا مین طیران کرتے ہین اور جسم مثالی ان کا صفا اور جسم عنصری اونکا مانند ہوا کے لطیف ہوتا ہے۔

اصطلام سے مراد وارد اور شیفتگی اور فریفتگی ہو جو غالب ہو طالب کے قلب پر اور یہ قریب ہیمان کو ہے

اصل الاصول وحدت کو کہتے ہین کہ جو اصل فاعلیہ و قابلیہ ہے اسی کو اصل حقایق بھی کہتے ہین۔

---

۱ بیشک مین حق ہون نہین کوئی معبود مگر مین ہو فقط مین ہون اور نہین غیر میرا ۲ ۱ متوجہ ہونا ۲

۳ سرگشتگی و حیرانی ۱۲

اصل الاصول المعارف الالٰہیہ — احدیت اسمائیہ و تجلی ذاتی کو کہتے ہیں کیونکہ ذات کا تجلی ہونا یہ احدیت اسمائیہ سے ہے اور احدیت ذاتیہ میں تجلی ممتنع ہے۔

اصول اسماء الٰہیہ — امہات اسماء کو کہتے ہیں کہ جو حی و علیم و مرید و قدیر و سمیع و بصیر و کلیم ہیں انکو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہیں۔

اصل الزمان — وقت کو کہتے ہیں کہ جو متوسط ہو ماضی اور مستقبل میں جسکو آن دائم یا نقد حال بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی چیز ہو جسکی گرفت و یافت مشکل ہے کیونکہ جب اسکا ادراک کرنا چاہتے ہیں وہ فوراً زمانہ ماضی ہو جاتا ہے۔

اصابع — صفت علم اور قدرت کو کہتے ہیں حدیث میں ہے قلب المومن بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن۔

اضافت — اضافت اور نسبت درمیان عبد اور رب کے دو طرح پر ہے ایک حقیقی یعنی کہ عبد باعتبار اپنی حقیقت کے عین رب ہے مجاز کا اسمیں بالکل دخل نہیں دوسرے اضافت و نسبت اعتباری کہ باعتبار تعین اور اطلاق کے عبد غیر ہے رب کا جیسے کہ موج اور دریا حباب اور موج تخم اور شجر گل اور بو آفتاب اور ضو شخص اور عکس حروف اور سیاہی لفظاً و معنی یہ دونوں عبد و رب میں موجود ہیں۔ اسی واسطے صوفیہ کرام ہمہ اوست کہتے ہیں کیونکہ بجز ایک وجود کے دوسرا موجود نہیں موجودات و اشیا اور اضافت و نسبت انکی اس ایک وجود حقیقی ہی سے ہے

ہے اصل میں جو ایک باقی فانی — اشکال کا ہے نام وجود ثانی
پانی سے بخار ابر بوند میں ہے برف — گلجائے جو برف پھر ہے پانی پانی

ملہ مومن کا قلب درمیان دو انگلیوں کے ہے انگلیوں رحمان سے۔

اعیان صور علمیہ کو کہتے ہین یعنی صورتین حقایق عالم کی علم الٰہی مین ہین اور ان ہی کو حقایق الاشیا اور معلومات اور معدومات حق بھی کہتے ہین معلومات اسوجہ سے کہ حق تعالےٰ نے حقایق عالم کو اپنے علم مین معلوم کر لیا ہی اور معدومات اسواسطے ہین کہ اعیان نے فقط علم حق مین صورت پکڑی ہی نہ ظاہر مین بسبب موہوم ہونے کے انکو معدومات کہتے ہین اور انکو حقایق الممکنات و آزال الممکنات بھی کہتے ہین اور حکماے فلاسفہ کی اصطلاح مین انکو شئے معدوم و ماہیت کہتے ہین اور معتزلی شئے ثابت اور متکلمین معدوم معلوم کہتے ہین اور صوفیہ مراتب داخلی مین صور اور تعینات اسماے حق کے علم حق مین ثابت ہونیکو اعیان کہتے ہین اور مراتب داخلی تین ہین احدیت وحدت واحدیت صرف مرتبہ واحدیت مین اعیان ثابتہ وجود حق سے موجود ہوے نہ اپنے آپ سے اسلیے کہ غیر وجود حق معدوم ہی اور اعیان ثابتہ فانی نہین ہین ورنہ علم حق کا فانی ہونا لازم آویگا معاذ اللہ منہا اور اعیان خارجیہ عالم کو کہتے ہین جو فانی ہین

اعراف بالفتح لغت مین معنی درختہاے خرما اور پشتہاے ریگ بلند اور بالہاے اسپ اور تاجہاے خروسان اور منزلہاے میان بہشت و دوزخ کے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے ایک دیوار حاجب ہے اوسکو اعراف کہتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے لکھا ہی کہ اعراف ایک دیوار عالی ہی درمیان بہشت اور دوزخ کے کہ جو درمیان دونونکے حجاب واقع ہوئی ہی تشبیہ دیگئی ہی اس دیوار عالی کی بالہاے اسپان اور تاجہاے خروسان کیساتہ کیونکہ اعراف دراصل جمع عرف کی ہی اور عرف بال اسپ و تاج خروس کو کہتے ہین اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اعراف کنگرے اوس دیوار عالی کے ہین جو حاجب ہے درمیان بہشت اور دوزخ کے نہ منازل تفرقہ

کہ بعض آدمی اُن میں رہینگے جیسے کہ مشہور ہی اور بعض کہتے ہیں کہ اعراف
ایک مقام کا نام ہو درمیان بہشت و دوزخ واقع ہیں وہ لوگ رہینگے جو عارف تر ہیں بحوال
اہل بہشت و دوزخ سے اور صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اُن مطلعوں کو کہتے ہیں
کہ جو مقامات شہود حق کے ہیں اشیا میں جس حال میں حق صفات کے سات
اونہیں اشیا میں متجلی ہے کیونکہ وہ اشیا مظاہر اُن صفات کے ہیں اور یہ
مقام اشراف و اطلاع کا ہو اطراف اشیا کے اور حق تعالے فرماتا ہے
وعلی الاعراف رجال یعرفون کلاً بسیماھم[1] اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ان لکل آیۃ ظہراً وبطناً وحداً ومطلعاً[2]

اعتبار — اوسکو کہتے ہیں جسکو خداوند تعالے نے مقرر اور متعین فرمایا ہو اسکا اطلاق
تجلیات و تعینات پر آتا ہو یعنی اونکو اعتبارات کہتے ہیں۔

اعتبارات اربعہ — وجود اور علم اور نور اور شہود کو کہتے ہیں

اعتکاف — کہتے ہیں قلب کا فارغ کرنا شغل دنیا سے اور یکسو رہنا مولے کیساتہ بعض
لوگ اعتکاف و عکوف کو اقامت کہتے ہیں۔

اعتصام — محافظت طاعت کو کہتے ہیں۔

اعلی مراتب التوحید — حقیقۃ الجمع کو کہتے ہیں یعنی پر سالک اجمال کو تفصیل و تفصیل کو اجمال میں ملاحظہ
کرتا ہو کل مراتب خلقیہ اور حقیقیہ میں۔

اعلی مراتب التجرید — تجرید ذاتی ہے کہ جو تعینات میں ظاہر ہو تی ہے۔

اعمال — متابعت اوامر کو کہتے ہیں یعنی اوامر کے بجا لانے اور نواہی سے بچنے کو اوامر جن باتون کے

---

[1] اور اوپر اوسکے سرے مرد ہیں کہ پہچانتے جاتے ہیں ساتہ نشانون اپنے کے ۱۲
[2] بیشک ہر آیۃ کے لئے ایک ظاہر اور باطن اور حد اور مطلع ہے ۱۲

کرنیکا حکم کیا گیا نواہی جن باتون کی ممانعت کیگئی

اعلی التجلیات تجلی ذاتی کو کہتے ہین۔

اعلی المقامات مقام اتحاد کو کہتے ہین۔

اعلی مراتب الارادہ اس سے مراد نفی ارادہ عبد ہے اور اثبات ارادہ رب کا صورت عبدیت مین

اعلی مقامات المعرفۃ حالت تمکین کو کہتے ہین اور یہی مقام امامت ہے اور جب اس مقام پر سالک فائز ہوتا ہے تو اوسکو امام العارفین کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔

اعلی مقامات التصوف اس سے مراد سالک کا ظاہر با شریعت آراستہ اور باطن با طریقت پیراستہ ہونا ہے کہ یہی مقام امامت کمالیہ کا ہے جو جامع ہے عملیہ اور علمیہ دونون کو اسی مقام سے سالک جو کچھ کرتا ہے حق کے ارادہ سے کرتا ہے کیونکہ اُسکا ارادہ بالکل رہتا ہی نہین

اغیار اس سے مراد وہ لوگ ہین جو محجوبان عن الحق اور ہم جزئیت اور غیریت مین گرفتار ہین جن کے واسطے کلام مجید مین ہے اُولٰئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا یعنی وہ لوگ مثل چوپایون کے ہین بلکہ اُس سے بھی گمراہ زیادہ ہین اگرچہ وہ بھی احاطہ وجود سے باہر نہین ہین مگر بوجہ اپنی کلیت کے غفلت اور جزئیت مین گرفتاری کے وحدت سے دور اور غیریت مین مستور ہین

تعین ہر یکے را کرد محبوس ز جزئیت بکلی گشتہ مایوس۔

اور یہی یاس سبب غیریت ہے کلام مجید مین ہے انہ لا ییٔس من روح اللہ الا القوم الکفرون ای المحجوبون یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہین ہین مگر کافر یعنی وہ لوگ کہ حق سے حجاب مین ہین اور اسی یاس کو رفع کرنا اور درمیان خوف اور امید کے رہنا شان ایمانی ہے کیونکہ حدیث مین ہے کہ الایمان بین الخوف

والرجا یعنی ایمان درمیان خوف اور امید کے ہے۔

آفاق عالم فی الخارج کو کہتے ہیں جس سے مراد دنیا ہے۔

آفتاب تجلی روح کو کہتے ہیں جو سالک کے اوپر وقت کسب یا بعد کسب وارد ہوتی ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد روح ہے کیونکہ روح بدن میں مثل آفتاب کے ہے اور نفس مثل بمنزلہ ماہتاب کے۔

اُفتادگی عالت کے ظاہر ہونیکو کہتے ہیں۔

افراد یہ مانند اقطاب کے اولیاء کامل ہیں یہ تحت میں دائرہ قطب کے داخل نہیں اور نہ قطب کا تصرف ان پر ہے کیونکہ یہ نظر قطب سے خارج ہیں

افق اوس غایت کو کہتے ہیں کہ جہاں پر سلوک مقربین کا تمام ہوتا ہے اسکو معراج و معارج بھی کہتے ہیں

افق الاعلیٰ الوہیت کو کہتے ہیں کہ جسکو حضرۃ المعانی اور تعین ثانی بھی کہتے ہیں اور یہ اسکو بھی کہتے ہیں کہ جب سالک یہاں پر پہونچتا ہے تو اوس سے صفات خالق ظاہر ہوتے ہیں جیسے احیاء[۵۱] المیت اور ابراء[۵۲] الاکمہ اسواسطے اسکا نام حضرت ظہور التجلی بصورۃ الحق ہے اور یہی مقام تعانق اطراف اور مجمع الاضداد و مجمع البحرین اور قاب قوسین کا ہے

افق اعلیٰ نہایت مقام روح کو کہتے ہیں اور مرتبہ واحدیت کو بھی کہتے ہیں۔

افق مبین نہایت مقام قلب کو کہتے ہیں۔

افول امکان کو کہتے ہیں

اقامت غلبہ عشق کو کہتے ہیں۔

اقتضا الذات المغنی بذاتھا اعتبار احدیت اسمائیہ کو کہتے ہیں کہ جو مقام تخلیق ہے۔

اقصیٰ مراتب الظہور صورت بدن انسانی کو کہتے ہیں۔

۵۱ مردہ کا زندہ کرنا ۱۲ ۵۲ اور اندھے کو اچھا کرنا ۱۲

اکبر القربات ذکر کو کہتے ہین کلام مجید مین ہے ولذکر اللہ اکبر اور البتہ ذکر اللہ کا بزرگتر ہے

اللہ نام ہے ذات واجب الوجود کا جو مستجمع ہے جمیع صفات کمال کا اور یہ مستعمل ہوتا ہے تین جگہہ پر اول مقام لاتعین مین جو ذات بحت منقطع الاشارہ ہے نہ وہان اسم ہے اور نہ رسم اور اسی کو احدیت مطلقہ بہی کہتے ہین دوسرے مقام وحدت مین کہ اس مقام مین جملہ صفات ذات کے ساتھ اجمالاً ملحوظ ہین تیسرے مقام واحدیت مین اطلاق کرتے ہین اس مقام مین کل صفات ذات کیساتھ تفصیلاً ملحوظ ہین پس اسم مرتبۂ واحدیۃ مین اللہ ماخوذ ہے الہ سے کہ جسکو فارسی مین خدا کہتے ہین اور مرتبہ احدیت مطلقہ مین اللہ ماخوذ ہے ولہ سے اور ولہ کے معنی حیرانی کے ہین اسمرتبہ مین حیرانی اور پریشانی وہم نقد ہے اور مرتبہ وحدت مین اللہ اسم جامد ہے غیر مشتق اور علم کہ جامع ہے ذات وصفات کا مطلقاً۔

الوہیت و الہیت بمعنی خدائی اور خداوندی اس لفظ کو مقام تفصیل صفات مین اطلاق کرتے ہین یعنی جس مقام مین کہ رب اور مربوب کو اعتبار کرتے ہین اور یہ محل مقتضی ہے فنا اور بقا اور سلب اور ثبوت عالم کا اور یہ مقام برزخ ہے درمیان ارباب کے کہ جو اسمار الٰہی ہین اور درمیان مربوبات کے کہ جو اسمار کونی ہین اس مقام مین ظہور اور فنائے عالم کے لئے تقدیر الٰہی جاری ہے۔

التجا اعتصام بالحق کو کہتے ہین یعنی طلب کرنا حق سے محافظت طاعت و توفیق رضا بقضا الٰہی کو

التیام لفظوی اس سے مراد رویت وحدت فی الکثرۃ ہے اور کبہی مراد لیا جاتا ہے اس سے وصول سالک اور انتہائے سیر اوسکی حضرت جمع اور وجود تک ہے۔

الہام کہتے ہین شئے کو سالک کے دل پر یقین کامل کیساتہ وارد ہونا بعد صفائی قلب کے

اور یہ صفائی قلب خواہ کسب سے یعنی ذکر و شغل وغیرہ سے ہو یا محض عنایت
حق سے ہو بلا کسب کے ابتدا میں سالک کی دلپر الہام ہوتا ہے اور انتہا میں
بلا واسطہ حق سے مکالمہ کرتا ہے۔

القا علم غیب کا عالم غیب سے عارف سالک کی دلپر وارد ہونیکو کہتے ہیں

الآن اوس وقت کا نام ہے جو وقت کے اندر تمام ہوا ور وہ ایک ظرف غیر منقسم ہے۔

آلہیت ہر نام خدا کو کہ جو مضاف کسی فرشتہ یا کسی روحانی کی طرف ہو۔

الیاس حالت قبض کو کہتے ہیں۔

ام الکتاب مقام وحدت یعنی حقیقت محمدی کو کہتے ہیں اور بعضے مرتبہ احدیت کو بھی
ام الکتاب کہتے ہیں اور یہ وہی احدیت اسمائیہ ہے۔

امکان کہتے ہیں کہ جسکا سلب ضرورت بجانب عدم اور وجود دونوں سے ہو مراد اوس سے
ماسوا اللہ ہے کہ جو عالم ہے اور امکان عالم عبارت ہے عدم وجوب و عدم امتناع سے
پس امکان امر وجودی نہیں کہ جو محتاج جعل جاعل کا ہو اور سبب افتقار عالم
اور افراد عالم کا امکان ہے اور ایجاد عالم کیلئے فقط امکان بنفسہ بلا واجب کے
کافی نہیں ہے اور واجب وہی ذات حق ہے۔

امانت بعض عشق الٰہی اور اسرار حق تعالے کو کہتے ہیں اور اکثر لوگ انانیت حقیقی کو
کہتے ہیں یعنی حقیقت ہویت الٰہیہ جو محجوب ہے تعینات کیساتھ اور متصف ہے
جمیع صفات الٰہیہ کے ساتھ اور تعبیر کیجاتی ہے انا مطلق سے اور یہ انسان میں
ودیعت ہے بسبب اوسکی استعداد کے بخلاف دوسری مخلوق کے کہ ان میں یہ
استعداد نہیں اور انسان ظہور انانیت میں بسبب خودی و صفات نفس کے

اوسکے اداے حق سے قاصر اور جاہل ہوجاتا ہے کلام مجید میں ہے انا عرضنا
الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا
واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا یعنے
دکہائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑونکو پہر سبنے قبول نہ کیا اوسکو
اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے بیشک یہ ہے
بڑا بے ترس نادان اسی واسطے اہل اللہ کے نزدیک خودی کفر ہے اور موضع
امانت قلب ہے جیسا کہ خداوند تعالے حدیث قدسی مین فرماتا ہے۔ کہ
لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن[۱]۔

اُمید — تجلی روحی کو کہتے ہین شدت ولہ مین اور محبوب حقیقی کو بہی کہتے ہین یعنی حق تعالےٰ کو

اماماں — یہ دو شخص ہین ایک ان دونون کا داہنی طرف غوث کے یعنی قطب الاقطاب کے رہتا ہے اور نظر اوسکی ملکوت پر ہے دوسرا بائین طرف اور نظر اوسکی عالم شہادت پر ہے یہ افضل اور اعلی صاحب ملکوت سے ہین اور ان ہی مین سے ایک بعد قطب کے قطب کا خلیفہ ہوتا ہے۔

آمدن — کہتے ہین سالک کا رجوع ہونا عالم بشریت کیطرف عین حالت استغراق یا سکر مین عالم ارواح سے۔

امیری — کہتے ہین اپنے ارادات کا جاری کرنا سالک پر اور خود یا حق سے سروکار رکہنا

امام مبین — اس سے مراد کتاب اللہ ہے اور بعضون کے نزدیک انسان کامل مراد ہے کلام مجید مین ہے کل شیٔ احصیناہ فی امام مبین[۲]

---

[۱] نہ سمالیا مجھکو زمین نے اور نہ آسمان نے اور لیکن سمالیا مجھکو قلب عبد مومن نے ۱۲
[۲] ہر چیز گن لی ہے ایک کہلی کتاب مین ۱۲

امام العارفین اس سے مراد وہ شخص ہے کہ جو علی مقامات تمکین پر فائز ہوا کہ وہ عین کمال میں منزہ عن الدین یعنی حق کو مظہر میں مع التنزہ دیکھے اسکی طرف اشارہ کیا ہے شیخ اکبر نے کتاب فصوص الحکم فص نوحی میں ؎

فان[۱] قلت بالتنزیہ کنت مقیداً — وان[۲] قلت بالتشبیہ کنت محدداً

وان[۳] قلت بالامرین کنت مسدداً — وکنت[۴] فی المعارف اماما وسیداً

فمن[۵] قال بالاشفاع کان مشرکاً — ومن[۶] قال بالافراد کان موحداً

فایاک[۷] والتشبیہ ان کنت ثانیاً — وایاک[۸] والتنزیہ ان کنت مفرداً

فما[۹] انت ہو بل انت ہو وتراہ فی — عین[۱۰] الامور مسرحا ومقیداً

امنا گروہ ملامتیہ کو کہتے ہیں ملامتیہ ایک گروہ ہے کہ جو اپنی باطنی حالات میں کامل ہوتے ہیں اور ظاہر سے بالکل بے خبر

امور کلی انکو کہتے ہیں کہ جو موجود ہوں عقلاً اور معدوم ہوں خارج میں۔

امام المتقین اوسکو کہتے ہیں کہ جسکو اللہ نے محفوظ رکھا ہے مخالفت امر و نہی اور منازعۃ قضا اور قدر سے اور اوس سے کوئی افعال صادر نہیں ہوتے ہیں مگر بحکم حق۔

امر ایک عالم ہے جو بے مادہ و مدت کے موجود ہے عقول اور نفوس اسی عالم سے ہیں اور اسکو عالم ملکوت اور عالم غیب بھی کہتے ہیں۔

امیر اوسے کہتے ہیں جسے ہمیشہ یاد حق سے سروکار رہے۔

انفعال کمال ظہور ذات مع اشجیہ کو کہتے ہیں کہ عالم اجسام ہیں۔

[۱] پس اگر کہے تو حق کو منزہ محض ہوگا تو مقید کرنیوالا [۲] اور اگر کہے تو تشبیہ محض ہوگا تو محدود کرنیوالا [۳] اور اگر کہے تو دونوں امر تنزیہ اور تشبیہ کو ہوگا تو راہ راست پر چلنے والا [۴] اور ہوگا تو معارف میں امام اور سردار [۵] پس حق اور خلق کو علیحدہ یعنی دو جو کہے ہوگا مشرک [۶] اور جو شخص کہے ایک ہوگا موحد [۷] پس بچا تو اپنے کو تشبیہ ... کا قائل [۸] اور بچا تو اپنے کو تنزیہ محض سے اگر ہو تو ایک کا قائل [۹] پس نہیں ہے تو وہی بلکہ تو وہی ہے [۱۰] اور دیکھتا ہے تو ... ہے

آن دائم مرتبہ تفصیل صفات یعنی واحدیت اور تعین ثانی اور واحدیت الکثرۃ کو کہتے ہیں
اور یہ عبارت ہے امتداد حضرت آلٰہیہ سو کہ مندرج ہے بسبب اسکے ازل و ابد ہیں
اور یہ دونون ازل اور ابد وقت حاضر میں ہی موجود ہیں بسبب ظہور حضرت الٰہیہ
کے ازل اور ابد میں اور انکو انکے ظہور میں اور وقت کا حضرت الٰہیہ سے ہے
کہ جو مجمع ازل و ابد ہے۔

انتباہ کہتے ہیں غفلت کا سالک کے دل سے دور ہونا۔

آن وقت کو کہتے ہیں اور ادا کو بھی کہتے ہیں حافظ ؎

آنکہ مے گویند آن بہتر ز حسن | یار ما این دارد و آن نیز ہم
شاہد آن نیست کہ موی و میانی دارد ؎ | بندۂ طلعت آن باش کہ آنی دارد

انابت کہتے ہیں رجوع کرنا حق تعالے کی طرف اور خلاصی پانا تعینات سے۔

انانیت یہ حقیقت عبد کی ہے اور ہر شئے کہ جو عبد کے ساتھ متعلق ہو معنا نسبت
عبد کی طرف ہوتی ہے جیسے روحی اور نفسی اور قلبی اور یدی اور رجلی وغیرہ۔

آنیت کہتے ہیں ثابت کرنا وجود عینی کا حیثیت مرتبہ ذاتیہ سے۔

اندماج کسی چیز کی ماہیت میں یا کسی چیز میں محو ہو کے اور ایک ہو جانیکو کہتے ہیں۔

اندراج ایک چیز کی دوسری چیز میں بغیر حلول اور اتحاد کے داخل ہونیکو کہتے ہیں۔

اندراج الکل فی الکل۔ اندراج لغت میں داخل ہونے اور آنے اور لپٹ جانیکو کہتے ہیں اور اصطلاح حضرات
صوفیہ میں داخل ہونا ایک شئے کا ایک شئے میں بے حلول و اتحاد کے یعنی حلول وہ ہے کہ
حقیقت میں دو شئے مباین ہوں لیکن ہوا ایک شئے دوسری شئے میں داخل ہوا اور اندراج یہ ہے
کہ حقیقت میں دونون ایک شئے ہوں و صورت میں دو لیکن ہو ایک دوسری میں داخل ہو وے

یہان اندراج الشئے فی الشئے کا ایک مسئلہ دقیق ہو کہ ایک شئے دوسری شئے مین مندرج اور مندمج ہو یعنی ہر ایک شئی مظہر ایک ایک اسم خاص کی ہو بالفعل اور وہی ہر ایک شئی بالقوی مظہر تمامی اسمار کی ہو مثلاً اسم ممیت سے خاک پیدا ہوئی اور ممیت فاعل اور رب ہو خاک مربوب اور مفعول خاک مظہر اسم ممیت کی ہے بالفعل اور آتش مظہر اسم قابض کی ہے بالفعل پس خاک ضد آتش کی ہو ظہور مین فقط اور بطون مین کچھ تغایر نہین اسلئے کہ ممیت و قابض وغیرہ کہ جو اسمار آلہی ہین ان سب کا جامع اللہ ہو پس ظہور اللہ کا ممیت اور قابض مین ہوا اس صورتمین اندراج الشئے فی الشئے ہے اور ہر شئے مظہر اتم ثابت ہوئی قال اللہ تعالے ان[1] السموات والارض کانتا رتقا ففتقناهما و تولج[2] اللیل فی النهار و تولج النهار فی اللیل و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی واضح ہو کہ جسکو عقل سلیم اور ذہن مستقیم ہو بطریق حدس کے دریافت کر سکتا ہو کہ جو کچھ عالم مین ہو اندراج و انفتاح اوسمین واقع ہو خصوصاً نباتات اور حیوانات مین بدیہی ہو مثلاً درخت کہ تخم مین اوسکے تمام درخت اور شاخ اور ورق اور پھول و پھل مندرج ہین و عقل بضرورت اور بداہت حکم کرتی ہو اور حضرات صوفیہ صافیہ کا قول ہو کہ کل شئی فیہ کل شئی اسی جگہہ سے مرتبہ حقیقت اجمالیہ کو جاننا چاہیئے کہ حالت تفصیلی مین کسطرح محفوظ رہتا ہو اور مفصلات مین اپنے حفظ مراتب کیساتھ کیونکر سریان رکھتا ہو جمع بین التشبیہ و التنزیہ کہ جو مذہب اہل تحقیق کا ہو دریافت کرنا چاہیئے اور ترقی کرنا چاہیئے ذات بحت کیطرف کہ ذات بحت

---

[1] فرمایا اللہ برتر نے بیشک آسمان و زمین تھے منہ بند ہوئے پھر کھولا ہمنے اون دونون کو [2] داخل کرکے تو رات کو دن مین اور دن کو رات مین اور نکالے تو زندہ مردہ سے اور مردہ زندہ سے [3] ہر شئی مین ہر شئی ہو

مرتبہ مین عقل کل منفتح اور مفصل ہو اور عقل کل مرتبہ نفس کل مین مندمج اور مجمل ہو
اور نفس کل انسان کبیر مین منفتح اور مفصل ہو اور انسان کبیر یعنی عالم کبیر عالم صغیر
یعنی انسان مین مندمج اور مجمل ہے اگرچہ ہر شے مجموعہ کل ہو لیکن بالفعل قابلیت
ظہور بعض کی رکھتی ہے اور بعض کی نہین رکھتی اور حقیقت جامعہ قلبیہ انسانی کامل
کی سب اشیا سے ممتاز ہے اسلئے کہ بسبب اپنے کمال اعتدال کی قابلیت ظہور سبکی
بالفعل رکھتی ہو اور یہ اجمال اخیر کہ عالم صغیر مین ہو ایسا ہے جیسا کہ اول تخم ہے
کہ جبکہ اپنے مراتب تفصیلی مین آئے اور اغصان و اوراق وغیرہ جو کچھ کہ مراتب
تفصیلی مین ہین اوس سے ظاہر ہووین پھر ثمر ہو کر تخم مین عود کرے جب مرتبہ اولیت
اپنے کہ تخم تہا در آیا اوسوقت تخم اول اور تخم آخر مین کچھہ فرق نہ رہا مگر یہ کہ تخم آخر تخم اول
ظاہر ہوا ہی بلکہ خود اول ہی آخر ہوا ہے اسی جگہ سے فرق قدم اور حدوث اور وجوب
اور امکان اور غنا اور افتقار حاصل کرنا چاہیے هو[1] الاول والاخر والظاہر
والباطن وهو بکل شیء علیم پس وجود تخم بعد ظہور و انبساط کے درخت مین
درخت ہی ایسا ہی درخت قبل ظہور اور انبساط کے تخم مین عین تخم ہو پس وجود خواہ
قدیم مین ہو خواہ حادث مین ایک ہو جیسے حیات اور علم اور قدرت وغیرہ صفات
مین ہو کہ قدیم مین ہون یا حادث مین واحد ہے اور حقیقت ہستی اور وجود جمیع
شیون اور اعتبارات و نسب و اضافات کیساتھ کہ حقایق موجودات کے ہین
ہر موجود مین ساری ہو اسی واسطے کہا گیا کل شیء فیہ کل شیء رباعی

ہستی کہ بود ذات خداوند عزیز | اشیا ہمہ در وے اندوی در ہمہ چیز
این است بیان آنکہ عارف گوید | باشد ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

[1] وہی اول ہو اور آخر اور ظاہر اور باطن اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے ۱۲

اب فرق درمیان حکما اور صوفیہ کے یہ ہی کہ حکما اندراج کو اجسام کیساتھہ تخصیص کرتے ہیں اور صوفیہ تمامی حقایق کیساتھہ تعمیم کرتے ہین حکما کے نزدیک کثرت حقایق کی حقیقی ہی باوجود اسکے اندراج کو جائز رکھتے ہین اور صوفیہ کے نزدیک کثرت حقایق کی غیر حقیقی ہے اور مذہب صوفیہ کا قریب العقل والفہم ہے۔

انصداع الجمع انصداع کے معنی لغت مین پھٹ جانے اور پراگندہ ہونے کے ہین اور اصطلاح مین انصداع الجمع نام مقام فرق کا ہی بعد جمع کے بسبب ظہور کثرۃ کے وحدت مین اور باعتبار کثرت کے وحدت مین۔

انزوا کہتے ہین اسباب اور تعلقات دنیا کو دل سے نکالدینا اور سوا حق کے خلق کیطرف مشغول نہونا اور دل کو خیال دنیا اور عقبےٰ سے خالی کرنا۔

انزعاج کہتے ہین تحرک قلب کا حق کیطرف بسبب تاثیر وعظ اور سماع کے۔

النفس انسان کو کہتے ہین اسی کو عالم صغیر بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ یہ تمامی مراتب کو شامل ہے اسطرح پر کہ چار اخلاط یعنی صفرا و سودا و بلغم و خون جسم انسان کے نمونہ چار عنصر کے ہین اور بارہ سوراخ یعنی دونون کان اور دونون آنکھہ اور دو سوراخ ناک اور دونون پستان اور فرج اور دبر اور ناف اور منہ نمونہ بارہ بروج آسمان کے ہین اور اعضا جیسے کہ مغز اور ہڈی اور اعصاب اور گوشت اور جلد اور بال اور ناخن مثل ستارون آسمان کے اور دماغ اور کبد اور طحال اور پھیپڑا اور دونون گردے اور دونون خصیتین اور دونون ہاتہ اور دونون پاؤن اور بطن مثل سیارون کے ہین اور دل مثل آفتاب کے اور حرکت انسان کی مثل دوران کواکب اور افلاک کے اور حضور مثل طلوع کے اور غیبوبت مثل غروب کے اور استقامت مثل استقامت کواکب کے

اور توقف اور رجوع انسان مثل توقف اور رجوع کواکب کے اور افلاک کو اور جاہ و
رفعت مثل شرف آفتاب کے اور عکس اوسکا مثل ہبوط کے اور سرعت مثل قمر کے اور
کتابت مثل عطارد کے اور طرب مثل زہرہ اور قاضی مثل مشتری کے علی ہذا القیاس
پس جسم انسان کا مثل زمین اور عظام مثل جبال اور بطن مثل بحر اور عروق مثل نہروں کے
اور مغز مثل معدن کے اور قدام مثل مشرق کے اور خلف مثل مغرب کے اور یمین و یسار
مثل جنوب و شمال کے اور انفاس مثل ریاح یعنی ہواؤن کے اور صوت مثل رعد
اور قہقہہ مثل صواعق کے اور رونا مثل باران کے اور غم مثل ظلمت اور نوم مثل موت
اور بیداری مثل حیات اور صبا مثل ربیع کے اور شباب مثل صیف کے اور کہولت
مثل خریف اور شیخوخت مثل شتا اور نشو و نما وغیرہ مثل نباتات کے اسی طرح تمامی
حیوانات کے خواص جیسے کہ قہر اور غلبہ درندوں کا اور تملق کتے اور بلی کا اور حیلہ
عنکبوت اور شجاعت شیر اور جبن خرگوش اور انس حمام اور سخاوت و بکا اور مکر لومڑی
اور سلامت روی غنم اور عزت فیل وغیرہ وغیرہ ہے نیز جسد مین وہم مقام عزرائیل
اور ہمت مقام میکائیل اور عقل مقام جبرئیل اور قلب مقام اسرافیل اور فکر مقام باقی
ملائکہ کا ہے فافہم و تدبر[1]

انفاس الصادقہ نیت خالص کو کہتے ہین جو ریا وغیرہ سے پاک ہو۔

انسان کامل اوسکو کہتے ہین کہ جو جامع ہو کل اسماء و صفات الٰہیہ و عوالم کونیہ کلیہ و جزئیہ

انسان الحیوانی انسان غیر کامل کو کہتے ہین جسمین حیوانیت غالب ہوتی ہے اور روحانیت ضعیف
اور نور عقل اوسکا ظلمت حس سے منتفی ہو جاتا ہے۔

[1] پس سمجھ تو اور غور کر تو ۱۲

اُنس — کہتے ہین اثر کرنا مشاہدہ وجمال حضرت الٰہیہ کا دل مین اور اسکو جمال الجلال بھی کہتے ہین

آنس — راضی بالحق کو کہتے ہین اور اوسکو جو کسی چیز سے وحشت نہ کرے اور ہر چیز کو مظہر حق سمجھکر اُس سے اُنس حاصل کرے۔

انا — انا عبارت ہی وجود حق سے کہ ذات اپنے آپکو اُسکے ساتھ تعبیر کرتی ہی خواہ مطلق ہو خواہ مقید اور بعض کے نزدیک عبارت ہی ذات مطلقہ سے لہذا ہر مظہر کی انا وجود مطلق کی انا ہے کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

زمہر وش سینہ ہا چو لانگہ برق — دل ہر ذرہ در جوش انا الحق

اور انا سے اشارہ ہی مرتبہ وحدت وحقیقت محمدی کیطرف بھی اور اسکو علم مجمل اور تعین اول کہتے ہین

الطوار الانبساط مع الانبساط — اُس حالت کو کہتے ہین کہ جسمین عبد قبض اور بسط سے اثر نہ لے اور اپنے کو ذات مین مستہلک کر دے۔

انگشت — صفت احاطت کو کہتے ہین

انجمن — عالم کثرت کو کہتے ہین۔

انعدام — یعنی عدم ہونا اوسکی دو قسمین ہین ایک عدم حقیقی اور دوسرا عدم اضافی عدم حقیقی ضد وجود حق تعالیٰ کا ہی ضد کہتے ہین شئے کا غیر جنس اُس شئی کی ہو کر شئے کی مخالف ہونا اور شریک باری کو عدم حقیقی کہتے ہین کیونکہ وجود اُسکا محال ہی اور اگر وجود اُسکا محال نہو تو عدم عدم نہ رہیگا اس عدم کو عدم لفظی بھی کہتے ہین بجز عین الالیم اور کچھ خارج مین نہین ہے دوسرا عدم اضافی کہ یہ حقیقتاً عدم نہین بلکہ وجود ہی یعنی ممکنات کو عدم اضافی کہتے ہین کیونکہ ممکنات از خود وجود نہین رکھتے ہین بلکہ وجود مطلق سے وجود رکھتے ہین یعنی اضافت در نسبت

وجود مطلق کی ممکنات کو پہونچے سوائے وجود مطلق کے عدم مطلق ہے۔

انمحاق اس سے مراد محو ہے یعنی سالک کی ظلمت تجلی کے نور سے بالکل محو ہوجائے۔

انہی النہایات اس سے مراد تعین اول ہے

اول مرتبہ ذات کو کہتے ہین جسمین تمام صفات مندمج ہین اور ایک دوسرے سے ممتاز نہین

اوباش اصطلاح مین اوباش وہ شخص ہے کہ سوائے ذات حق کو غم اور ثواب اور عقاب کی پروا نکرے

اوتاد یہ چار اولیا ہین روی زمین ہین چار سمت مین مقرر ہین کہ حفاظت ان جہات کی انہین سے متعلق ہے انہین سے ایک کا نام عبد الحی ہے کہ جو سمت مشرق مین مقرر ہین دوسرے کا نام عبد العلیم ہے کہ جو سمت مغرب مین مقرر ہین تیسرے کا نام عبد القادر ہے کہ سمت جنوب مین مقرر ہین چوتھے کا نام عبد المجید ہے کہ جو سمت شمال مین مقرر ہین اور یہ محل نظر حق تعالے کے ہین خاصۃً حفاظت عالم کے لئے۔

اولیا کہتے ہین قرب حق مین پہونچنے والونکو اور یہ لوگ اسفل سے اعلی کیطرف عروج کرتے ہین اور قریب ذات حق کے ہوتے ہین اور اسرار حق کو پاتے ہین ؎

ماہیان قعر دریای جلال   بحر شان آموختہ سحر حلال

اوسط مراتب التجرید صفات حق کو کہتے ہین۔

اوسط التجلیات تجلی صفاتی کو کہتے ہین۔

آہ علامت کمال عشق و درد کہ زبان جسکے بیان سے قاصر ہو

اہل تجرید ان لوگون کو کہتے ہین جو خواہش نفسانی سے مجرد ہون اور لذات نفسانی سے علیحدہ

اہل ذوق ان لوگونکو کہتے ہین کہ جو تجلیات مین مستغرق ہین بحسب اور بذوق جیسا کہ کلام مجید مین ہے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔[۵]

---

[۵] ان کی نشانی ان لوگون کے منہ پر ہے اثر سجدہ سے ۱۲

ایمان — یہ مقتضیات اسماء جمالیہ سے ہے اسکی دو قسمیں ہیں تقلیدی اور تحقیقی تقلیدی عوام مومنین کو حاصل ہو جو ایک دوسرے کو دیکھکر ایمان لاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ حق تعالےٰ کون ہو اور کہاں ہے اور کیسا ہے اور احکام شرعی برابر بجا لاتے ہیں یہ ایمان جائز ہی اور سبب ہی دخول جنت کا اور ایمان تحقیقی جو اولیا اللہ کو حاصل ہے وہ یہ ہی کہ تمامی عالم نیست اور نابود اور عدم بالذات اور اعتبار محض ہی اور حق تعالےٰ کو ہست اور موجود بالذات جانتے ہیں۔

ایمان حقیقی — تصدیق بوحدانیت حق بے شائبہ شک اور یہ اُسوقت میسر ہوتا ہی کہ اپنی فنا سے بقا حق تحقق ہو اور عین وحدت ہو۔

ایجاد — کہتے ہیں ظہور وجود حقیقی کا اعیان ثابتہ اور عالم میں۔

اینیت — کہتے ہیں وجود عینی کی تحقیق بحیثیت مرتبہ ذاتیہ کے کرنا۔

ایاز — معشوق مجازی کو کہتے ہیں۔

الفقان — صوفی عارف کیواسطے یہ ایک مرتبہ ہی اور اسکے واسطے اس سے بلند اور کوئی مرتبہ نہیں وہ یہ ہی کہ یقین کرے کہ حق کی ذات ہر شئے میں ہی اور اسمیں محویت حاصل کرے۔

آتیہ قدسی — اس سے مراد عشق ہے۔

ایثار — اس سے مراد ہی جو کچھ ہو سب بخشدے اور اپنے کو خدا کے حوالہ کرے اپنی کوئی چیز نہ رکھے سب ہی حق کی ہو جیسا کہ تھی۔

باب دوسرا حرف بار کے اصطلاحات کے بیان میں

بار — سے اشارہ ہو اول موجودات کیطرف اور یہ مرتبہ ثانیہ ہو وجود بحیثیت سے اور نقطہ باء

ذات بحت کیطرف اشارہ ہے۔

بادہ مستی حقیقی کو کہتے ہیں اور اُس جذبہ محبت و عشق آلہی کو کہتے ہیں جو عالم غیب سے سالک کے قلب پر وارد ہوتا اور اوسکو مست و بیخبر کرتا ہے ؎

نخستین بادہ کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند

بادیمانی نفس رحمانی کو کہتے ہیں۔

بادصبا اُن نفحات رحمانیہ کو کہتے ہیں جو شرق روحانیت مرشد سے فضائے قلب سالک پر آتے ہیں اور اوسکو مست و بیخود کرتے ہیں۔

بازی توجہ خالص اور جذبہ حقانی کو کہتے ہیں جسکے سبب سے سالک کا دل متغیر نہیں ہوتا اور طلب حق میں استوار اور سرگرم رہتا ہی۔

بارقہ اوس لمعان نوری کو کہتے ہیں کہ جو سالک کو دکھائی دیتا ہی اور جلدی فرو ہو جاتا ہی اور اسکو ہندی میں چکاچوندہ کہتے ہیں

بازگشت کے معنی ہیں رجوع کرنا اور پھرنا اوس سے مراد یہ ہی کہ قدرے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کیطرف رجوع کرے بحضور دل اور دعا کرے یا رب انت مقصودی و ترکت الدنیا و الآخرۃ لک اتمم علی نعمتک وارزقنی وصولک التمام یعنی اے رب میرے تو ہی میرا مقصود ہو میں نے دنیا اور آخرت کو تیری ہی واسطے چھوڑا اپنی نعمت کو مجھپر پورا کر اور پورا وصال اپنا مجھکو نصیب فرما سالک کیواسطے یہ شرط عظیم ہی سالک کو چاہئے کہ اس سے غفلت نہ کرے بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ہمنے جو کچھ پایا اسی کی برکت سے پایا اہل سلوک و اہل عرفان کی بازگشت میں فرق ہے

اہل سلوک کی بازگشت یہ ہے کہ اسم آخر سے اسم اول کیطرف رجوع کریں اور مرتبہ طبیعت سے مرتبہ حقیقت کی طرف عروج کریں اور اسی کو سیر الی اللہ کہتے ہین اور اہل عرفان کی بازگشت یہ ہے کہ بعد فنا کامل وحویت تام جسکو محو و سحق کہتے ہین بقا حقیقی سے باقی ہو کر وجود باری کا سریان صفات حقیہ مین مشاہدہ کرین اور اسکو سیر فی اللہ کہتے ہین اور اسکے بعد خلق کیطرف تنزل کرین اور ہر ہر ذرہ مین وجود کی سرایت اور وحدت فی الکثرۃ اور کثرۃ فی الوحدت بنظر عین الیقین وحق الیقین ملاحظہ فرمائین اور اسی کو سیر باللہ و مع اللہ کہتے ہین۔

بازو اعمال سالک کو کہتے ہین کہ جو نفسانیت سے مبرا و معرا ہوتی ہین۔

باران کہتے ہین فیض رحیمی کا سالک کے دل پر نازل ہونا ؎

معدن احسانی و ابر کرم   فیض تو چون ابر باران بر سرم

باطل ماسوی اللہ کو کہتے ہین اور وہ عدم ہے اسلئے کہ درحقیقت سوائے حق کے اور کسیکا وجود نہین جیسا کہ لبید شاعر کا شعر ہے ؎

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل[۱]   و کل نعیم لا محالۃ زائل

بادہ فروش پیر کامل کو کہتے ہین کیونکہ ناقصون کی تکمیل کے واسطے پیر کامل ہونا ضروری ہے نہ ناقص ہونا ؎ من تقربات شوم ای ساقی بادہ فروش ٭ از شراب بیخودی لبریز کن پیمانہ ام

باطن کل الحقائق مرتبہ وحدت کو کہتے ہین اسواسطے کہ کوئی تعین اوسکے قبل نہین ہے اور یہی مرتبہ وحدت باطن ہر حقیقت الہیہ اور کونیہ کا ہی۔

باطن اطلاق ظاہر الوجود تجلی اول کو کہتے ہین کیونکہ اوسمین ظہور ذات بنفسہ لنفسہ ہے

---

[۱] ہر چیز علاوہ اللہ کے باطل ہے   اور ہر نعمت ضرور زائل ہونے والی ہے

باطن العوالم مرتبہ احدیت کو کہتے ہیں اسلئے کہ اوسکے بعد سوائے غیب مطلق کے اور کچھ نہیں اور یہی مرتبہ حضرت احدیۃ الجمعیۃ کا ہے جو حقیقۃ احمدیہ کیواسطے خاص ہے اسی مقام کو مقام او ادنی اور غایۃ الغایات اور نہایۃ النہایات بھی کہتے ہیں۔

باطن الوجود نظاہری اعیان ثابتہ کو کہتے ہیں انہی کو باطن الممکنات بھی کہتے ہیں اسلئے کہ یہی حقائق ممکنات کی ہیں جو حضرت علم میں ہیں

باطن الوجود الباطنی ان شیون کو کہتے ہیں جو مندرج فی الوحدۃ ہیں اور یہ اعیان کی اصل ہیں فیض اقدس سے یہی مراد ہیں اور فیض مقدس سے اعیان ثابتہ ہیں۔

باب الابواب سے مراد ہے سلوک میں طالب صادق کا توبہ کرنا تمامی گناہوں سے اسلئے کہ توبہ اول ابواب سے ہے جن ابواب سے قرب حق حاصل ہوتا ہے جاننا چاہیے کہ وصول الی اللہ کے طرق اور ابواب بعدد انفاس الخلائق ہیں لیکن منجملہ اونکے تین طریقہ خاص ہیں اول طریقہ اخیار ہے کہ جو کثرت سے صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قران شریف اور حج اور زکوٰۃ کے اعمال سے زمان طویل میں واصل بحق ہوتے ہیں دوسرا طریقہ ابرار کا ہے اور وہ صاحب مجاہدہ اور ریاضات ہیں یہ بھی بعد زمانہ طویل واصل الی اللہ ہوتے ہیں تیسرا طریقہ قادریہ اور نقشبندیہ اور چشتیہ اور شطاریہ وغیرہ کا ہے یہ لوگ ریاضت میں مشغول ہوتے ہیں اور خلائق سے نفرت کرتے ہیں کام انکا سوائے درد اور اشتیاق اور شوق اور ذکر اور فکر کے اور کچھ نہیں اور یہ لوگ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب و تجلیہ روح میں مشغول ہوتے ہیں اور کشف اور کرامات کیطرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے اور موتوا قبل ان تموتوا[1] میں مصروف رہتے ہیں اور جلد واصل ہوتے ہیں یہ طریقہ ان دونوں طریقوں سے اقرب ہے۔ اور اوسکے دس اصول ہیں اول توبہ ہے یعنی باہر آنا طالب کا ہر مطلوب سے جو ما سوی اللہ ہے

ملہ مرو تم اپنے نفس سے قبل اسکے مارے جاؤ تم اپنی موت سے ۱۲

جیسے کہ وقت موت کے ہوتا ہی دوسرا زہد ہی یعنی ترک کرنا دنیا و ما فیہا کا جیسا
کہ وقت موت کے ترک کرتا ہی تیسرے توکل ہے یعنی ترک کرنا اسباب ظاہری کا
جیسے وقت موت کے ترک کرتا ہی چوتھے قناعت ہی قناعت کہتے ہین ترک کرنا
شہوات اور خواہشات نفسانی کو پانچوین عزلت ہی یعنی انقطاع خلائق سے چھٹے
توجہ الی اللہ اور اعراض ما سوی اللہ سے ہے ساتوین صبر ہے یعنی ترک کرنا
حظوظ نفسانیہ کو مجاہدہ سے آٹھوین ذکر ہے یعنی ترک کرنا ذکر غیر حق تعالے کو
نوین مراقبہ ہی یعنی ترک کرنا اپنے حول اور قوت کو اور فنا کرنا اپنے کو حق مین
دسوین رضا ہی یعنی ترک کرنا رضائے نفس کو اور رضائے حق کیواسطے اپنے کو حق کے
سپرد کرنا طالب کو چاہئے کہ اپنی عمر عزیز گرانمایہ غنیمت جانے اور موافق ان
ابواب کے عمل کرے اور دلکو کدورات سے پاک و صاف کرکے وصال معشوق
حقیقی کی لیاقت حاصل کرے۔

بالغ مرید صادق کو کہتے ہین کہ جو اپنی خودی اور خود نمائی سے بالکل علیحدہ ہو یعنی
بلوغ طریقت ہی جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی الشریعت اقوالی[۵۱]
الحدیث اور ان چہار مراتب کا بلوغ جداگانہ ہی شریعت کا بلوغ شہوات کا
پیدا ہونا ہی اور طریقت کا بلوغ شہوات سے علیحدہ ہوتا ہی اور حقیقت کا بلوغ توحید مین
پختگی ہی یعنی بجز وجود حق کے دوسرا نظر مین نہ آنا اور معرفت کا بلوغ کثرت فی الوحدت
مین ماہیات اشیا کا ادراک کرنا اور انمین سریان وجود کو حق الیقین سے ملاحظہ کرنا
اور اس مرتبہ والیکو عارف تام المعرفت بہی کہتے ہین [۵۲] لا تدری لعل اللہ یحدث
بعد ذلک امراً ـ

[۵۱] شریعت میرا قول ہین [۵۲] یعنی وہ چیز ہی جو ظاہر ہو گی سیر کو اور شاید اللہ پیدا کرے بعد اسکے کوئی اور کو

بام محل تجلیات کو کہتے ہیں ؎

بام برآ و جلوہ دہ ماہ تمام خویش را | مطلع آفتاب کن گوشۂ بام خویش را

بامداد اس سے مراد موہومات کا فنا ہونا ہے۔

بُت مقصود اور مطلوب حقیقی کو کہتے ہیں اور انسان کامل کو بھی ؎

مسلمان گر بدانستی کہ بت چیست | بدانستی کہ دین در بت پرستی است

اور احوال میں بت سے مراد فنا رکامل ہو اور مقامات میں مرتبہ تنزیہ فی التشبیہ کو کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ معشوق حقیقی کی تجلی کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر ہر صفت کی دارد ہو اور وحدت ذاتیہ کو بھی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں اس ہستی مطلق مراد ہے کہ وہ حق ہے پس یہ باعتبار حقیقت کے حق ہے نہ باطل اور عبث اور بت پرست کو حق پرست اسوجہ سے کہتے ہیں کہ حق نے بصورت بت ظہور کیا ہے و قضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ یعنی اور حکم کیا رب تیرے نے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اوسکی جب یہ مشخص ہوگیا تو معلوم ہوا کہ جملہ عابد حق ہیں ؎

ما بت پرست و ہر رگ ما تار کافری است | زنار اگر ہزار شود آن صنم یکی است

بتخانہ و بتکدہ عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں کہ جس سے وہ برابر افاضہ فیض کیا کرتا ہے اور شیون تنزیہی اور مظاہر تشبیہی کا مخزن ہے۔

بُت ترسا بچہ نور محمدی کو کہتے ہیں کہ مصدر کل مراتب خلقیہ اور کونیہ کا ہے من حیث الحقیقۃ اور جامع جمیع شیون ذاتیہ کا ہے من حیث الاظہار اور من حیث الظہور تجلی ہے بہ صورت دل آویز وصورت دلکش میں کہ میل کرتا ہے اوسکی طرف ناظر بے اختیار جس طرح میل کرتا ہے لوہا مقناطیس کی طرف بوجہ مناسبت فی الاصل کے ؎

جنت ترسا بچہ نوریست باہر   کہ از روے بتان دارد مظاہر

بدلاء سات اولیا ہین کہ ہر ایک انمین سے جب اپنی جگہہ سے سفر کرتا ہی تو اپنا جسم اپنی صورت پر چھوڑ جاتا ہی تاکہ کسیکو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کہین چلا گیا اور سوائے انکے اور کوئی اسطرح بدلتا نہین اور بدل کو بدیل بہی کہتے ہین اسیکی طرف اس شعر مین اشارہ ہی

شیخ در مصر و خرقہ در کرمان   خرقہ بازی چنین کنند ایشان

اور بدلا کو ابدال بہی کہتے ہین

بدبخت نفس امارہ کو کہتے ہین اسی سے بقرہ بہی عبارت ہی اور کلام مجید مین جو سب سے پہلی سورۃ ہی وہ بقر ہے کہ جس مین تعلیم ہے مجاہدہ نفس کی کہ جو سالک کیلئے اصل اصول ہی

برزخ لغت مین اُس چیز کو کہتے ہین کہ جو درمیان دو چیز کے حائل ہووے خواہ وہ چیز اُن دونون چیزون سے مناسبت رکہی یا نہ رکہی جیسے اعراف برزخ ہی درمیان بہشت و دوزخ کے یا درمیان بہائم اور انسان کے بندر برزخ ہی در اصطلاح صوفیہ مین برزخ کئی جگہہ مستعمل ہوتا ہی ایک یہ کہ عالم مثال برزخ ہی درمیان عالم شہادت یعنی ظاہر اور عالم ارواح یعنی باطن کے دوسرے یہ کہ دل برزخ ہی درمیان روح اور مضغہ کے تیسرے یہ کہ صدر برزخ ہی درمیان دماغ اور دل کے چوتہے یہ کہ وحدت یعنی حقیقت محمدی برزخ ہی درمیان احدیت اور واحدیت کے اسی برزخ کو برزخ البرازخ اور برزخ کبری اور برزخ اعظم اور برزخ اکبر اور برزخ اول بہی کہتے ہین کہ جو درمیان ذات اور صفات اور ظہور اور اخفا کے برزخ واقع ہوا پانچوین یہ کہ علم برزخ ہی درمیان عالم اور معلوم کے یہ بہی اشارہ ہے حقیقت محمدی کی طرف چھٹے یہ کہ اسماء برزخ ہین درمیان اعیان ثابتہ اور وجود کے

اور یہ برزخ کہ مذکور ہوئی بطور کلی کے ہین بلکہ برزخ ہر ہر فرد عالم مین ہے نیز
برزخ سے مراد ہے بصورت مرشد کا تصور کرنا اور اُس سے اخذ فیض کرنا۔

برق کہتے ہین اُس لمعان نور کو جو سالک کے دل پر وارد ہوتا ہی اور پھر پوشیدہ ہوجاتا ہی
اور وہی نور خود سالک کو سیر الی اللہ کیطرف متوجہ رکھتا ہی۔

بربط اس سے مراد ذوق وشوق حقیقی ہی۔

بروز بروز کہتے ہیں معنی لغت مین ظاہر ہونیکے ہین اور اصطلاح مین اس سے مراد ہے کسی کا کسی مین
ظاہر ہونا اسطرح پر کہ اپنی حالت اصلی مین کوئی تغیر و نقصان نہ واقع ہو اور یہ حق
وانبیا و اولیاء کاملین کیساتہ مخصوص ہی چنانچہ اول بروز ذات حق نے اپنے
شہد ذاتی مین بلحاظ ترتیب مراتب ذات کے فرمایا اور اسی ترتیب کا نام صفات ہو
اور اسی کا نام رحمٰن ہی پس اسم رحمٰن بروز ذات حق کا ہی مراتب خلقیہ مین دوسرا بروز یہ ہے
کہ روح اعظم اپنی کلیت کیساتہ انبیاء اور اولیا کی صورتوں مین مختلف زمانوں مین
ظاہر ہوتی ہی اور اس نبی و ولی پر اوس کلیت کا اطلاق صحیح ہوتا ہی جو روح اعظم
کہلاتی ہی کیونکہ در اصل وہی ایک روح ہی کہ جسکے نام بمناسبت مظاہر جدا جدا ہوگئے ہیں نیز
اور جزئیت بھی اسی مظہر کی تقید اور جزئیت کی وجہ سی اُس روح پر عائد ہوگئی ہے
مگر چونکہ روح کا یہ خاصہ ہی کہ وہ باوجود ہر مظہر مین ظاہر ہونیکے اپنے مبدا سے جدا
نہین ہوتی لہذا ہر نبی مین سی جو روح کہ متعلق ہی اسکے اختلاف کے لحاظ سے اسکا نام
ارواح جزئیہ رکھہ لیا گیا ہی اور اسکی حقیقت کی اعتبار سے کہ جو اپنی جگہ سے علیحدہ
نہین ہی اسی کو روح اعظم یا روح کلی یا روح محمدی کہتے ہین اور اس بات کی دلیل
کہ روح مظہر مین ظاہر ہوتی ہی اور اپنے مبدا سے علیحدہ نہین ہوتی یہ ہو کہ شاہ

نگاه باوجودیکه بساطت ارضی وافق سماوی مین کیا کچھ دیکھتی ہو مگر گوشہ چشم سے علیحدہ نہین ہوتی یا شعاع شمسی باوجودیکه تمام عالم کو روشن کرتی ہو مگر اپنے قرص سے علیحدہ نہین ہوتی الحاصل جب جزئیت تعین بشری کی اوس ولی سے زائل ہوئی آئینہ روح اعظم کے احکام اوسمین ظاہر ہوتے ہین کیونکہ دراصل اوسمین روح اعظم ہی ظاہر ہی ایسا شخص عالم مین خلیفة الله و نائب الرسول ہوتا ہی صاحب گلشن راز لکھتے ہین بیت

بود نور نبی خورشید اعظم — گه از موسی پدید و گه ز آدم

یہین سے ایکبار حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مین رسول الله ہون تو آپکے ایک شاگرد نے جو صاحب بصیرت تھے تصدیق کی کہ بیشک آپ رسول الله ہین کیونکہ اوسوقت حضرت شبلی اوسی منصب کلیت پر تھے جس سے مراد فنا فی الرسول ہے کیونکہ کل الکل حقیقت محمدی ہے اور اسی طرح جب روح کی جزئیت اعتباری رفع ہوگئی اور فنا کامل حقیقتاً حقیقت محمدی سے پیدا ہوگئی ہو اوسکو اختیار حاصل ہی کہ جس تعین مین چاہے اپنی کلیت کیساتھ بروز کرے خواہ عالم حیات ظاہری مین یا بعد وفات ظاہری چنانچہ حضرت شیخ اکبر فص الیاس مین تحریر فرماتے ہین کہ الیاس وہی ادریس علیہ السلام ہین جنھون نے باوجود اپنے مقام عالی آسمان مین قیام کر صورت الیاس علیہ السلام مین بروز کیا اسی وجہ سے قرآن شریف مین الیاسین آیا ہی اس بیان سے بروز و تناسخ کا فرق ظاہر ہوتا ہی کیونکہ تناسخ سے مراد ارواح جزئیہ کا ایک جسم عنصری سے دوسرے جسم عنصری مین منتقل ہوتے رہنا ہی اور بروز روح اعظم کی تجلی ظہوری ہی بالکلیہ مظاہر کاملہ مین۔

برہم زدن چشم — اس سے اشارہ ہی عدم توجہی کی طرف کہ جو عبارت قیامت سے ہی یعنی حق کی توجہ عالم کیطرف رہنا ہی

برافشاندن نفس — اس سے رفع تعینات کیطرف اشارہ ہی یا یہ کہ اس سے اشارہ ہی حجاب تعینات اغیار کی

کیونکہ جب لف بکمر پاپنگی تو تعینات مین پہنسا وہ ہوگا اگر برافشاندن کے معنی الٹ دینے کے لئے جاوین تو رفع تعینات صحیح ہی۔

بذل اس سے مراد ہے جو کچھ اپنے پاس ہو خدا کی راہ مین خرچ کر ڈالے۔

بسط سیر الی اللہ مین کشایش قلب کو کہتے ہین بخلاف قبض کے یعنی وقت سیر کے سالک عارف کے قلب پر حالات وارد ہوتے ہین جیسے غلبہ محبت و عشق ہونا اپنے معشوق حقیقی کی یاد مین ذوق و شوق و سرور رہنا اور معارف الہیہ کا ادراک ہونا کہ یہی ترقی باطن ہی بخلاف حالت قبض کے کیونکہ قبض مین طبیعت منقبض رہتی ہی اور اکثر معشوق حقیقی کی یاد سے غفلت ہوجاتی اور ذکر الہی کی طرف بالکل رغبت نہین رہتی ہے لیکن سلوک مین محض قبض یا فقط بسط سالک کیلئے مذموم ہی بلکہ سالک کیلئے یہ دونون امر بمنزلہ بازوون کے ہین انہین دونون بازوونسے سالک اپنے معشوق حقیقی کی طرف طیران کرتا ہی اور سالک کو چاہیئے کہ جو کچھ اوسکے دلمین انوار اور اسرار آئین وہ ظاہر نکرے کیونکہ یہ مضر ہی انکو پوشیدہ رکھنا چاہیئے تاکہ جلد منزل مقصود تک پہونچے۔

بسیط کہتے ہین شہود جمال حق کا تمامی اشیا مین کہ ہر شئے عین ذات معلوم ہو جیسا کہ ہی۔

بستان وجود سالک کو کہتے ہین اور صفت بساطت یعنی محل کشادگی کو بھی کہتے ہین۔

بے خرابی اصطلاح مین کہتے ہین عاشق کا مستغرق ہونا محبوب کے عشق مین۔

بصیرۃ دل کی روشنی کو کہتے ہین کہ جو نور قدس سے حقائق اشیا کے ادراک کیواسطے سالک کے دلمین پیدا ہو کر قوت مدرکہ کو نورانی کردے اور وہ اوس سے کثرۃ کو وحدت مین اور وحدت کو کثرت مین بغیر کسی مانع کے دیکھے اسی قوت کو حکما قوت عاقلہ نظریہ کہتے ہین اور جب یہ قوت نور قدس سے منور ہو جاتی ہی اور اوس سے حجابات مرتفع ہو جاتے ہین

تو اوسکو حکما قوت قدسیہ کہتے ہین اور یہ قوت مشابہہ بصر کے ہو کہ جس سے انسان صور اور ظواہر اشیا کو دیکھتا ہے۔

بطون — سے اشارہ خاص ہویت ذات حق کی طرف ہی اور بعض لوگ عالم مثال سفلی تک کو بطون کہتے ہین یعنی یہ بہ نسبت عالم شہادت کے عالم مثال باطن اور عالم مثال علوی عالم ارواح باطن اور عالم ارواح سے اعیان باطن اور اعیان سے ذات بحت باطن ہی۔

بعد — کہتے ہین جہل اور غفلت اور حق سے دوری اور عرفان سے نادانی کو۔

بقا — یہ ایک مقام ہو سالک کیلئے کہ رویت حق تعالےٰ کیلئے کوئی شے اوسکو حاجب نہین یعنی ثبت اشیا رویت حق کی حاجب نہین ہوسکتی کہ وہ حق کو موجود اور عالم کو معدوم دیکھتا ہے

بقا باللہ — اس مقام مین مطلقاً غیریت سالک عارف کی نظر سے اوٹھ جاتی ہو اور عارف صفات حق کیساتھ باقی ہوتا ہو اور اوسکی بشریت باعث جامعیت کمال اسمائی ہوتی ہو اور جسم روح کی خاصیت لے لیتا ہو حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی اسی مقام سے فرماتے ہین ؎

حقم ہمہ حق ہست حقیقت بکہ گویم
حقا کہ منم نور و درین نکتہ نہ کنم

بقرہ — نفس کو کہتے ہین کہ جو ریاضت اور مجاہدہ کرنے کے واسطے مستعد ہو۔

بلبل — عاشق صادق کو کہتے ہین کہ جو ہمیشہ ذکر و فکر مین مشغول اور نفس امارہ سے بالکل فارغ البال رہے ؎

سحر بلبل حکایت با صبا کرد
کہ عشق گل بما دیدی چہا کرد

بلا — اوسکو کہتے ہین جو حق کی طرف متوجہ ہو تشبیہ رفع ہو اور باعث خیانت دوئی غیریت ہو

بندگی — مقام تکلیف کو کہتے ہین۔

بنفشہ	اوس نکتہ کو کہتے ہین جسکو قوت ادراک نہین کرسکتے۔
بوسہ وغمزہ	اصطلاح مین جذبہ باطن کو کہتے ہین کہ جو عاشق کو اپنی طرف کھینچتا ہی غمزہ باعث فنا ہی اور بوسہ سرمایۂ حیات وبقا۔
بوے	اوسکو کہتے ہین جو مقام جمع مین حقیقت قلب سالک کے ساتھ ہوتا ہی ۵
	این زمان جان دامنم برتافتہ است بوے پیراہان یوسف یافتہ است
بوادہ	جمع بادیہ کی ہی بوادہ کہتے ہین کسی چیز کا اچانک قلب مین وارد ہونا کہ جس سے قلب مین حالت قبض یا بسط پیدا ہو۔
بہجت	اُن واردات کو کہتے ہین جو غیب سے صاحب کے دلپر وارد ہوتے ہین
بہار	ذوق وشوق سالکان روحانی کو کہتے ہین ۵
	بہار عمر خواہ ای دل وگرنہ این چمن ہرسال چو نسرین صد گل آرد وچون بلبل ہزار آرد
	بعض کے نزدیک مقام علم کو بہی کہتے ہین۔
بیابان	اُن واقعات کو کہتے ہین کہ جو سالک کو سلوک مین پیش آتے ہین ۵
	بحرص ار شربتے خوردم مگیر از من کہ بد کردم بیابان بود وتابستان وآب سرد واستسقا
بے آرامی	اِس سے اشارہ ہی تغیرات اور تنزلات کیطرف یعنی وجود موجودات ہر گھڑی بدلتا رہتا ہی بل ھم فی لبس من خلق جدید[۵۷] سے اسی طرف اشارہ ہی۔
بیداری	عالم صحو کو کہتے ہین جو عبودیت کے سبب سے ہوتی ہی۔
بیت الحکمۃ	اوس قلب کو کہتے ہین جسمین اخلاص حقانی غالب ہو۔
بیت العزۃ	اوس قلب کو کہتے ہین جو واصل ہو مقام جمع پر حالت فنا فی الحق مین۔

[۵۷] بلکہ وہی لوگ ایک نئے لباس مین ہین ۱۲

بیت المقدس اوس قلب کو کہتے ہین کہ جو تعلق غیر حق سے پاک ہو۔

بیت المعمور اوس قلب کو کہتے ہین کہ جو تجلیات سے معمور ہو۔

بیدار التجرید صور خلقیہ کے ظہور کو کہتے ہین۔

بیرون کہتے ہین سالک کا اپنی ہستی سے باہر آنا یعنی فانی ہونا حق مین اور لفظ بیرون یعنی آفاق بھی آتا ہے مقابلہ اندرون کے یعنی انفس حضرت عطار فرماتے ہین ؎

اندرون و برون نشیب و فراز ۔۔۔ از پس و پیش از یمین و یسار
شاہد لا الہ الا اللہ ۔۔۔ پیش تو پردہ گیر داز رخسار

اور کلام مجید مین ہے سنریہم[1] آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شئ شہید

بیضا نور محمدی و عقل اول کو کہتے ہین اور یہی مرکز ہو عمار کا یہ ضد ہو سواد غیب یعنی عدم کا اور اوسکو وجود کہتے ہین

بیت المحرم قلب انسان کامل کو کہتے ہین کہ جسمین غیر حق کا خیال آنا حرام ہو۔

بیگانگی سالک کا الوہیت مین عالم سے مستغنی ہونا ؎

ما ز عقل خویشتن بیگانہ ایم ۔۔۔ لاجرم دُردی کش میخانہ ایم

بیماری قلق اور قبض کو کہتے ہین جو سالک کو عارض ہوتی ہو ؎

تراب آزار سے دلکے خبر کیا ہو طبیبونکو ۔۔۔ کہے بن کیسے ہو تشخیص نامحرم کی بیماری

بیعت کہتے ہین اپنے کو کسی کامل کے ہاتھہ مین دیدینا اور تابع مرضیات شیخ کا ہوجانا یہ کئی قسمون پر منقسم ہو بیعت اسلام کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے لیتے تو

---

[1] قریب ہو دکھلادینگے ہم اونکو نمونے دنیا مین اور اونکی ذات مین یہانتک کہ ظاہر ہوگی اونپر یہ بات کہ یہی حق ہو کہ نہین کافی ہو رب تیرا ایسا کہ وہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

بیعت جہاد جو کہ آنحضرت مہاجرین اور انصار سے غزوات کیواسطے لیتے تھے

اور بیعت اسرار کہ جو طالب خدا سے لیجاتی ہے اسمین اختلاف ہے بعض سنت اور بعض

مستحب اور بعض واجب اور بعض فرض کہتے ہین اور جو لوگ قائل فرضیت اور واجب

کے ہین وہ حدیث طلب[۱] العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ سے سند

لاتے ہین یعنی طالب حق کے لئے بیعت فرض ہے اور طالب اور تابع سنت رسول

کے لئے سنت موکدہ یا مستحب ہے اور طالب اعمال صالحہ اور اجتناب عصیان کیلئے

واجب ہے جیسا کہ بعض مشائخ قدس اسرارہم نے لکھا ہے ابن ماجہ مین روایت ہے

کہ من[۲] مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتتاً جاھلیۃً اس

حدیث سے بیعت پر حکم شدید معلوم ہوتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ بیعت کے سنت موکدہ ہونے

مین کچھ شک نہین اسپر اکثر علماء و مشائخ متفق ہین اس خاص بحث مین ایک کتاب

لکھنے کا ارادہ ہے اگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی۔

بینوائی فنا فی اللہ اور اضمحلال بشریت کو کہتے ہین ؎

ہمچو نے خاموشیم گویا کنند   صد نوا از بینوائی یافتیم

بیہوشی مقام طمس کو کہتے ہین کہ جسمین صفات محو ہوجاتے ہین۔

باب تیسرا حرف بار فارسی کے اصطلاحات کے بیان مین

پارسائی اس سے مراد ہے بچنا ہر ایسی چیز سے جسمین شائبہ کسی برائی کا پایا جاتا ہو مشابہت کسی برائی سے پائی جاتی ہو اگر یہ بچنا خلوص نیت سے ہو تو اچھا ہے اور اگر صرف اس ڈر سے کہ لوگ مجھے اس مشابہت کو برا کہینگے تو واجب الترک ہے کیونکہ یہ ڈر نفس ہین بوجہ حب جاہ

۱ طلب علم فرض ہے ہر مسلم و مسلمہ پر ۲ جو شخص مرجائے اور بیعت نہ کرے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے

پیدا ہوتا ہو اور اگر اس ہی خود بینی اور اپنی ہستی کا پندار پیدا ہو گیا ہو تو سالک ہنوز مقام کفر سے نہیں نکلا ہو اور حق کو اپنے مین پوشیدہ کئے ہوئے ہو اور خراباتیوں کی صفات نہیں رکھتا ہو حضرت صاحب[۱]

رندی و مستی نہ بگذارم تراب | صد بلا در پارسائی یافتم

پاکبازی توجہ خاص کو کہتے ہیں جسمین خطرہ ما سوا کا دخل نہو اور جسکے عمل سے نہ ثواب کی امید رکھتا ہو نہ علو مرتبہ کی حضرت شاہ نیاز احمد صاحب فرماتے ہیں

من پاکباز عشقم ذوق فنا چشیدہ | آہوے وحشتم ہیم از ما سوا رمیدہ

پاے کوفتن اس سے اشارہ ہو سالک کی بیقراری کی طرف جو ذوق و شوق ذکر محبوب حقیقی میں ہوتی ہو بطور وجد کے خواہ سماع مین ہو یا بغیر سماع کے۔

پدر عقول علی کو کہتے ہیں۔

پردہ و پردگی وہ حجاب جو عاشق اور معشوق حقیقی کے درمیان مین ہو اور یہ لوازمات طریقت سے ہی

پروانہ اس سے وجود عاشق مراد لیا جاتا ہے۔

پرچین بودن زلف اس سے اشارہ ہو قیود کی طرف کہ سالک کو ان سب قیود مین بکمر آزاد ہونا چاہئے

پیر میکدہ و پیر مغان مرشد کامل کو کہتے ہیں جو اپنے افعال اور صفات کو حق کی افعال و صفات مین محو کر دے اور بقا باللہ کے مرتبہ پر فائز ہو کر ناقصون کی تکمیل کرے۔ اسی کو پیر مغان و پیر خرابات بھی کہتے ہیں حضرت صاحب

تیر اک اسے کہتے جو در کو تیر اکر | خود وار ہو اتو گیا اور پار ہوا تو گیا

بعض کہتے ہیں کہ پیر مغان مرشد عالم معانی و روحانی کو کہتے ہیں جسکے صفات ذمیمہ بدل بصفات حمیدہ ہو گئے ہوں اور واردات غیبی اوسکے دل پر وارد ہوتے ہوں۔

[۱] مراد از حضرت شاہ تراب علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ۔

پیالہ یہ کنایہ ہی چشم محبوب کی طرف بعضون نے لکھا ہی کہ ہر ذرہ موجودات کا بمنزلہ پیالہ کے ہے جس سے عارف شراب معرفت پیتا اور اوس سے مست و بیخود ہوتا ہی اور بعضون نے پیالہ سے دل سالک مراد لیا ہے ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم — اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

پیام جذبات حبی کو کہتے ہین جو بجانب حقیقت دل سالک پر وارد ہوتے اور سالک کو مست و بیخود کر دیتے ہین اور اسی طرح قلب سالک سے جذبات اٹھتے اور حقیقۃ الحقائق کی طرف جاتے ہین اور یہ وہ نسبت ہی کہ ملائکہ اس سے بے بہرہ ہین ؎ عارف رومی

بد چشم از دو چشمش چہ پیامہاست ہر دم — کہ دو چشم از پیامش خوش و پرخمار بادا

پیچ زلف معاملات ناسوتی کو کہتے ہین جو تعینات کے مقتضیات سے باہمدگر خلائق مین رائج ہین

پیشانی ظہور اسرار الٰہی کو کہتے ہین۔

پیمانہ لغت مین پیمائش کرنیوالی شئے اور ناپ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین قلب عارف کو کہتے ہین کہ جو انوار غیبی کا مشاہدہ اور حقائق اشیا و مراتب و مقامات کا ادراک کرتا ہے

پیمانہ یا پیالہ بھر دینا مرشد کا مرید کی تکمیل کر دینا۔

پیکان اس سے مراد تجلی حبی ہی جو دل و جگر مین پیوست ہو جاتی ہے اور عاشق کو سوائے معشوق کے سب سے بیخبر کر دیتی ہے۔

باب چوتھا۔ حرف تار کے اصطلاحات کے بیان مین

تار اس سے اشارہ ہی تعینات اور تعددات کی طرف جسمین تفصیل در تفصیل ہی۔

تاب زلف حقائق ممکنات کو کہتے ہین۔

تابستان مقام عشق و سوز قلبی کو کہتے ہیں۔

تانیس تجلی فعلی کو کہتے ہیں کہ جو مبتدی کیواسطے باعث تزکیۂ نفس و تصفیۂ روح کو ہوتی ہے اور مبتدی اُس سے اُنس لیتا ہے۔

تاراج سالک کا اختیار کل اعمال اور احوال ظاہری اور باطنی میں سلب ہو جانیکو کہتے ہیں

تافتن اوامر الٰہی پر یقین کرنے کو کہتے ہیں۔

تاج المحو کہتے ہیں تحقق عبد کا انفصال کیساتھ رسم اکوان سے اور اتصال عبد کا قدس ملکوت سے اور یہ وہ تاج ہے کہ اسکے سبب سے عبد متوج اپنے غیر سے مفتخر ہوتا ہے اسی کو تاج الفقر بھی کہتے ہیں اور یہ آنحضرت کی تبعیت سے حاصل ہوتا ہے۔

تبصرہ کہتے ہیں دیکھنا اشیاء کا عین بصیرت سے بلا آمیزش بصر کے۔

تبتل کہتے ہیں تمام سب سے منقطع اور یکسو ہونا اور خدا کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا کلام مجید میں ہے و تبتل الیہ تبتیلا۹ اسی سے مراد تجرید محض کیطرف رجوع ہونا ہے۔

تبتل المرید اس سے مراد تجرید یعنی خالی ہونا حظوظ نفسانیہ سے ہے۔

تبتل واصل اس سے مراد ماسوائے حق سے منقطع ہو جانا ہے۔

تبلیغ فی النہایت اس سے مراد ہے سالک کو مقام انتہائی تک پہونچا دینا۔

تبسم اس سے مراد سرور محض ہے جو محرک فاحببت ان اعرف ہوا ہے اور باعث تخلیق عالم ٹھہرا ہے

تجرید اپنی خودی اور ماسوای اللہ سے دور ہونے اور حق کی خودی میں ملجانیکو کہتے ہیں

تجلی کہتے ہیں لغت میں ظاہر ہونے اور روشن ہونے اور جلوہ کرنے کو اور اسکی دو قسمیں ہیں تجلی ظہوری و تجلی اظہاری تجلی ظہوری یہ ہے جیسے کہ غلبۂ نور الٰہی کو دور پر ہوئے

۵١ تا پای کہ یک ۔ عہ ۔ اور چوتھا ورکی طرف سب سے الگ ہو کر ۱۲

علیہ السلام پر ظاہر ہوا تھا اور موسیٰ علیہ السلام بسبب اوسکی بیہوش ہو گئے تھے اور
تجلی اظہاری یہ ہے کہ اصطلاح میں ہر لباس تعین کو تجلی کہتے ہیں جیسے وحدت کو
تجلی اول اور واحدیت کو تجلی ثانی کہتے ہیں اور اسی ترتیب پر جمیع تعینات کو تجلی
کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تجلی اول تجلی ذاتی ہے کیونکہ وہ تجلی تنہا ذات کی اپنی ذات کے
لئے ہے اور وہ حضرت احدیت ذاتیہ ہے کہ نہ اوسمین کوئی صفت ہے اور نہ کوئی اسم
کیونکہ ذات وجود محض ہے اور ماسوای اوسکا عدم مطلق اور لاشی محض ہے پس وہ محتاج
نہیں اپنی احدیت میں اور کسی تعین کی طرف کہ جسکے سبب سے وہ ممتاز ہوا کسی شی سے
کیونکہ وحدت اوسکی اوسکی عین ہے نہ کہ غیر تو وحدت حق عین ذات حق ہے اور یہی وحدت
منشاء احدیت اور واحدیت ہے اسلئے کہ یہ وحدت عین ذات ہے باعتبار لابشرط
شئے کے یعنی یہ وحدت ایک ایسی مطلق ہے کہ جب اوسکے ساتھ کوئی شئے نہو تو اوسکو
احدیت کہتے ہیں اور اگر اوسکے ساتھ کوئی شئے ہو تو اوسکو واحدیت کہتے ہیں اور
جمیع حقایق احدیت ذات میں ایسے ہیں جیسے شجر گٹھلی میں اور مرتبہ احدیت غیب الغیب ہے
تجلی ثانی وہ ہے کہ جسمین اعیان ثابتہ ممکنات کے ظاہر ہوئے اور یہی تجلی ثانی تعین
اول ہے صفت عالمیت اور قابلیت کیساتھ کیونکہ اعیان معلومات حق ہیں اور شیون
ذاتیہ کہ جو قائم ہیں تجلی شہودی کیواسطے ذات میں ثابت ہیں اور حق کو واسطے اس تجلی کے
نزول ہے حضرت احدیت سے حضرت واحدیت کیطرف نسب اسمائیہ کیساتھ اور
فرق درمیان قول اول اور قول ثانی کے یہ ہے کہ قول اول میں وحدت کو تجلی اول
اور تعین اول قرار دیا ہے اور وحدت اور احدیت میں فرق کیا ہے بخلاف قول ثانی کے
جسمین احدیت کو تجلی اول اور واحدیت کو تجلی ثانی اور تعین اول قرار دیا ہے

اور اس قول میں وحدت اور احدیت دونوں کو ایک مرتبہ قرار دیا ہے اور جو سالکین کے قلوب پر تجلیات ظہور حق غیب سے وارد ہوتے ہیں وہ چند قسم پر ہیں کبھی تجلی سبز اور سرخ وارد ہوتی اوسکو تجلی مرشدی کہتے ہیں اور وہ داہنی جانب ہوتی ہے اور کبھی سیاہ اور کبود وارد ہوتی ہے بائین جانب سے اوسکو تجلی نفسی کہتے ہیں اور کبھی تجلی زرد وارد ہوتی ہے اگر وہ روبرو ہو تو وہ تجلی قلبی ہے اور اگر پشت سے ہو تو وہ تجلی شیطانی ہے اور کبھی تجلی سفید رنگ کی وارد ہوتی ہے سالک کے روبرو اوسکو تجلی روحی کہتے ہیں اور کبھی تجلی ابیض قدرے سبزی مائل بہ خنکی وارد ہوتی ہے جسے دیکھکر قلب کو سرور حاصل ہوتا ہے اوسکو نور محمدی کہتے ہیں اور کبھی تجلی بیرنگ بے رو بے جہت وارد ہوتی ہے اوسکو تجلی ذاتی کہتے ہیں جاننا چاہیے کہ تجلی ذاتی اور نور محمدی کے لئے کوئی جہت نہیں اور بھی بہت سی تجلیات ہیں جو موافق استعداد سالک کے ہوتی رہتی ہیں۔

تجلی شہودی عبارت ہے ظہور وجود حق سے جو مسمی باسم نور ہے اور یہ ظہور حق ہے بصور اسما اکوان میں اور یہ ظہور نفس رحمان کی مدد سے ہے جسکے سبب سے کل اکوان کی ایجاد ہے۔

تجلی الاحدی الجمعی اس سے مراد تجلی اول ہے احدی الجمعی اسوجہ سے ہے کہ شہود ذات بجمیع اعتبارات کے ساتھ بالاجمال ہوتا ہے۔

تجلی غیب الہویۃ وہ ہے جو ادراک مدرک میں نہ آوے۔

تجلی ذاتی وہ ہے جسکا مبدء ذات ہو بغیر اعتبار کسی صفت کے صفات سے اگرچہ سوائے واسطۂ اسما و صفات کے حاصل نہیں ہوتی ہے کیونکہ حق من حیث الذات موجودات پر تجلی نہیں فرماتا مگر سوائے کسی حجاب کے حجابات اسمائیہ و صفاتیہ سے

اور یہ تجلی اوسوقت ہوتی ہی جب فنار کامل سالک کی متحقق ہو اور تفرقہ ذات وصفات کا بوجہہ کھل جائے اوس نسبت کے جو ذات کو صفات کیساتہ ہی اٹھ جائے اِس نسبت مین عینیت و غیریت کی گنجایش ہی نہین ہی یعنی صفات نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات اور اس انکشاف کے بعد اسمار وصفات حجاب نہین رہتی ہین بلکہ یہی موجب کشف ذات ہوتے ہین کیونکہ ذات ہرگز محتجب و غائب نہین بلکہ اوسکا شدت ظہور یہی موجب خفا ہو گیا ہی جیسا کہ حضرت شیخ اکبر نے لکھا ہو کہ حق مشہود ہی اور خلق موہوم اسی طرح ظہور ذات کا ہر صفت مین ظہور ذاتی ہی اور ذات ہی اپنے اسمار وصفات مین ظاہر ہے نہ غیر پس جسنے صفات کو من حیث الصفات دیکھا اوسنے صفات کو پایا اور جسنے صفات مین ذات کو دیکھا وہ اصل مقصد پر فائز ہوا۔

تجلی صفاتی اوسکو کہتے ہین جسکا مبدر ایک صفت ہو صفات سے من حیث تعین اور اعتبار اوس صفت کی ذات کے۔

تجلیہ کہتے ہین روح کو پاک وصاف کرنا اُن کدورات سے جو بسبب مجاورت قالب عنصری کی روح کو عارض ہوتے ہین۔

تجوہر بانوار الٰہیہ اس سے مراد ہی جوہر بن جانا یا جوہر قبول کرنا روح کا انوار الٰہیہ سے جاننا چاہئے کہ روح عالم امری ہی اور نورانیت اوسکی صفت ذاتی ہی اب اوسمین ظلمانیت یا کدورت جو آجاتی ہی وہ بوجہ جسمانیات سے تکثیف ہو جانے کے اور اپنے مبدر سے غفلت پیدا ہونے کی آجاتی ہی اسی رفع غفلت کا نام تجلیہ ہی جسطرح کھوٹی چاندی آگ مین ڈالنے کے بعد پاک وصاف ہو جاتی ہی اسی طرح مجاہدہ اور ریاضت کے بعد روح بھی

شو فعل عنصر یہ و کدورات نفسانیہ و جسمانیہ سے پاک و صاف ہو کر منور بانوار الٰہیہ ہو جاتی ہے
اسی کو تجوہر بانوار الٰہیہ کہتے ہیں۔

تجدد امثال یعنی تعینات کی صورتوں کا جدید ہوتے رہنا بعض بوجہ لاعلمی اسکو بھی تناسخ کہتے ہیں حقیقت
اسکی یوں ہے کہ کلام مجید میں ہے بل ہم فی لبس من خلق جدید تمام اجزا خواہ
حرکت میں ہوں یا سکون میں ہر آن عدم یعنی بے کیفی کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ
اونکی وہی اصل ہے اور پھر حضرت حق سے ہر آن اونکو ایک نیا لباس وجود کا ملتا ہے اس سے
ہر ساعت قیامت برپا ہے اور ہر شخص اور ہر شے فنا و بقا میں ہے ہر شی میں کمی سی
جو فرق پیدا ہوتا ہے اوسکا باعث یہی ہے اور یوم ولادت سے یوم وفات تک انسان میں
جو تبدیلی ہوتی رہتی ہے اوسکا سبب بھی یہی ہے کہ جسم بلاانقطاع و بمدید تبدیل ہوتا رہتا ہے کیونکہ
اعیان ثابتہ کے اطوار علم حق میں جدید ہوتے رہتے ہیں اور ہر آن انعکاس صور خارجی میں
کسی قدر تبدیلی کیساتھ ہوتا رہتا ہے پیانہ تبدیل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جس طور میں ہے
اوس سے فانی ہو جائے اور حضرت وجود کے دوسرے طور میں اوسکو بقا حاصل ہو جائے
اگرچہ اعیان ثابتہ مثل ثابتات کے فانی نہیں ہیں مگر اسما و صفات ذات حق میں مستہلک
ہیں لہذا ہر آن بے کیفی کا غلبہ ہوتا ہے اور پھر حضرت حق سے اونکا ظہور ہوتا ہے کسیقدر اطوار کی
تبدیلی کیساتھ اور اوسکا ادراک اسوجہ سے نہیں ہوتا ہے کہ اول تو فرق ایسا خفیف ہوتا ہے
کہ ادراک میں نہ آسکے دوسرے بوجہ سرعت فنا و بقا کے ایک ہی آن میں فنا بھی ہوتی ہے
اور بقا بھی اور اسی طرح دوسری آن میں کہ اوس پر فنا ہوئی اور اوسکو پھر بقا ہوئی برابر یہ سلسلہ
جاری ہے اور اسی وجہ سے کسی نامی کی نمو کا ادراک بھی نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر آن وجود جدید
اوسکو خفیف بلکہ اخفٰی تبدیلی کیساتھ ملتا ہے اسی تجدد امثال کیوجہ سے حضرت آصف بن برخیا

تخت بلقیس کو پلک مارتے ہوئے شہر سبا سے لے آئے اور اُنہین کوئی تکلیف اور دقت
حضرت آصف کو نہین ہوئی کیونکہ کارخانہ تجدد امثال تو جاری ہی ہے صرف اسکی ضرورت تھی
کہ ارادہ کرنیوالیکو فنا ذات حق مین ایسی کامل حاصل ہو کہ اوسکا ارادہ بعینہ حق کا ارادہ ہو
یہ بات حضرت آصف کو حاصل تھی لہذا اودہر سبا مین وہ تخت فانی ہوا اور دوسرا جو
اوسکو حضرت آصف کے ارادہ کے موافق سبا مین نہ دیا گیا بلکہ یہان دیا گیا جہان حضرت
سلیمان علیہ السلام تھے اور اسطرح پر آن واحد مین وہ یہان آگیا اس تجدد امثال کیوجہ سے
ہر شئے ہر وقت وجود و عدم کے درمیان ہے۔

تحقیق حق کا ظہور صور اسماء الٰہیہ مین ہونیکو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک کسی شئے کی ماہیت سے
آگاہ ہونا اور ذات حق کو جاننا از روے اسماء و صفات کے ورنہ ادراک ذات باری کا
محال ہے اور علم عرفان و حقایق اشیاء کے حاصل کرنیکو بھی تحقیق کہتے ہین۔

تختم اوس علامت کو کہتے ہین جو عارفین مین ہوتی ہے اور اسی سے بعد تکمیل ایک عارف دوسرے سے
ممتاز ہوتا ہے اور ہر ایک کی شان جداگانہ ہوتی ہے

تخلیہ کہتے ہین ماسوائے اللہ سے دلکو خالی کرنا اور بجز حق تعالیٰ کے دلمین کسی شے کو جگہ نہ دینا

تدبیر کہتے ہین عواقب امور کو سوچنا یہ قریب قریب تفکر کے ہے مگر اعتباری فرق ہے وہ یہ کہ
اوسمین انجام کار سوچنا ہے اور اوسمین دلیل کو۔

تدانی معراج اولیاء اللہ کو کہتے ہین۔

تدلی کہتے ہین سالک کا نزول کرنا بعد عروج کے مرتبہ ذات سے صفات کیطرف جیسا کہ
حضرت شاہ محمد کاظم قلندر فرماتے ہین ؎

کبھی حق کو عالم سے دیکھین منزہ　　کبھی عالم و حق بہم دیکھتے ہین

تو ہم دیکھنا یہی نزول بعد عروج ہے اور اسی کو ترسائی کہتے ہیں اسی کی سو بہ یہ باجی برمی

ہر کہ زجام عشق مستش کردند | بالا بردند و باز پستش کردند

منظور است خدا پرستی و ہشیاری | مستش کردند و بت پرستش کردند

ترسا مرتبۂ تنزیہ کو کہتے ہیں اور اوس سالک کو بھی کہتے ہیں جو صفات ذمیمہ نفس امارہ سے خلاصی پاکر صفات حق کیساتھ متصف ہو۔

ترسا بچہ ترسازادہ حقائق او روحانی کو کہتے ہیں اور حالات غیبی جو سالک کے دل پر غیب سے وارد ہوں انکو بھی کہتے ہیں

ترسائی تفرید اور تجرید دونوں کو کہتے ہیں اور بعض لوگ حقائق کے ادراک کو بھی کہتے ہیں

ترک کردن کہتے ہیں سالک کا ہر چیز کو قطع کرنا اور ہمیشہ ترک خلق و وصول حق کی طرف مشغول رہنا اور نفس امارہ کو ترک کرنا۔

ترکتاز جذبۂ الٰہی کو کہتے ہیں کہ جو سالک کو سلوک میں آتا ہے۔

ترانہ آہنگ محبت کو کہتے ہیں جسکے سننے سے سالک کو مستی اور بیخودی طاری ہوتی ہے

ترقی کہتے ہیں سالک کا عروج کرنا ایک مقام سے دوسرے پر خواہ وہ بحیثیت احوال ہو یا بحیثیت مقام ہو یا بحیثیت معارف

ترہات دبدبہ اور کرامات کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔

تزکیہ کہتے ہیں نفس کو صفات ذمیمہ کے عیوب سے پاک کرنا یعنی امارگی و دیوانگی و طفلگی کی طرف لیجانا یہ بلا ریاضت و مجاہدہ کے نہیں ہوتا ہے

نفس کی اصلاح پہلے کر ریاضت سے ترا | بے شکست نفس امارہ ظفر ملتی نہیں

تسلیم اپنے نفس کو طاعت حق کے لئے مستعد کرنا اور اطاعت حق میں سر خم کرنا اور ہمہ تن اپنے کو فنا کرکے معشوق حقیقی میں مستغرق بلکہ خود عین معشوق ہوکر اپنی ہستی سے بے خبر رہنا اور یہی اولیاء کرام کے نزدیک اعلیٰ مقام ہے۔

تسکین اوس خنکی قلب کا نام ہو جو شدت حرقت و اضطراب کے بعد سالک پر منجانب اللہ وارد ہوتی ہے اور سرور بخشتی ہو۔

تسلیک فی اللہ فی البدایۃ اس سے مراد ہو شیخ کا مرید کو سلوک کرانا۔

تسبیح اس سے مرتبہ تقید مراد لیتے ہین۔

تشبیہ کہتے ہین ظہور ذات حق کا معہ اسماء و صفات کے مظاہر کونیہ مین باعتبار تمثیل و تجلی کے حسب تقاضائے حب ذاتی و مقتضیات اعیان جیساکہ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی فرماتے ہین ؎

یار من باکمال رعنائی ۔۔۔ خود تماشا و خود تماشائی

از تقاضائے حب جلوہ گری ۔۔۔ آمد اندر حصار شیشہ پری

شد چو حب نظارہ دامنگیر ۔۔۔ گشت مطلق بدام قید اسیر

تصوف بروزن تفعل یعنی صوف پہننا اور اصطلاح مین کہتے ہین واقف ہونا اداب شریعہ کو ظاہر اور باطن مین اول تصوف کا علم ہو اور اوسط عمل اور آخر موہبت من اللہ۔ تشریح اسکی مقدمہ مین مذکور ہو چکی۔

تصفیہ کہتے ہین دلکو غیر حق اور اپنی خودی سے پاک کرنا اور بجز حق کے کسیکو اپنے دل مین جگہ نہ دینا اسی کو تطہیر قلب بھی کہتے ہین۔

تطہیر ذات اس سے مراد ہو اپنی ذات کو ظاہری اور باطنی نجاستون کی آلودگی اور خودی سے پاک کرنا اسطرح پر کہ اوسمین اپنی ذات کے موجود ہونیکا شائبہ بھی نہو اور ذات حق مین فانی ہو جائے۔

تظلم دفع شر شیطان اور نفس امارہ سے خود قاصر ہو کر حضرت حق سے مدد چاہنا۔

تعین کہتے ہین اپنی ذات کی یافت کو اور یہ کئی جگہ پر مستعمل ہوتا ہی پہلا تعین اجمالی جسکو وحدت کہتے ہین یعنی حق کا ایک وجود مین آنا اور انا کہنا اور دوسرا تعین تفصیلی جسکو واحدیت کہتے ہین یعنی ذات کا اپنی ذات مین صفات کو بتفصیل پانا یہ دونون تعین داخلی ہین اور باقی تعینات یعنی ارواح اور امثال اور اجسام وغیرہ کہ جو معبر بظاہر کونیہ ہین تعینات خارجی ہین

تعلیم کہتے ہین مرشد کا مرید کو اذکار و افکار وغیرہ سکہانا یہ طریقت کی تعلیم ہی اور جو تعلیم حقیقت کی ہوتی ہی وہ اسکے علاوہ ہی مثلاً وعلم آدم الاسماء کلہا[1] یعنی کل اسمار کا علم آدم کو حق نے دیا یا واتیناہ من لدنا علما[2] یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو علم لدنی عطا فرمایا۔

تعدد امثال کہتے ہین اپنی صورت کو ایک وقت مین متعدد جگہ ظاہر کرنا یہ اولیاء اللہ کی خرق عادات ہین جیسے حضرت سید علی ہمدانی نے کشمیر مین ایک روز ایک وقت مین چالیس جگہ دعوت کہائی اور چالیس غزلین تصنیف کین نیز حضرت شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ کا ایک واقعہ ہی کہ حکیم عبدالرحیم خانصاحب مرحوم جو آپ کے مخلص مریدین مین سی تہے وہ ایک روز آپ کو وضو کرا رہی تہے اثناء وضو مین آپنے فرمایا کہ حکیم جی دیکہو ہماری پلنگ پر کون ہی حکیم صاحب نے جاکر اور چادر الٹ کر دیکہا تو حضرت ہی آرام فرما رہے تہے پہر ادہر دیکہا تو آپ بدستور وضو کر رہی تہے ہنس کر فرمایا کہ اولیاء اللہ مین سب قدرت ہے اسکا اظہار اسلئے فرمایا تہا کہ حکیم صاحب کی سمجہہ مین تعدد امثال کا مسئلہ بوجہ حجابات عقلی کے نہین آتا تہا اسی طرح اور بہی بزرگان دین مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت قطب الدین بختیار و حضرت سید عبدالرزاق بانسوی وغیرہم کے قصص ہین جو ناظرین

---

[1] مین اسے اور سکہلائے آدم کو اسمار کل ۱۲ [2] اور دیا ہمنے اونکو اپنے پاس سے علم ۱۲

ملا حظہ پر مخفی نہیں۔

تفرقہ کہتے ہیں قلب کو شکستہ میں ڈالنا اور حق سے دوری ہو جانا اور خلق کو دیکھنا اور حق کو نہ دیکھنا

تفرید یعنی غیر حق کو اپنی نظر سے دور کرنا اور حق کو اپنے میں دیکھنا۔

تفرد یعنی اپنے دل کو ماسوائے اللہ سے خالی کرنا۔

تفکر کے معنی لغت میں فکر کرنے کے ہیں یہ بمنزلہ چراغ کے ہے جس سے خیر و شر و منافع و مضرات معلوم ہوتے ہیں اور جس دل میں تفکر نہیں وہ تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین[^2]

صاحب گلشن راز فرماتے ہیں ؎

تفکر رفتن از باطل سوئے حق ۔۔۔ بجزو اندر بدیدن کل مطلق

یہ تفکر سالک کو وصول کے لئے اعلیٰ چیز ہے۔

تفصیل مرتبہ تفصیل مرتبہ واحدیت اور مرتبہ الوہیت اور مرتبہ ربوبیت و تفصیل شیون[^1] صفات کو کہتے ہیں اسلئے کہ اس مرتبہ میں تمامی صفات اور اسمار اور افعال اور خطابات تنگ ذات سے جدا اعتبار کئے جاتے ہیں یعنی باوجود عینیت علیحدہ علیحدہ ہو کر ظہور میں آتے ہیں اور ان اشیاء کی عینیت ذات سے کبھی زائل نہیں ہوتی ہے نہ مراتب الٰہی میں نہ خارج میں اور نہ باطن میں اور نہ ظاہر میں یعنی ہر وقت عینیت بحال خود ہے۔

تفویض ہر کام کو خدا کے حوالہ کرنا اور ہمہ تن اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا۔

تقدیر کہتے ہیں حقایق اشیاء کا مع استعدادات کے علم حق میں ثابت و مقرر ہونا

تقلید یعنی متابعت اوس شخص کی جو اپنے سے بہتر ہو قولاً فعلاً یا اعتقاداً

[^1]: جمع شئون ۱۲
[^2]: ایک گھڑی کا تفکر بہتر ہے دونوں جہان کی عبادت سے ۱۲ مترجم

تکبر — کہتے ہیں سالک کا اعمال سے بے اعتنائی کرنا یعنی پروانہ کرنا۔

تکوین — کہتے ہیں شئے کا مادہ کے ساتھ پیدا کرنا۔

تلوین — کہتے ہیں طلب کرنا طالب کا صراط مستقیم کو اور تلوین کو تکوین اسواسطے کہتے ہیں کہ اسمین صفات بشریہ ارباب تلوین کے مبدل ہو جاتے ہین یہ تلوین ارباب احوال کی صفت ہی کیونکہ جبتک سالک سلوک مین ہو تو صاحب تلوین ہی ہی کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال پر ترقی اور ایک وصف سے دوسرے وصف کیطرف انتقال کرتا ہی پس یہ شان صاحب تلوین کی ہی جو ہمیشہ زیادتی اور ترقی پر ہے۔

تلقین — کہتے ہین مرشد کا مرید کی خودی و دوئی کو دور کرنا ایسا کہ اسمین خودی کی بو بالکل باقی نرہے حافظ

تلقین درس اہل نظر یک اشارت است　　کردم اشارتے و مکرر نمی کنم

تلقی — کہتے ہین حالت کا وارد ہونا حق کی طرف سے سالک پر۔

تلخ — جو امر موافق طبیعت سالک کے نہو۔

تمکین — مقام استقامت اور ثبات کو کہتے ہین جبتک سالک راہ مین ہی صاحب تلوین ہے جب واصل ہوا تمکین حاصل ہوئی صاحب تمکین ہوا۔

تمثل — کہتے ہین شئے کا ظہور باوجود اپنی اصلی جگہ کے موجودگی کی دوسری صورت تو مین جیسے کہ جبرئیل کا تمثل دحیہ کلبی کی صورت مین تمثل کے معنی صورت اختیار کرنے کے ہین تمثل عام ہی بروز سے زوال تمثل سے متمثل مین کچھ نقصان نہین ہوتا اسی قیاس پر حق کا تمثل مقام کعبہ مین حضرت آدم کے لئے اور طور پر حضرت موسےٰ کے لئے اور صندوق سکینہ مین بنی اسرائیل کے لئے ہی اور بصورت امرد آنحضرت صلعم کے لئے اور رویت مست فنا عرش پر عوام مومنین کے لئے ہے

تندی صفت قہاری کو کہتے ہین

تندرستی دل کے برقرار رہنے کو کہتے ہین

تنزیہہ کہتے ہین ذات حق کو عیوب اور نقصانات امکانیہ سے پاک جاننا اور باوجود ان اعتبارات اور ظہورات کے ذات کو ہر حال مین مجرد اور منزہ جاننا اور تعینات اور تشبیہات سے پاک سمجھنا۔

تنزل ایک حال سے دوسرے حال مین یا ایک مقام سے دوسرے مقام مین اوترآنا اور تنزلات ستہ ایک مسئلہ مشہور ہو وہ یہ ہو کہ اول مرتبہ لاتعین ہو کہ جسکو احدیت اور خالص وجود اور ذات بحت کہتے ہین بعد اوسکے مرتبہ وحدت ہو جسکو علم مجمل اور علم ذاتی اور حقیقت محمدی اور انا کہتے ہین یہ مرتبہ لاتعین سے ظاہر ہوا پھر اسمرتبہ وحدت سے مرتبہ واحدیت ہے جو مرتبہ تفصیل صفات ہو اور نفس رحمانی اور حقیقت آدم اور مرتبہ ثبوت اعیان ثابتہ اور صور علمیہ جس سے ظاہر ہوا ان تینون مراتب کو مراتب داخلی اور ذاتی اور قدیم مانند حضرت ذات کے کہتے ہین اور پھر مرتبہ واحدیت سے کہ حقیقت آدم ہو عالم ارواح ظاہر ہوا اور یہ عالم ارواح ایک عالم ہو لطیف جو نہ تحت مین ہو نہ فوق مین نہ یمین مین نہ یسار مین نہ نزدیک ہو نہ دور نہ داخل عالم ہو نہ خارج اسی عالم کو عالم البسیط اور الطف کہتے ہین یہی عالم ارواح ایک بحر ناپیدا کنار ہو جس سے ذات بیچون ایک کیفیت بیچونی کیساتھ متصل ہو ع

اتصال بے تکیف بے قیاس　　ہست رب الناس را با جان ناس

اور اسی طرح سے یہ عالم شہادت کیساتھ متصل ہو روح مقیم اسی کو کہتے ہین بخلاف روح جاری کے جو عالم مثال مین ہو اور ہر جسم کی صورت اوسکی صورت پر ہو جاننا چاہیے کہ روح الروح یعنی روح اعظم مشرق ہو اور افراد عالم مین حسب استعداد ہر شخص کے

ظاہر اور باطن مین متصرف ہی جمادین روح جمادی اور نباتات مین روح نباتی اور حیوانات مین
روح حیوانی اور انسان مین روح انسانی اوسی کا نام ہی اب جسوقت کہ روح متعلق بدن
کیساتھ ہوتی ہی اور تصرف اوسکا جمیع اعضا مین ہوتا ہی اوسی کو حیات کہتے ہین اور موت کے
وقت ظاہرًا و باطنًا تصرف اوسکا منقطع ہو جاتا ہی اور وقت نوم کے تصرف ظاہری
اوسکا جو حواس ظاہر کیساتھ متعلق ہی منقطع ہو جاتا ہی نہ تصرف باطنی پس موت مین
انقطاع تام ہی اور نوم مین انقطاع ناقص اس سے یہ ثابت ہوا کہ نوم اور موت
ایک جنس سے ہین جیسا کہ حدیث ہی النوم اخ الموت[۱] پھر عالم ارواح سے عالم مثال
ظاہر ہوا اس عالم کو مثال منفصل اور برزخ اور عالم خواب اور ممکن الوجود اور حقایق
قلوب کہتے ہین اور یہ عالم خواب اور مشاہدہ مین نظر آتا ہی اور یہ ایک جسم ہی قابل طیر
اور سیر کے اور اسکو روح جاری بھی کہتے ہین پھر اس عالم سے عالم اجسام اور عالم شہادت
ظاہر ہوا جو اس صورت پر کہ جو قابل مس ہی اور نظر مین ظاہر ہوتا ہی اور اس عالم کو
حقایق اجسام بھی کہتے ہین اور ان تینون مراتب کو مراتب خارجی کہتے ہین اور جو مراتب
داخلی ہین وہ مراتب تنزیہہ ہین اور یہ مراتب تشبیہہ واضح ہو کہ تعین اول سے لا تعین مین
کچھ خلل نہین پیدا ہوا بلکہ اپنے حال پر رہا اور یہی حال ہی ہر مرتبہ کا مرتبہ اجسام تک
باوجود ظہور ان مراتب کی ذات مطلق مطلق ہی اپنے اطلاق مین اگرچہ تمامی تعینات اس سے ظاہر ہوے

تناسخ

کہتے ہین روح کا منتقل ہونا بدن عنصری سے دوسرے بدن عنصری مین اور علاوہ ہی بروز کے اسکو تناسخ کہتے ہین
ایک گروہ اس امر کا قایل ہوا ہی کہ روح انسانی قایم اپنی ذات مین نہین زوال اور
عدم ہی اوسکے لیے نہین وہ ایک بدن سے دوسرے بدن مین منتقل ہوا کرتی ہی یہ اصل کفر اور
خلاف توحید ہی کہ اوسکا دار و مدار غیریت پر ہی یعنی قایل تناسخ نے مثلاً زید و عمر اور بکر

[۱] نوم مشابہ موت کے ہے

اور ایک گائے اور ایک کتے کی بابت یہ دعوی کیا کہ زید مر کر عمر ہوا اور عمر بکرا اور بکر مر کر گائے
اور گائے مر کر کتا ہو گئی اسمین کئی نقص ہین اول تو اوسنے ان سب کو غیر ہستی مانا جو ایک
جسم کو دوسرے جسم مین یکے بعد دیگرے تناسخ سے آتی گئی دوسرے یہ کہ بکر مر کر گائے کہان ہوا
کیونکہ وہ تو در اصل عمر تھا بلکہ زید اور زید بھی اس سے پہلے جو کچھ ہوا اور اوس سے پہلے
جو کچھ ہو لہذا اسی طرح یہ سلسلہ چلا جائیگا یہانتک کہ حقیقت پر جاکر ٹھہریگا کیونکہ سب سے
پہلے جو چیز تھی وہی اصل قرار پائیگی لہذا یہی کیون نہین کہتے کہ تمام مخلوقات مین ایک ہی
وجود ظاہر ہوا اور ہے اور ہوتا چلا جائیگا ہان یہ ضرور ہے کہ اوسی شخص کی حالتمین تغیرات
واقع ہوتے جاتے ہین مقام احدیت سے ناسوت تک اور ناسوت سے احدیت تک
یا یہ کہ ہر ایک اسم مین مختلف ہمارے منبع ہین انکا ظہور دیگر آزال اور آباد مین ہوتا جاتا ہے
تیسرا نقص یہ ہے کہ انسان عمل کیطرف سے مطمئن ہوجاتا ہے کہ اس جنم مین نہ کیا تو اوس جنم مین
کر لینگے چوتھا نقص یہ ہے کہ وہ روح روح کلی تک نہین پہونچتی ہے حالانکہ روح کا حال
یہ ہے کہ وہ ادراک حق موافق تعین اور شاکلہ کے ہے مرنے کے بعد ادراک مین ملگیا
کیونکہ وہ ایک ہے اوسمین انقسام اور تجزی نہین ہان اوسمین جو کچھ کدورت تھی جاتی ہے
(جزء جزء قبول کرنا)
اوسکی صفائی ہوتی ہے اور عالم برزخ مین روح مطابق عمل کے متشکل ہوتی ہے روح
چونکہ لطیف بلکہ الطف ہے لہذا اوسکو کوئی نہ کوئی ڈہانچہ شکل کا لینی ہے روح کی شکلین بدلتی ہین
ذات نہین تبدیل ہو سکتی اسی لئے شرعا یہی تناسخ ممنوع ہے کیونکہ تناسخ کا منشا یہ ہے کہ ایک خاص شخص کی
روح دوسرے جسم خاص مین در آوے پس ایک خاص روح کیسی روح تو ایک ہی ہے اور ہر جسم مین
اوسکا نام جدا ہے جس جسم مین ہوگی وہی اوسکا نام ہوگا۔

توجہ کہتے ہین سالک کا اپنے وجود کو نابود اور عدم کرنا اور حق کو موجود اور ہست جاننا اور

دوسرے معنی توجہ کے یہ ہین کہ اپنی طاقت قلب کو دوسرون کی قلب پر ڈالنا اور دوسرے کے قلب کو اپنے اختیار مین لانا۔

توبہ — تین قسم پر ہے ایک یہ ہے کہ بخوف گناہان ماضیہ پر نادم اور ممنوعات شرعیہ سے کہ زنا اور شراب خواری اور خون ناحق وغیرہ مین اجتناب کرنا دوسرے یہ کہ گناہان طریقت سے جو حسد اور بغض اور کینہ اور کبر اور بخل اور عجب اور ریا اور غصہ اور حرص طعام اور حرص سخن اور حب مال اور حب جاہ وغیرہ صفات مہلکات ہین اجتناب کرنا اور انکے مقابلہ مین توبہ اور صبر اور رضا بالقضا اور شکر نعمت اور خوف اور رجا اور زہد یعنی ترک دنیا اور اخلاص اور طاعت اور تخلق نیک با خلایق اور شفقت بہ خلق جو صفات منجیات ہین حاصل کرنا تیسرے یہ ہے کہ گناہ حقیقت سے اجتناب کرنا اور وہ یہ کہ اپنی ہستی سے خلاصی پانا جیسا کہ کسی بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے ؎

دمے بے حق زدن محض گناہست — بخود مشغول گشتن کفر راہست

ترا ہردم کشد پندار ہستی — سوئے ظلمت سرائے خود پرستی ؎

عام را توبہ ز کار بد بود — خاص را توبہ ز دید خود بود

رباعی

در عالم وحدت ار دو بیند درویش — کز ہستی خود حجاب دارد در پیش

تا در تو تصور است از ہستی خویش — مشرک باشی بحق بدین مذہب و کیش

سالک کو چاہئے کہ اصل اصول یعنی توحید حاصل کرے جس سے خود بخود صفات منجیات حاصل ہوتے اور صفات مہلکات زایل ہو جاتے ہین۔

توکل — کہتے ہین باوجود کوشش اور اعمال کے خدا پر بھروسہ کرنا اور دل کو اسباب دنیا اور ظاہری سے

اوٹھا کر حضرت مسبب الاسباب کی طرف متوجہ کرنا اور غیر حق کو اپنی نظر مین نہ لانا اور
سوائے حق کے اور کسی کیساتھ مشغول نہونا اور اپنے کو فانی اور حق کو باقی جاننا اور
یہ مقام ہے مقام پنجگانہ مین سے جو یہ ہین صبر۔ توکل۔ قناعت۔ رضا۔ تسلیم

تواجد کہتے ہین وجد کی استدعا کرنا اور حالت وجد کا اظہار کرنا بغیر وجد کے یہ مذموم ہے

توبہ نصوح اپنے ارادہ سے توبہ پر واثق رہنے کو کہتے ہین۔

تولّے کہتے ہین سالک کا باطل کو چھوڑ کر حق کی تولیت مین اپنے کو سپرد کرنا۔

توانگری کمالات کے حاصل ہونے کو کہتے ہین۔

توانائی صفت فاعلی مختاری کو کہتے ہین۔

توحید کہتے ہین ذات بحت کو مع جمع اور فرق کے جاننا اور اوسمین اپنے کو گم کرنا اور یگانہ
ہونا اور یہ دو قسموں پر منقسم ہے توحید شہودی توحید وجودی توحید شہودی کی بھی دو قسمین ہین
ایک صوری دوسری معنوی توحید شہودی صوری کہ جسکو توحید قولی اور توحید ایمانی بھی
کہتے ہین یہ فقط قالب اور صورت توحید ہے اسپر اعتقاد حضرات متکلمین اور علماء ظاہر اور
عوام مومنین کا ہے یہ کہتے ہین کہ صانع ایک ہے اور تمامی مصنوعات اوس ایک صانع کے ہین
دوسری توحید شہودی معنوی ہے یعنی تمامی مخلوقات مظاہر خالق کی ہین لیکن ذات مخلوقات
ذات حق سے جدا ہین دوسری قسم توحید کی توحید وجودی ہے اسکی بھی دو قسمین ہین ایک
توحید وجودی علمی دوسری توحید وجودی عملی کشفی توحید وجودی علمی یہ ہے کہ [illegible]
ایک وجود کے دوسرا وجود نہین اور یہ وجود عین ذات ہے دوسری قسم توحید وجودی
عملی کشفی جسکو توحید حالی بھی کہتے ہین یہ سب مین افضل اور اکمل ہے اسکے بھی تین درجے ہین
اول یہ کہ ایک جذبہ جذبات الٰہیہ مین سے سالک پر وارد ہوتا ہے کہ جس سے تجلی حقیقت اوسکی

کھل جاتی ہی او وہ ہمہ تن مصروف معشوق حقیقی کی طرف ہو جاتا ہی اور ما سوی اللہ
کیطرف بالکل توجہ نہین ہوتا اور مدح اور ذم خلائق اوسکے نزدیک یکسان ہو جاتے ہین
اور اکثر یہ حالت بسبب ذکر اور شغل اور ریاضت شاقہ کے حاصل ہوتی ہی جیسا کہ سالک
مجذوب کا حال ہی اور بعض افراد کو محض عنایت ربانی ہی اول جذبہ وارد ہوتا ہی
اور وہ بعد کو سلوک تمام کرتے ہین یہ حال مجذوب سالک کا ہی اور جن لوگون کو کہ
جذبہ حاصل ہوتا ہی اور وہ سلوک نہین کرتے اونکو مجذوب کہتے ہین دوسرے یہ کہ سالک
بہجوم انوار ربانی اور تجلیات حقانی کے باعث ہستی سے لاشی ہو جاتا ہی اہل اللہ کے نزدیک
یہ مقام فنا کا ہی تیسرا مقام فنا الفنا ہے اسمین محویت زیادہ ہوتی ہی اسمین سالک کو
اپنے نفس اور فنا کا بھی شعور باقی نہین رہتا ہی یہ حضرات کسب اور ریاضت اور شغل
اور مراقبہ سے فارغ اور حقایق اشیا سے واقف اور مطلع ہوتے ہین علاوہ اسکے
توحید کی اور بھی تین قسمین ہین توحید افعالی اور توحید صفاتی اور توحید ذاتی توحید
افعالی کو حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین ہمہ از دوست بھی کہتے ہین اور اول سالک کو
یہی توحید پیش آتی ہی اور اسی سے تمامی افعال سے یگانگی اور معرفت ذات کی
ثابت ہوتی ہی اسلیے جو کچھ خیر اور شر اور رنج اور راحت اور نفع اور ضرر موت
اور حیات کفر اور ایمان طاعت اور عصیان وغیرہ کہ جو افعال موجودات سے ہین
درحقیقت حق تعالے ہی سے ہین کیونکہ فاعل حقیقی وہی ہی جیسا کہ و القدر
خیرہ و شرہ وارد ہی کہ بغیر ارادہ حق کے صدور افعال مخلوق کا محال ہی
جو کچھ ہوتا ہی حق سے ہوتا ہی دوسری توحید صفاتی ہی جسکو اصطلاح مین ہمہ با او
کہتے ہین اور یہ سالک کو توحید افعالی کے محو کرنیکے بعد حاصل ہوتی ہی اس سے مطلب

یہ ہے کہ حیات اور علم اور ارادت اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام اور خالقیت
اور رزاقیت وغیرہ غرضکہ جتنے صفات ہیں اُنکا وجود بغیر ذات کے محال ہے اور صفات ذات سے
اور ذات صفات سے کبھی منفک نہیں ہوتے سالک کو چاہئے کہ جمیع صفات حق کو
اپنے میں تصور کرے اور اوسمیں اپنے کو محو کرے اور تیسری توحید ذاتی ہے جسکو
ہمہ اوست بھی کہتے ہیں اور یہ سالک کو بعد محو کرنے توحید صفاتی کے پیش آتی ہے
اسلئے کہ صفات اور ظہور صفات اور افعال اور آثار کہ جو عالم میں ہیں بغیر ذات کے
ممکن نہیں اور یہ کبھی ذات سے منفک نہیں ہوتے اور ہر صفت میں ذات موجود ہے
بغیر وجود ذات کے ظہور صفات کا محال ہے پس وجود صفات اور افعال اور آثار کا
اوس ایک وجود مطلق اور ذات بحت سے ہے اسی واسطے صفات اور افعال اور آثار کو
عین ذات اور حقیقت اور ہمہ اوست کہتے ہیں بعد ان اقسام کے ایک قسم اور ہے
کہ جسکو توحید الٰہی اور توحید حقیقی دونوں کہتے ہیں وہ یہ کہ حق تعالیٰ ازل الآزال میں
بوصف وحدانیت موصوف اور بنعت فردانیت منعوت تھا کان[1] اللّٰہ ولم
یکن معہ شیأ اوسوقت بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ ازل الآزال میں تھا اور ابدالآباد
تک ویسا ہی رہیگا۔

تواری احاطت اور استیلا الٰہی (یعنی غلبہ) کو کہتے ہیں ان[2] اللّٰہ علی کل شئ قدیر
و[3] بکل شئ محیط وارد ہے۔

تیمم تصفیہ ظاہر و باطن کو کہتے ہیں ؎

ما جامہ نمازی لب خم کردیم — وز خاک خرابات تیمم کردیم

[1] تھا اللہ اور نہ تھی اوسکے ساتھ کوئی چیز ۱۲ مترجم [2] بیشک اللہ سب چیز پر قادر ہے ۱۲ [3] اور ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۱۲

تیر مژہ	اس سے مراد نور عزت کی نظارہ سوز شعاعیں ہیں جو عاشق کو معشوق حقیقی کے مقابل ہونیکی جسارت نہیں کرنے دیتی ہیں اور خود اپنی نورانیت و محبوبیت سے جگر عاشق میں پیوست ہو جاتی ہیں ؎

بدل میخلد نوک مژگان شوخت رگ جان باین نیشتر میفروشم

تیغ	اس سے مراد صفت جلالی ہے ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت ۔۔ سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

باب پانچوان حرف ثا کے اصطلاحات کے بیان مین

ثمار	سے اشارہ ہے ثواب دارین کیطرف اور حق کا تعلق ازل سے بہ لطف و احسان اور بجز او کرم اسکا شمار مرتبہ ثانیہ مین کیا گیا ہے ۔
ثبوت	یہ دو طرح پر ہے ایک یہ کہ شئے بنفسہ خود بخود ثابت ہو بلا منشار انتزاع کے جیسے جسم کہ موجود بنفسہ ہے دوسرے یہ کہ شے موجود بنفسہ نہین ہے لیکن منشار اوسکا اسطرح پر ہے کہ وہ شی اس منشار سے مفہوم ہوتی ہے جیسے کہ فوقیت ایک شی کی کہ ثبوت اوسکا واقعی ہے اور مدار احکام نفس الامریہ کا جیسے کہ حکم فوقیت مخالف حکم تحتیت ہے اور بنفسہ موجود نہین پس ثبوت کثرت عالم کا وحدت وجود مین قسم ثانی سے ہے اور کثرت عالم احکام مختلفہ کیساتہ ثابت ہے اور موجود بنفسہ نہین ہے جیسے کہ دوائر صغیرہ اور کبیرہ مختلف الاحکام کہ واحد سے ثابت کرتے ہین اور وہ موجود بنفسہ نہین ہین مگر وجود منشار کے ساتہ جو کرہ ہے ایسے ہی کثرات عالم وجود حقایق سے منتزع ہوتے اور وہ بنفسہ ثابت نہین پس ثبوت شی کا مرتبہ وحدت مین بطریق اجمال اور مرتبہ واحدیت مین بطریق تفصیل ہے

اور یہ مرتبہ اجمال اور تفصیل شیون وجود واحد حق کے ہین۔

ثقلین لغت مین دو گروہ اور عالم جن اور انس کو کہتے ہین اور اصطلاح مین دونون کون کو کہتے ہین یعنی کون عالم دنیا اور کون عالم عقبےٰ نیز ثقلین دو مراتب کو بھی کہتے ہین ایک مرتبہ خارجیہ اور دوسرا مرتبہ داخلیہ مرتبہ خارجیہ اجسام اور مثال اور ارواح ہین اور مرتبہ داخلیہ واحدیت اور وحدت اور احدیت ہین۔

ثقہ یعنی خبر رسول کی بطریق جزم اور یقین کے تصدیق کرنا اور خالق قوی و قدیر پر اعتماد کرنا اور ارشاد نبوی پر وثوق رکہنا۔

باب چھٹا حرف جیم کے اصطلاحات کے بیان مین

جان بالخصوص روح کو کہتے ہین جو مدرک معانی اور معلم علوم ربانی ہو اور ارواح مجردہ کو بھی کہتے ہین اور بالعموم اس سے روح حیوانی مراد ہوتی ہے کیونکہ ہر جاندار کی روح کو جان کہتے ہین

جانان صفت قیومی کو کہتے ہین جسکی وجہ سے کل موجودات قایم ہین اور معشوق مجازی کو بھی کہتے ہین

جانفزا صفت بقائی ابدی کو کہتے ہین کہ جسمین فنا نہین اور اس سے اشارہ نسبت عاشق و معشوق کی طرف ہے

جان افزا نسبت عاشق و معشوق کو کہتے ہین اور اس ذکر کو جو مذکور پر پہنچا دے۔

جام باطن عارف اور حقیقت جامعہ اور احوال کو کہتے ہین۔

جابلسا شہر عالم مثال مطلق کا نام ہے

جابلقا مثال مقید کو کہتے ہین۔

جاہل اصطلاح مین مرید مرید اور طالب کاذب کو کہتے ہین۔

جبروت عظمت اسمائے و صفات الٰہی و مرتبہ واحدیت کو کہتے ہین کیونکہ یہان پر اعیان

لاتعدو لاتحصیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہی اور اوس سے عظمت الٰہی قلب سالک مین پیدا ہوتی ہی

جذب اوس کشایش بلا کوشش کو کہتے ہین جو بندہ کو حق کی طرف ہو۔

جذبہ جذبۂ الٰہیہ کو کہتے ہین قرب حق کا عبد سے حسب تقاضائے عنایت کہ جو اوسکی ہو اور اوس چیز کو کہتے ہین جسکا طے منازل مین عبد محتاج ہو اور وہ شی بلا تکلف اور بلا جہد و کلفت کے ملے اسی کو جاذبہ بھی کہتے ہین

جرس اوس خطاب جلالی کو کہتے ہین جو اندک قہر کے ساتھ ہو۔

جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا   مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم

جرعہ اوس مستی کو کہتے ہین کہ جو عنایت مرشدی سے سالک مین پیدا ہو اور بتدریج ترقی کیجیے موافق ظرف و استعداد سالک کے۔

یا سحاب الجود یا بحر العطا   جرعۂ بر تشنگان عشق ریز

جزء کثرات اور تعینات کو کہتے ہین جزء کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہی ایک جزء حقیقی جس سے مراد وہ جزء ہی کہ اوسکے ساتھ دوسری شی ملکر شئے ثالث ہو جائی جیسے کہ حیوان ناطق کے ساتھ ملکر انسان ہو جاتا ہی پس اس صورت مین زید مقید مثلاً ہرگز جزء انسان نہوگا اسلئے کہ زید و عمر ملکر انسان نہین ہوا تہا جو زید جزء انسان کا ہو پس اس صورت پر ہر مظہر اور شان وجود کی جزء وجود نہوگی ایسے ہی تمام افراد اور متعینات عالم اجزاء حق نہونگے یہ سب اعتبارات واقعیہ وجود حق کے ہین اور ثابت جیسے کہ کرہ کے خطوط اعتباریہ فرضیہ کہ کرہ مین ثابت ہین انکا وجود غیر وجود کرہ کا نہین اور نہ یہ اجزاء کرہ ہین نہ عین کرہ اور نہ غیر اسی طرح وجود حق نہ عین عالم ہی اور نہ غیر عالم دوسرا جزء تحلیلی کہ جو بسبب جزء کے نکل جاتا رہتا ہی جیسے کہ

چار گز جسم متصل کہ جسکے چار ٹکڑے کرنے سے وہ چار گز جسم باطل ہوجاتا ہی۔

جسد لغت میں جسم آدمی اور جن اور ملائکہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک صورت ہی ارواح سی متمثل ہوکر ظاہر ہوتی ہی خواہ وہ جسم ناری ہو یا نوری۔

جسم لغت میں جو چیز کہ طول اور عرض اور عمق رکھتی ہو اوسکو جسم کہینگے اور جسم اور جرم ایک چیز ہی جسم کثیف میں مستعمل ہوتا ہی اور جرم لطیف میں اور اصطلاح میں جسم اور تمام ہر شئے جنس اور عرض واحد سی مرکب ہی پس جسم کل مظہر اسم حکیم ہی اور اسم حکیم اسکا رب اور فاعل ہی اور جسم کل مربوب اور مفعول ہی اور جسم کل مرتبہ محمدی ہی یا یہ کہ تفصیل جسم محمدی ہی بساطت میں اور بعض جسم مرکب اربعہ عناصر آب خاک آتش اور باد سے مرکب ہیں اسمین ایک جوہر ہی جسکو ہیولے کہتے ہیں اور دوسرا صورت نوعیہ جو اعراض میں گر اور جوہر قایم بالذات کو کہتے ہیں اور عرض قایم بالغیر کو جوہر کی دو قسمیں ہیں جسم اور غیر جسم جسم جسمین طول اور عرض اور عمق پایا جائے اور غیر جسم جسمین طول اور عرض اور عمق نہ پایا جائے پہر جسم کی دو قسمیں ہیں ایک نامی ایک غیر نامی جسم نامی جیسے درخت اور حیوان اور جسم غیر نامی جیسے جمادات جسم نامی کی بہی دو قسمیں ہیں متحرک اور غیر متحرک متحرک جیسے حیوان اور غیر متحرک جیسے درخت جسم متحرک کی بہی دو قسمیں ہیں ناطق اور غیر ناطق ناطق جیسے انسان اور غیر ناطق جیسے حیوان اور عرض بہی دو قسمو نپر ہی ظاہری اور باطنی ظاہری پانچ قسمو نپر ہی شم اور سمع اور بصر اور ذوق اور لمس اور باطنی بہی پانچ قسمو نپر ہی حس مشترک اور خیال اور وہم اور حافظہ اور متصرفہ خیال خزانہ دار حس مشترک ہی اور حافظہ خزانہ دار وہم اور حس مشترک مدرک صور محسوسات ہی اور خیال محافظ صور محسوسات ہی اور وہم مدرک معانی محسوسات ہی اور ادراک صور محسوسات

حس مشترک اس طرح پر کرتا ہے کہ مثلاً رنگ کو بصر ادراک کرتی ہے اور مزہ طعام وغیرہ کو
ذوق ادراک کرتا ہے اور بوئے گل وغیرہ کو شم ادراک کرتا ہے اور سردی اور گرمی
اور سختی اور نرمی وغیرہ کو لمس ادراک کرتا ہے اور ان تمامی محسوسات کو حس مشترک
بذریعہ حواس ظاہری ادراک کرتا ہے اور تمامی صورتون کو حواس ظاہری سے
حس مشترک اخذ کر کے محافظت کرتا ہے یہ تمامی تفصیل جسم کی ہے ان سب حواس کا مفصل
بیان اور عرض کا حرف ح اور ع مین کیا جائیگا۔

جعد تجلی جلالی اور تجلی قہاری کو کہتے ہین اور بعض تجلی جمالی بھی مراد لیتے ہین ؏

بوئے نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید — زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا
مدامم مست میدارد نسیم جعد گیسویت — خرابم میکند ہر دم فریب چشم جادویت

جعل دو طرح پر ہے ایک جعل بسیط جو عبارت ہے نفس تقرر اعیان ثابتہ سے علم الٰہی مین
ایجاب کیساتہ کہ جنپر آثار اور احکام مترتب نہون دوسرا جعل مرکب ہے کہ جنپر آثار
اور احکام مترتب ہون اور یہی مرتبہ ترتیب آثار اور احکام ہے کہ جو مرتبہ وجود ہے
اس سے یہ ظاہر ہوا کہ مرتبہ تقرر اعیان مقدم ہے اونکے مرتبہ وجود پر پس جعل بسیط
متعدی بیک مفعول اور جعل مرکب متعدی بدو مفعول ہوا اول موجود فی الباطن ہے
دوسرا فی الخارج خارج مین آثار اور احکام مترتب ہوتے ہین نہ کہ باطن مین۔

جفا کہتے ہین سالک کے دلکو مشاہدہ سے باز رکھنا نیز امور خلاف طبع سالک پیش آنا ؏

جفا کم کن کہ فردا روز محشر — بروئے عاشقان شرمندہ باشی

جلال کہتے ہین لغت مین بزرگ ہونے کو اور بزرگواری کو اور نیز جلال ضد جمال ہے اور
صفات حق منحصر جلال اور جمال مین ہین جمال وہ ہے جسمین رفق اور لطف ہو اور جلال وہ ہے

کہ جسمین قہر اور جبر ہو نیز صفات باطن کو جلال اور صفات ظاہر کو جمال کہتے ہین اور
اصطلاح مین تجلی قہاری کو جلال کہتے ہین اور جلال سے ذات بحت کیطرف اشارہ ہی
جو گنج مخفی اور مرتبہ وراء الورا اور مرتبہ تنزیہ محض ہی اور جو حجاب عزت اور پردہ جلال میں ہر
مخلوق سے محتجب ہی کیونکہ اوسکی حقیقت اور ہویت کو سوائے اوسکے اور کوئی نہین ادراک
کرسکتا البتہ کاملین کو وراء پردہاے اسماء و صفات و اعتبارات تجلی ہوتی ہی اور
جلال سے مراتب تعینات و اعتبارات خفیہ بہی جو ماوراء عالم شہادت ہین مراد لیتے ہین
اور بعض کہتے ہین کہ جلال سے مراد ہی فنا ہو جانا حادث کا اور باقی رہنا قدیم کا جیسا
کہ حضرت جنیدؒ کا مقولہ ہی [١] الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر

جلاء کہتے ہین ذات حق کا ظہور اپنے نفس مین دیکھنا اور اوسی جلوہ ظہور کے آفاق مین
دیکھنے کو استجلاء کہتے ہین ؎

آمدن صورت کمال جلاء — دیدن آن کمال استجلاء

جلوہ مشاہدہ کو کہتے ہین۔

جلادت کہتے ہین قلب مین انوار کے ظہور کو جو مشاہدہ سے حاصل ہو۔

جمال تجلی حق کو کہتے ہین اور اوسکو مشاہدہ بہی کہتے ہین نیز یہ ظہور ذات ہی بخلاف جلال کے
کہ خفاے ذات یعنی تجلی جمالی مین کل کا ظہور ہی اور تجلی جلالی اور قہاری مین کل کو محو
فنا و نیستی ہو جاتا یہانتک کہ کچہہ نہ باقی رہے اور ہر جمال کیواسطے جلال ہی جو تعینات
کو ان مین ساری ہی معلوم یہ ہوا کہ ہر جمال جلال ہی اور وراء ہر جلال جمال ہی
کہ جو ظہور اوسکا ہی بطور خفا کے اور حجب جلال اور صفات جلال مین معنی احتجاب ہی

---

[١] حادث جب قریب ہو جائے قدیم سے نہ باقی رہیگا اوسکے لئے اثر ١٢

عزت لئے جائین تو اوسمین علو اور قہر ہونا لازم ہو اور حسب جمال اور صفات جمال ہین یعنی دنو اور شفوراور جلا کے لئے جائین تو اوسکے لئے لطف اور رحمت اور عطوفت اور انس اور محبت لازم ہو اور بعض کے نزدیک جمال کی حد ارواح سے اجسام تک ہے اور جلال کی حد اعیان سے احدیت تک اور بعض کہتے ہین کہ ارواح سے مثال تک جلال ہو اور مثال سے اجسام تک جمال اور بعض جلال احدیت کو اور جمال وحدت او تجلیات رحمانی کو کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ جمال سے مراد ہو ظاہر ہونا قدیم کا لباس حادث مین اسطرح پر کہ ظہور قدیم کا حقیقی ہو اور وجود حادث کا فرضی مولانا احمد جام نامی فرماتے ہین

جمال معنی دتش تجلی کرد بر صورت   کہ نتوان دیدبے صورت جمال رب اعلی را

جمع شہود حق کو کہتے ہین۔

جمع الجمع کہتے ہین خلق کو حق اور حق کو خلق مین دیکھنا اور نیز حق کو حق مین اور خلق کو خلق مین مشاہدہ کرنا یعنی خلق کو خلق اور حق کو حق اور خلق کو عین حق اور حق کو عین خلق دیکھنا

جمع مع التفرق وحدت مین کثرت اور کثرت مین وحدت دیکھنا یعنی ذات مین صفات کو اور صفات مین اسمار کو اور اسمار مین افعال کو اور افعال مین آثار کو اور ذات کو عین اسمار اور اسمار کو عین صفات اور صفات کو عین افعال اور افعال کو عین آثار دیکھنا اسی کو وحدت در کثرت اور کثرت در وحدت کہتے ہین۔

جمعیت کہتے ہین ہمت کا متوجہ کرنا مشغولی مین حق کیساتھ اور غیر حق سے علیحدگی اختیار کرنا۔

جنگ امتحانات آلہی کو کہتے ہین جو بلا ہائے ظاہری اور باطنی کیساتھ ہون اور اسمار و صفات کے تضادم کو بھی کہتے ہین

دیکھین نگاہ نظر یار دل خوشم جنگ ہست   ز ابروے و غمزہ او تیر و کمان زمین آر

سلہ مسافت قطع کرنا ۱۲

جنائب اُن لوگون کو کہتے ہین جو حق کیطرف سے منازل نفوس مین سیر کرتے ہین اور طاعت وتقوے اختیار کرتے ہین اسلیئے کہ مقام قرب مین پہونچین بعد اسکے سیر فی اللہ شروع ہوتی

جنون عشق مین ایسا مغلوب ہونا کہ اوس غلبہ سے سر پیر کا ہوش نہ رہے مرتبۂ بالکل بیخبری مستی مین علم باقی رہتا ہے جنون مین نہین۔

جنت واضح ہو کہ جنت مظہر جمال ہے جو تجلی اسم لطیف سے ظاہر ہوئی اُسکے آٹھ طبقہ ہین اور ہر طبقہ مین بہت سی جنتین ہین اور ہر جنت مین بہت سے درجے جنکا کوئی شمار نہین۔

طبقۂ اول جنۃ الاسلام وجنۃ المجازات ہے اللہ تعالے نے اس جنت کی دروازہ کو اعمال صالحہ سے پیدا کیا اور اوسکے رہنے والونپر باسم حسیب متجلی ہوا یہ جزا محض ہے کلام مجید مین ان لوگونکے حق مین وارد ہے وان لیس للانسان الا ما سعٰی وان سعیہ سوف یری ثم یجزاہ الجزاء الاوفٰی اس جنت مین کوئی بلا اعمال صالحہ کے داخل نہین ہونے پائیگا اسی کو دار المقام اور جنت صوری بھی کہتے ہین اسی مین اقسام کے کہانے اور پینے کی چیزین اور پانی اور شہد اور شیر اور شراب کی نہرین ہین یہ طبقہ عوام مومنین کے لیئے ہے دوسرا طبقہ اوسکے اوپر ہے اور اوس سے اعلی ہے جسکو جنت الخلد اور جنت المکاسب کہتے ہین جو نتیجۂ محض ہے اس طبقہ کے لوگونپر اللہ تعالے باسم بدیع متجلی ہوا اور اسکو عقائد صالحہ سے پیدا کیا جس شخص کے عقائد شایستہ نہونگے وہ اسمین نہین داخل ہونے پائیگا تیسرا طبقہ جنت المواہب ہے جسکے رہنے والونپر اللہ تعالے باسم وہاب تجلی ہوا یہ محض موہبت سے حاصل ہوتا ہے بلا کسب وعمل کے چوتھا طبقہ جنت الاستحقاق ہے جسکو جنت النعیم وجنت الفطرۃ کہتے ہین جسمین اللہ تعالے باسم حق متجلے ہوا جو ابرار کیلئے ہے ان[1] الابرار لفی نعیم پانچوان طبقہ

---

[1] نفع سند ۸۲ بیشک ابرار جنت مین ہین ۱۲

جنت الفردوس ہی جسکو جنت المعارف کہتے ہین جس مین نہ شجر ہی نہ حجر نہ قصر نہ حور اس
جنت کے لوگ ہمیشہ مشاہدہ مین رہتے ہین اسکو جنت وسیلہ بہی کہتے ہین چھٹی طبقہ کو
جنت الفضیلۃ کہتے ہین جسکے ساکنین صدیقین ہین جنکے متعلق اللہ تعالے اپنے کلام مجید مین
فرماتا ہے عند ملیک مقتدر اس جنت کو جنت الاسمار کہتے ہین ساتوان طبقہ
درجہ رفیعہ جسکو من حیث الاسم جنت الصفات اور من حیث الرسم جنت الذات کہتے ہین
جو باطن عرش پر ہے جسکے ساکنین متحقق بحقایق آلہیہ ہین اور یہی لوگ مقربین صاحب
خلافت آلہیہ ہین آٹھوان طبقہ مقام محمودہی جو جنت الذات ہے

جور کہتے ہین بازر کہنا سالک کا سلوک سے عروج کی طرف۔

جوہر اوسکو کہتے ہین کہ جو قایم بالذات ہو اور محتاج کسی محل کا نہو افراد اسکے
پانچ ہین ایک جسم جو قابل اللبعاد ثلثہ یعنی طول وعرض وعمق ہو دوسرا ہیولے
تیسری صورت چوتھا نفس ناطقہ پانچوین عقل۔

جوئبار مجاری عبودیت کو کہتے ہین یعنی جب عبد صفات اور افعال سے بالکل خالی
وعاری ہوتا ہی اور ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے حضرت حق کیجانب تو صفات حقیقی
اسمین ظاہر ہوجاتے ہین جیسے کہ پانی جہان نشیب پاتا ہی فوراً اوتر آتا ہی پس ہی عبودیت
باعث یافت الوہیت ہوئی۔

جواہر العلوم والانباء والمعارف یہ وہ حقایق آلہیہ ہین جو بسبب اختلاف شرایع اور امم وازمنہ متبدل اور متغیر نہین ہوتے
جیسا کہ کلام مجید مین ہی شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی
اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسی وعیسے ان
اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ

ؔ نزدیک ایک صاحب تمہارے لیے وہ راہ ڈالدی تمکو دین مین جو کہدیا تہا نوح کو اور جو حکم بہیجا ہمنے تیری طرف اور جو کہدیا ہمنے ابراہیم کو
اور موسے اور عیسے کو یہ کہ قایم رکہو دین اور پہوٹ نہ ڈالو دوستین ۱۲

جہتا الضیق یہ دو اعتبار ایک ذات کے دو جہت مین ہین اول جہت ضیق ہے یہ اعتبار

والسعت وحدت حقیقت کا ہے اسمین بالکل غیریت کی گنجائش نہین نہ وجود مین نہ تعقل مین

دوسری جہت جہت سعت ہے یہ ظہور ذات کا ہے تمامی مراتب مین باعتبار

اسمار وصفات کہ جو مقتضی مظاہر غیر متناہیہ کے ہین۔

جہتا الطلب اس سے مراد دو جہت وجوب اور امکان ہین پس طلب جہت وجوبیہ یہ ہے

کہ اسمار کا طلب کرنا اپنے ظہور کو اعیان ثابتہ کیساتھ مرتبہ داخلی مین اور طلب

جہت امکانیہ یہ ہے کہ اعیان کا اسی ظہور کو مظاہر کونیہ کیساتھ مراتب خارجیہ مین

طلب کرنا اور یہ دونون جہت حضرت واحدیت مین ہین۔

جہان تاریک حجاب وجود سالک کو کہتے ہین اور بعض تعینات سے مراد لیتے ہین مرادف زلف

کیونکہ تعینات حاجب ہین رویت وجہ حق کے اور یہی تاریکی ہے۔

جہنم یعنی نار جاننا چاہیے کہ جنت جیسی مظہر جمال کی ہے ویسی دوزخ مظہر جلال کی

اسکے بھی سات طبقہ ہین پہلے طبقہ کا نام لظےٰ ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے معصیت

اور ذنب سے پیدا کیا اور اسمین باسم منتقم متجلی ہوا یہ طبقہ اہل معصیت اور ذنب

کے لئے ہے کلام مجید مین ہے۔ یود المجرم لو یفتدی من عذاب

یومئذ ببنیہ وصاحبتہ واخیہ وفصیلتہ التی تؤویہ

ومن فی الارض جمیعا ثم ینجیہ کلا انہا لظی نزاعۃ للشوی

دوسرا طبقہ جحیم ہے جسمین حق باسم عادل متجلی ہوا اور وہ مجلی تخلیق اہل ظلم و طغیان ہے

لہ چاہے گا گنہگار کسی طرح چھڑا دے مین وہ اوسدن کی مار سے اپنے بیٹے اور ساتھی اور بھائی کو اور اپنا گہرانا جسمین رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہین پہر اپنے کو بچا دے کوئی نہین وہ تو آگ ہے کہینچ لینے والی ہے۔

یہ مسکن اُن لوگونکا ہی جو گمراہ ہوئی اور طلب باطل مین سرگرم کلام مجید مین ہی
ان الفجار لفی جحیم[۱] تیسرا طبقہ جسمین باسم شدید متجلی ہوا اوسکا نام حطمہ ہے
اُسکو بخل اور حسد اور شہوت سے پیدا کیا یہ مسکن اون لوگون کا ہے جنکے یہ
خصائل ہین چوتھا طبقہ جسمین بصفت غضب متجلی ہوا جسکا نام ہاویہ ہی یہ مسکن
منافقین کا ہی پانچوان طبقہ جسمین باسم مذل متجلی ہوا جسکا نام سقر ہی یہ مسکن
متکبرین کا ہی کلام مجید مین ہی ساصلیہ سقر[۲] چھٹا طبقہ جسمین باسم ذو البطش
متجلی ہوا جسکا نام سعیر ہے یہ شیاطین اور ملحدین کا مسکن ہی کلام مجید مین ہی
وجعلناھا رجوما للشیاطین واعتدنا لھم عذاب السعیر[۳]
ساتوان طبقہ جسمین باسم ذو عقاب الیم متجلی ہوا جسکا نام جہنم ہی یہ مشرکین کا
مسکن ہی کلام مجید مین ہی ان الذین کفروا من اھل الکتاب[۴]
والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیھا اولئک ھم شر البریہ

باب ساتوان حرف جیم فارسی کی اصطلاحات کے بیان مین

چاہ زنخ چاہ ذقن ذات مشاہدہ کو کہتے ہین اور اسرار مشاہدہ کو بھی

در چاہ ذقن چو حافظ اے جان — حسن تو دو صد غلام دارد

چاہ در راہ اس سے نفس کی طرف اشارہ ہے۔

چشم صفت جمال کو کہتے ہین جو سالک کو دلپر تجلی الہامی غیبی وارد ہوتی ہی اور بواسطہ
اوسکے سالک مقام قرب مین پہونچتا ہی اور بعض چشم مرتبہ جمع کو کہتے ہین جو محل شہود ہی

[۱] بیشک فاجرین دوزخ مین ہین [۲] اب اوسکو ڈالینگے آگ مین [۳] اور گردانا ہم نے اوسکو پھینک مار شیطانون کی اور رکھی ہے اونکو مار دہکتی آگ مین ۱۲ [۴] وہ جو منکر ہوے کتاب والے اور مشرکین دوزخ کی آگ مین ہمیشہ رہین اوہین لوگ ہین جو بدتر خلق کے ہین ۱۲

چشم خماری حق کے شہود کو اور بصارت ازلیہ کو کہتے ہین کہ جس سے سالک اپنی کشف مین اکمل اور اعلےٰ ہوتا ہے۔

چشم مست کہتے ہین سالک کا اپنے کو حق کے مشاہدہ مین گم کرنا۔

چشم پُرخمار کہتے ہین سالک کا تجلیات مین بیخود ہو جانا اسی کو چشم بیمار بھی کہتے ہین ع

بمژگان سیہ کردی ہزاران رخنہ در دینم   بیا کز چشم بیمارت ہزاران درد برچینم

چشم ترک ستر مراتب عالیہ کو کہتے ہین کہ جسکو اہل کمال پوشیدہ رکھتے ہین اور سوائے حق کے کوئی اُن مراتب عالیہ کی اطلاع نہین پاتا۔

چلیپا عالم طبعی کو کہتے ہین۔

چمن محبت اور معرفت کو کہتے ہین ع

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا   صنمے کہ بر جمالش دو جہان نثار بادا

چنگ اِس سے مراد ذوق و شوق حقیقی ہے۔

چنبر حلقہ زلف محبوب کو کہتے ہین جسکو حلقہ دائرہ کونی بھی کہتے ہین۔

چوگان مرتبہ کمال مین عالم اطلاق کو کہتے ہین، اور سلوک مین اسم آخر سے اسم اول تک طے منازل سے مراد ہے اور سیر مین آفاق فی الخارج اور تفکر مین وسعت خیال کو کہتے ہین اور مشرب عشق مین اس سے مراد نامرادی کا وسیع میدان ہے یعنی فنائے کامل سالک کا متحقق ہو جانا اور بوئے تعین باقی نہ رہنا۔

چہرۂ گلگون تجلی روحی کو کہتے ہین کہ جو سالک پر حالت خواب یا بیداری یا بیخودی مین وارد

چہرہ تجلی واحدیت کو کہتے ہین۔

چین برافشاندن اِس سے اشارہ ہے رفع تعینات کی طرف۔

باب آٹھوان حرف حا کے اصطلاحات کے بیان مین

حاکم — جو اوامر شرع سالک پر جاری رکھے۔

حال — جو کچھہ من قبیل کیفیات قلب مین وارد ہو محض موہبت الٰہی سے بغیر تامل کے اسکو حال کہتے ہین جیسے کہ حزن خوف بسط و قبض و ذوق و شوق اور یہ بسبب غلبہ ظہور صفات نفس کے زایل بھی ہو جاتا ہی اور اگر یہ قایم رہے اور اسمین ملکہ حاصل ہو جائے تو اوسکو مقام کہین گے۔

حامل امر — عالم ارواح کو کہتے ہین

حُب — علم حق اور مرتبہ وحدت او حقیقت محمدی اور حُب حقیقی اور حُب ذاتی کو کہتے ہین

حجۃ الحق — انسان کامل یعنی صاحب مقام محمدی کو کہتے ہین۔

حج — سلوک الی اللہ اس سے مراد ہی یہ تین طرح ہے حج عام حج خاص حج خاص الخاص حج عام یہ ہی کہ طواف خانہ کعبہ کا کرے اور مناسک حج ادا کرے اور حج خاص یہ ہی کہ اپنے دل کو لوث ماسوی اللہ اور کدورات اور غیریت اور کثرت سے پاک کرے حج خاص الخاص یہ ہی کہ رب البیت یعنی حق کا مشاہدہ کرے۔

حجاب — ان مراسم کو کہتے ہین جو عاشق او معشوق کے وصل سے مانع ہون اور قلب مین صور اشیاء کونیہ کے منقش ہونیکو کہتے ہین و جو چیز کہ مانع ہو قبول تجلیات سے ؎

حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنم — خوشا دمے کہ ازین چہرہ پردہ بر فگنم

حجاب العزت — کوری اور سرگشتگی کو کہتے ہین کیونکہ ادراک حقیقت ذات مین موثر نہین ہی تو یہ عدم نفوذ یہ حجاب ہی اور یہ کبھی مرتفع نہین ہوتا بلکہ حق کا ادراک ادراک حقیقی ہوتا ہی اور وہ بعد فنا کامل مرتبہ بقا باللہ مین حاصل ہوتا ہی۔

حجاب ظلمانی صفات ذمیمہ کو کہتے ہین

حجلہ کہتے ہین حق کا متصف ہونا صفات کیساتھ۔

حد اُس فعل کو کہتے ہین جو درمیان بندہ اور خدا کے حایل ہو۔

حدیث و واقعہ وہ ہے جو مرید اپنے پیر کے سامنے عرض کرے۔

حدیث قدسی اُس کلام الٰہی کو کہتے ہین جو بذریعہ الہام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مین وارد ہوئی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اپنی زبان سے بیان فرماوین۔

حروف اعیان کے حقایق بسیطہ کو کہتے ہین۔

حروف عالیات شیون ذاتیہ اور اعیان ثابتہ کو کہتے ہین کہ جو غیب الغیب مین پوشیدہ ہین جیسے کہ درخت گٹھلی مین

حرف اوسکو کہتے ہین کہ جس سے خداوند تعالے خطاب فرمائے۔

حریم کبریا اُس سے مراد ذات الٰہی ہے بعض کے نزدیک عالم امر کو کہتے ہین جو بے مادہ و بے مدت ہے اور یہ آستانہ ہے مرتبہ واحدیت کا جسکو جبروت کہتے ہین اور وہ اعیان ثابتہ ہین علم قدیم حق مین ہے

پاک بودی در حریم کبریا
از چہ پیدا شد ترا حرص و ہوا

حریم لامکان وہ مقام مراد ہے جہان ذات باری کے سوا کوئی نہین۔

حریت کہتے ہین خلاص ہونا سالک کا قیود اغیار سے اسکے چند مراتب ہین حریت عوام یعنی خلاص ہونا قیود شہوات سے اور حریت خواص یعنی خلاص ہونا قیود مرادات سے بسبب فنا ہونے مرادات کے ارادہ حق مین اور حریت خاص الخواص یعنی خلاص ہونا رسوم اور آثار سے بسبب محویت کے تجلی نور الانوار مین

حرق تجلیات متوسطہ کو کہتے ہین کہ جو فنا کی طرف جاذب ہین تجلیات اولیہ کو برق

اور تجلیات آخریہ کو طمس فی الذات کہتے ہین اور بعض حرف سے عشقی مراد لیتے ہین

حُسن — کمال اعتدال کا نام ہے ہر شے مین نیز مراد ظہور حقیقت ہے لباس مجاز مین ؎

ز حُسن روے تو تابے عیان شد — ازان خورشید رخشان آفریدند

حشر اور حشر نشر — مرادف قیامت ہے اسکے معنی تحت لفظ قیامت مین ہین۔

حضوری — یاد کو کہتے ہین کیونکہ حق ہر جگہہ ہر وقت حاضر ہے اُس سے جسقدر غفلت ہو گی غائب ہوتا ہے چنانچہ مولانا حافظ شیرازی فرماتے ہین ؎

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ — متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا[۱]

حضور — قلب کا حاضر ہونا حق کے سامنے اور خلق سے کنارہ کشی کرنا ؎

مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کردہ است — بطبع من کسے کم ساختن بسیار میسازد

حضرت خمسہ الٰہیہ — اُس سے مراد حضرت غیب مطلق حضرت علمیہ یعنی اعیان ثابتہ حضرت غیب مضاف یعنی عالم امر حضرت شہادت مطلقہ یعنی عالم خلق حضرت جامع یعنی انسان کامل ہے

حفظ العہد — کہتے ہین بندہ کا قیام اُس مقام مین جسمین حق اُسکے لیے حد مقرر کر دے یعنی اوامر اور نواہی کا بجا لانا۔

حفظ عہد الربوبیۃ والعبودیۃ — کہتے ہین عبد کا ہر کمال حق کو جاننا اور پہچاننا۔

حق — ایک اسم ہے اسماء الٰہی مین سے جسکے معنی ثابت و سزاوار و واجب و راست کے ہین اصطلاح مین موجود مطلق کو کہتے ہین یہ اسم تین جگہ پڑتا ہے اول مقام سلب صفات مین جو منقطع الاشارہ ہے جسکو لاتعین اور احدیت کہتے ہین دوسرے مقام وحدت اور علم مجمل مین جسکو حقیقت محمدی کہتے ہین تیسرے مرتبہ واحدیت مین جسکو نفس رحمانی اور حقیقت آدم علیہ السلام کہتے ہین۔

[۱] جب تک نہ ملے تو اُس چیز سے کہ خواہش کرتا ہے تو چھوڑ تو دنیا کو اور آزاد کر تو اوسکو ۱۲

حقیقت لغت مین اصل اور ماہیت ہر شے اور ہستی اور ذات ہر شے کو کہتے ہین اصطلاح مین یہ لفظ کئی جگہ مستعمل ہوتا ہی اول یہ کہ لفظ حقیقت ہر شے کی باطن پر اطلاق کرتے ہین اور ظاہر اُس شے کا مجاز ہوتا ہے جیسے کہ کہتے ہین کہ عالم شہادت مجاز ہے اور اوسکے مقابلہ مین عالم مثال اوسکی حقیقت ہی اور مثال مجاز ہی اور عالم ارواح اوسکی حقیقت ہی اور عالم ارواح مجاز ہی اور اوسکے مقابلہ مین عالم اعیان اوسکی حقیقت ہی اور عالم اعیان مجاز ہی اور اوسکے مقابلہ مین علم اوسکی حقیقت ہی اور علم مجاز ہی اور اسکے مقابلہ مین ذات اوسکی حقیقت ہی محل دوم یہ کہ حقیقت کو اعتبار کے مقابلہ مین بولتے ہین جیسے کہ حق کے اسمار و صفات ہر شی کی حقیقت ہین اور ہر شے ایک امر اعتباری ہی کہ اسمار و صفات حق سے اعتبار کیجاتی ہے اور ذات حق حقیقۃ الحقایق ہی محل سوم یہ ہے کہ لفظ حقیقت کو واقع اور نفس الامر مین بولتے ہین کہ جو محل صور علمیہ اور اعیان ثابتہ ہی اور اوسکو حقیقۃ الممکنات بھی کہتے ہین

حقیقت عبد اصطلاح مین عدم مطلق کو کہتے ہین اور وہ بجز ایک مفہوم کے کچھ نہین ہی کیونکہ وجود حقیقۃً حق کا ہی اور عبد اوسی کا ایک اعتباری نام ہی۔

حقیقۃ الحقایق ذات بحت کو کہتے ہین کہ جو ذات احدیت ہی اور جامع ہی جمیع حقایق کی جسکو حضرت الجمع اور حضرت الوجود بھی کہتے ہین اور بعض مرتبہ وحدت کو کہتے ہین اس اعتبار سے کہ اسمین علم اجمالی اُن حقایق کا ہی جو مرتبہ واحدیت مین بالتفصیل بصورت اعیان مشہود ہین

حقایق الاشیا اعیان ثابتہ کو کہتے ہین۔

حقایق القلوب عالم مثال کو کہتے ہین۔

حقایق الٰہی اٹھائیس اسمار الٰہی کو کہتی ہین جنہون نے مرتبۂ واحدیت مین ظہور پایا ہی یہ سب ارباب ہین اِس تفصیل سے کہ بدیع۔ باعث۔ باطن۔ آخر۔ ظاہر۔ حکیم محیط۔ شکور۔ غنی۔ مقتدر۔ رب۔ علیم۔ قاہر۔ نور۔ مصور۔ محصی۔ مبین قابض۔ حی۔ محی۔ ممیت۔ عزیز۔ رزاق۔ مذل۔ قوی۔ لطیف۔ جامع۔ رفیع

حقایق کونی یہ بھی اٹھائیس ہین کہ انہین اٹھائیس اسمار الٰہی سے ظاہر ہوئے ہین یہ سب مربوبات ہین اِس تفصیل کیساتھ کہ عقل کل۔ نفس کل۔ طبیعت کل جوہر ہبا شکل کل۔ جسم کل۔ عرش۔ کرسی۔ فلک البروج۔ فلک منازل فلک زحل فلک مشتری۔ فلک مریخ۔ فلک شمس۔ فلک زہرہ۔ فلک عطارد۔ فلک قمر کرۂ نار۔ کرۂ ہوا۔ کرۂ آب۔ کرۂ خاک۔ مرتبۂ جماد۔ مرتبۂ نبات۔ مرتبۂ حیوان مرتبۂ ملک۔ مرتبۂ جن۔ مرتبۂ انسان مرتبۂ جامع یعنی انسان کامل۔

حق الیقین کہتے ہین شہود حق کو عین بمقام احدیۃ مین اور حق مین محو ہونا اور باقی بقائے حق رہنا

حقیقت محمدیہ تعین اول اور اسم اعظم کو کہتے ہین۔

حقایق الاسمار نسب ذاتیہ کو کہتے ہین کیونکہ وہ صفات ہین اور اسمار اُن سے متمیز ہوتی ہین بعض کے نزدیک اسمار کونی کے حقایق جو اسمار الٰہی ہین مراد ہین۔

حقیقت انسانی مرتبۂ واحدیت اور تفصیل صفات کو کہتے ہین حضرت علم مین جسکو حقیقت آدم و حضرت جمع و حضرت الوہیۃ و حضرت ربوبیۃ و حضرت ارتسام کہتی ہین

حکمت اصطلاح فلاسفہ اور لغت مین معنی دانائی اور درست کرداری کے ہین اور یہ ایک علم ہے جسمین اشیار موجودات خارجیہ سے بحث کی جاتی ہے

اور اسکی تین قسمین ہین طبعی ریاضی الٰہی اور اصطلاح حضرات صوفیہ مین حقایق
و اوصاف و خواص و احکام اشیا کا جاننا جیسا کہ نفس الامر مین ہین اور جاننا
ارتباط اسباب کا مسبب کے ساتھ اور حقایق الٰہی اور علم عرفان کی اصول کا جاننا مراد ہے

حکمت منطوق بہا علوم شریعت و طریقت کو کہتے ہین۔

حکمت مسکوت عنہا اسرار حقیقت کو کہتے ہین جنکو علماء ظاہر اور عوام نہین جانتے ہین اور انکار کرتے ہین
اور وہ اس انکار کے سبب سے ہلاک ہوتے ہین

حکمت المجہول عنہا یہ وہ اسرار ہین کہ جن چیزونکی ایجاد کی حکمت ما وجہ انہین پوشیدہ رکھی گئی ہے

حکمت جامعہ کہتے ہین معرفت حق و باطل کو اور عمل حق پر اور اجتناب باطل سے

حلاوت ظہور انوار روحانی کو کہتے ہین جو مشاہدہ سے حاصل ہو اور وہ مجرد عن المادہ ہین

حلقہ بگوش صاحب استعداد جو کلام الٰہی کے قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہو ع
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش۔ حضرت صاحب ؎
گو مرا رتبہ سر گوشی تو نیست چو در   حلقہ گوش ترا حلقہ بگوشیم خوشم

حلول کہتے ہین ایک شے موجود کا دوسری شے موجود مین داخل ہونا جیسے پانی
گھڑے مین جو چیز حلول کرتی ہے اسکو حال اور جسمین حلول کرتی ہے اسکو محل
کہتے ہین اور اصطلاح حکماء فلاسفہ مین ایک شے کا مختص ہونا دوسری
چیز کے ساتھ اس طرح پر کہ پہلی چیز کیطرف اشارہ عین دوسری کیطرف ہو
یہ دو طرح پر ہے حلول سریانی اور حلول طریانی۔ سریانی یہ ہو کہ اجزائے حال
یعنی عرض اجزائے محل یعنی جوہر مین در آوین اور ایک کی تقسیم سے دوسری کی تقسیم
لازم آوے جیسے کہ حلول سواد اور بیاض کا طریانی یہ ہو کہ اجزائے حال اجزائے محل پر

نہ آوین بلکہ کل کل ہین آوے جیسے نقطہ کا حلول خط مین اور خط سطح مین اور سطح جسم مین اس قسم کے حلول ما سوے اللہ مین متصور ہین جو بیگانگی ومبائن ہین حق اس حلول سے منزہ ہے اس امر کا اعتقاد حق کیطرف کفر ہی اسلئے کہ یہ عوارضات عالم سے ہین اور عالم اور حق دو شے مبائن نہین کہ دونون ملکر ایک ہو جائین جیسا کہ فلاسفہ اور علماء ظاہر ظرف اور مظروف اور دو شے مبائن کے ایک ہو جانے کو حلول کہتے ہین حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ ہر مطلق ہر مقید مین کہ جو اوسکے تحت مین ہے ساری ہی مثل سریان روح کے جسم مین نہ مثل سریان ایک جسم کے دوسرے جسم مین اسپر اطلاق حلول اصطلاحی فلسفی کا نہین ہو سکتا اور اس حلول سریانی کا اطلاق مثل سریان اور ظہور مطلق کے ہے صور مقیدات مین اس اطلاق سے ذات پر کوئی قباحت نہین اسلئے کہ خارج مین بجز وجود اور ذات حق دوسری شے موجود نہین کل عالم صور ظاہری اور باطنی کے ساتھ کہ جو صور اور مظاہر حق ہین عین حق ہی خلاصہ یہ کہ غیر حق کوئی موجود نہین کہ حق کا مغایر ہو پس ہستی مطلق نہ کسی شے مین حلول کریگی اور نہ کوئی شے اسمین حال ہوگی

حواس جمع حاسہ کی اور یہ دس ہین پانچ ظاہری اور پانچ باطنی ظاہری یہ ہین ذائقہ شامہ۔ باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ اور پانچ باطنی ہین حس مشترک خیال متصرفہ وہم حافظہ پانچ ظاہری جو ہین یعنی ذائقہ شامہ باصرہ سامعہ لامسہ انمین سے قوت ذائقہ کو حق تعالی نے جرم زبان مین پیدا کیا ہے اور اشیاء کی لذت کو ادراک کرتی ہے اور شامہ کو ناک کے نتھنون مین پیدا کیا ہے یہ قوت خوشبو اور

بد بو کو ادراک کرتی ہی اور قوت باصرہ لون اور اشکال کو ادراک کرتی ہی
اور قوت سامعہ کہ جو موخر روزن گوش مین مخفی ہی جسکے ذریعہ سے انواع
انواع کے اصوات مدرک ہوتے ہین اور قوت لامسہ اون پٹھون مین اللہ تعالی نے
پیدا کی ہے جو مخلوط ہی جلد دمین یہ تمامی جلد دمین موجود ہی جس سے سختی
اور نرمی اور گرمی اور سردی مدرک ہوتی ہی اسی طرح پانچ باطنی ہین وہ یہ ہین
حس مشترک خیال متصرفہ وہم حافظہ حس مشترک ایک قوت مقدم بطن اول
بطون ثلاثہ دماغ مین ہی اور یہ کل صور منطبعہ حواس ظاہری کو قبول کرتی ہی
اور خیال ایک قوت ہی موخر بطن مقدم بطون ثلاثہ دماغ مین یہ صور محسوسہ
حواس ظاہری کو بعد غائب ہونے اشیاء کے نگاہ رکھتی ہی اور یہ قوت خزانہ دار
حس مشترک کی ہی اور وہم ایک قوت ہی موخر بطن متوسط بطون ثلاثہ دماغ مین
یہ قوت جزئیات دیدہ و نادیدہ راست و دروغ کو ادراک و نقش کرتی ہی
خواہ وہ جزئیات عالم مین ہون یا نہون مثلاً کوئی شخص ہزار آفتاب کا نیر
تصور کرے حالانکہ نفس الامر مین ایک سے زیادہ نہین اور واہمہ خلاق
اشیاء بھی ہوتا ہی اور قوت حافظہ محل اوسکا بطن موخر بطون ثلاثہ دماغ ہے
یہ قوت حواس ظاہری یا باطنی مین جو کچھ کہ ہی اوسکی محافظ رہتی ہی اور قوت متصرفہ
کہ جسکا محل مقدم بطن متوسط بطون ثلاثہ دماغ ہی یہ قوت بعض معقولات کو
بعض کے ساتھ ترتیب دیتی ہی اور بعض صور کو بعض معانی کے ساتھ بھی
اور اس قوت کو نفس ناطقہ یعنی عقل ترتیب امور مدرکات مین آلہ ادراک
کر لیتی ہی اور اوسوقت اسکو قوت متفکرہ کہتے ہین اور جسوقت وہم اپنی

ترتیب امور وہمیہ مین قوت متصرفہ کو آگہ کرتا ہے اور سکے ادراک کا تو ادسکو

قوت متخیلہ کہتے ہین اب یہان پر مراد صورت سے وہ چیزین ہین کہ جو حواس

ظاہری سے مدرک ہون اور معانی سے وہ چیزین ہین کہ جو حواس ظاہری سے

مدرک نہون حضرات صوفیہ کے یہان علاوہ ان حواس کے پانچ حواس

اور ہین قلب کیلئے مانند حواس ظاہر کے جو یہ ہین نور یعنی قلب اور عقل

یعنی نفس اور روح اور سر اور خفی اب جاننا چاہیئے کہ انسان مخصوص ہی

خلافت کیساتھ اور ظہور اور تصرف خلافت کا حواس خمسہ پر موقوف ہی

قوت باصرہ مظہر عالم شہادت ہی کیونکہ کام بصر کا متعلق عالم شہادت کے ہی

اور قوت ذائقہ مظہر عالم مثال ہی اور قوت شامہ مظہر عالم ارواح ہے اور

قوت سامعہ مظہر عالم غیب ہی اور قوت لامسہ مظہر عین جامع ہے۔

حیرت مرتبہ احدیت مین محو ہوجانیکو اور عارف کے دیدہ دل سے تجلی اسم ھو کے

مشاہدہ کرنیکو کہتے ہین نیز حیرت سے مراد ہی خیال کا کسی چیز کو احاطہ ادراک مین

لانے سے عاجز ہونا اور یہ عجز کبھی مدرک کے نقص استعداد و کمی علم و ضعف

ادراک کے باعث ہوتا ہی جو اسماء و صفات کے تفکر مین لاحق ہوتے ہین

یعنی سلوک مین انسان اسماء و صفات کے تاثرات و تاثیرات متضادہ سے

جنمین بعض یا اکثر اوسکے خلاف طبیعت ہوتے ہین بار بار ہوتا ہی اور اضداد

اسماء و صفات مین پورا غور و خوض بوجہ کاہلی کے نہین کرتا جس سے اوسکی تفتیش

حاصل ہو بلکہ ان امور خلاف طبیعت سے بھاگ کر تفکر کو ذات کیطرف

لیجاتا ہے جہانتک ذات تفکر سے ماورا ہی اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ جیسے جیسے

وہ ذات کو گرفت مین لینا چاہتا ہے ذات سے بعد مین پڑ جاتا ہے
اور جب اسمین وہ کامیاب نہین ہوتا تو اپنی غلطی کا تو قایل نہین ہوتا
اور بجاے خود یہ سمجھ لیتا ہی کہ بزرگان دین کے جو ارشادات متعلق
عینیت ہین وہ سب فرضی و خیالی ہین اور یہ اوسکی سمجھ مین نہین آتا
کہ عینیت ذات کا ادراک بزرگان دین نے تخیل و تفکر سے نہین کیا ہے
بلکہ تفکر سے اسماء و صفات کے حقایق دریافت کر کے انکے ذریعہ سے
ذات مین فنا حاصل کی ہی اور عینیت ذات کا ادراک اُس فنا سے کیا ہی
جہان ادراک کی بھی گنجایش نہین ہی بلکہ بے ادراکی سے اوسکا ادراک ہے
اور بے ادراکی سے ادراک کیونکر ہے اسکی کیفیت بلا حصول فنا کے محسوس
نہین ہو سکتی اور نہ بیان مین آسکتی ہی اور اسی غلطی کا نام حیرت مذمومہ ہے
جو باعث حرمان ہی اور کبھی عجز عن الادراک اسوجہ سے ہوتا ہی کہ یا تو وہ
چیز جسکی ادراک کی کوشش ہی بوجہ لطافت ادراک سے باہر ہے یا بوجہ بے نہایتی
حد و حصر سے پاک ہی لہذا خیال اوسکا احاطہ نہین کر سکتا پس اہل عرفان
نے اسکی تحقیق یون کی ہی کہ ادراک چونکہ ذات ہی کی صفت ہی۔ لہذا
ضروری ہی کہ ذات ادراک سے الطف ہو ایک اور دوسرے یہ کہ
ادراک کرنے والی چیز تو ذات ہی ہے پس اوسکا ادراک چاہا جانا یہی اسکا
مرتبہ ذاتی سے مرتبہ صفاتی مین لانا ہی اور چونکہ صفات مین بھی بجز اسکے
اور کچھ نہین ہی تو جسقدر حقایق و معارف کہ صفات مین پائی جاتی ہین
وہ سب ذات ہی کا شہود ہین غیر نہین لہذا عینیت دیکھتی ذات مین ہی

اور تفکر و معرفت اسما و صفات مین اور اسمار و صفات بے نہایت ہین
جنمین اوسی ذات کے کمال کی تفصیل ہی اور اسکا سلوک یہ ہی کہ سالک تفکر
و عرفان مین حد و حصر سے نکلجاوے اور بے نہایت ہوجائے اور کسی چیز
کی معرفت مین ابس نکرے تاوقتیکہ اسکا ادراک نہ کرے کہ اوسکا اول و آخر
مبدا سے کیونکر وابستہ ہی اور پہر کسی معرفت پر ٹہرنا نہین چاہئے کیونکہ
ذات کا ظہور متضاد اسمار و صفات مین ہی اور وہ اُن متضاد کا جامع ہے
لہذا سالک کو بہی جامع متضادات ہونا چاہئے اور یہی حیرت حسنہ یا حیرت
محمودہ ہی جسکے لئے آنحضرت نے دعا فرمائی اللّٰھم زدنی تحیرا[1] کیونکہ
جسقدر حیرت زیادہ ہوگی اسی قدر جامعیت اسما حق سے استفادہ حاصل
ہوگا کیونکہ حیرت سالک کو کسی مقام پر یا کسی خاص معرفت پر ٹہرنے
نہین دیتی اور کسی چیز پر نہ ٹہرنا ہی توحید ذاتی ہے۔

حیات معنوی دل کو عشق معشوق حقیقی مین زندہ رکہنے کو کہتے ہین ؎

ہر دلے کز عشق یزدان زندہ شد — از حیات معنوی پاینده شد
از حیات معنوی گر بو بری — از درخت معرفت ہان برخوری
رو درخت معرفت در دل نشان — تا گہر یابی نشان از بے نشان

---

[1] اے اللہ زیادہ کر تو تحیر میرا ۱۲

باب نوان حرف خا کے اصطلاحات کے بیان مین

خال نقطہ سیاہ چشم کو کہتے ہین اور اصطلاح مین نقطہ وحدت اور تجلی جلالی کو من حیث الخفار کہتے ہین کہ جو مبدء و منتہای کثرت ہو منہ بدا[ء] و الیہ یرجع الامر کلہ[1]

خال سیاہ عالم غیب اور عالم ہستی کو کہتے ہین اور بعض نقطہ روح کو بھی کہتے ہین جسکا مرکز قلب ہے جسکو سویدا کہتے ہین اور اس سے مراد صفات و لطف الٰہی بھی ہین اور انسان کامل کے دلکو بھی کہتے ہین اور یہی سواد اعظم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے

کشتۂ آن خال شکین بستہ زلف سیاہ ‌ ‌ گر مسلمان نیستم زنار داری کیستم

خواستن قصد اور عزیمت یعنی ارادہ کو کہتے ہین۔

خارہ خودی کو کہتے ہین اور ہر مصیبت کو جو سلوک مین پیش آوے اور خار بدل سے محبت مراد ہے ؎

خلد گر بپا خارے آسان برآید ‌ ‌ چہ سازم بہ خارے کہ در دل نشیند

اول سے مصائب سلوک مراد ہین اور دوسرے سے محبت

خانقاہ اس سے مراد مجازاً خانہ مرشد اور حقیقتاً عالم تنزیہ ہے۔

خارج اول عالم ارواح کو کہتے ہین

خاطر جو خطاب دلپر وارد ہو وہ وارد جسمین سالک کو اختیار نہین یہ چار طرح پر ہے اول ربانی جو کبھی خطا نہین کرتا اور کبھی موت اور کبھی تسلط اور عدم انقطاع سے شناخت کیا جاتا ہے دوسرا ملکی جسکو الہام بھی کہتے ہین تیسرا نفسانی جسمین حظ نفس شامل ہو اسکو ہاجس بھی کہتے ہین چوتھا شیطانی جو داعی ہوتا ہے

[1] اسکے سے ابتدا ہے اور اسی کی طرف تمام امر راجع ہونگے ۱۲

مخالفت حق کیطرف کلام مجید مین ہے الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء[۵] خواطر اسکے جمع ہین۔

خضر عبارت ہی نور ایمان کے مکشوف ہونیسی تجلی اینما تولوا فثم وجہ اللہ سے

خرابات باطن عارف اور مرشد کو کہتے ہین کہ جس سی عشق اور شوق اور اسرار الہی حاصل ہوتے ہین اور بعض کے نزدیک خرابات عالم اسرار کو کہتے ہین کہ وحدت در کثرت اور کثرت در وحدت کے ملاحظہ مین مخفی ہی صاحب گلشن راز فرماتے ہین

خرابات از جہان بے مثالیست　　مقام عاشقان لاابالیست

خراب سالک مستغرق کو کہتے ہین۔

خراباتی اوس سالک کو کہتے ہین کہ جو اپنی خودی کو خیرباد کہکر نیستی اختیار کرے اوسکو صاحب تجرید بھی کہتے ہین

خرابی تصرفات اور تدبیرات عقل کو کہتے ہین۔

خراباتی شدن یہ اشارہ ہے سالک کی اپنی خودی سے رہائی پانے کی طرف۔

خرقہ لغت مین پرانے اور پھٹے ہوے کپڑے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین خرقہ اوس لباس کو کہتے ہین کہ جو شیخ مرید کو مرید کرنے کے بعد دے اور اوسکو اجازت اور خلافت عطا کرے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے جاری ہے کہ آپنے خرقہ مبارک اپنا حضرت اویس قرنی[۲] اور حضرت امیر علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا اور یہی طریقہ ابتک برابر حضرات مشائخ مین جاری ہی اور جو کئی طریقہ یہ ہے خرقہ تبرک خرقہ خلافت خرقہ سماع خرقہ تبرک یہ ہی کہ شیخ اپنے مریدون

---

[۵] شیطان کرتا ہی تمکو محتاج اور بری باتون کو [۲] جلد ہرسپہر دوم پس اوسی طرف اللہ کا منہ ہی۔

یا کسی طالب کو جو دوسرے شخص کا مرید ہو خرقہ دے تاکہ وہ اسکی برکت سے نجات پاوے اور اوسکے افعال شنیعہ مبدل بہ اخلاق حسنہ ہوجائین اور خرقہ خلافت کی دو قسمین ہین اول کبرے دوم صغرے خلافت کبرے یہ ہے کہ شیخ اپنے مرید کامل کو بحکم خداوندی خلافت دے اس خلافت کو خلافت کبرے کہتے ہین صاحب خلافت کبرے ایک ہوتا ہے اور خلافت صغرے یہ ہے کہ شیخ طالب مین قابلیت اجازت دینے کی دیکھکر اجازت دے اور یہ متعدد آدمی ہوتے ہین اور خرقہ سماع وہ ہے جو شیخ سماع مین بحالت وجد اپنا کوئی ملبوس قوال کو دے غرضکہ اسیطرح بہت سے اقسام خرقے کے ہین جسکو دیکھنا منظور ہو وہ شرائط الوسایط وروض الازہر و انتصاح عن ذکر اہل الصلاح مین دیکھے اور بعض لوگ خرقہ سے جسم ناسوتی بھی مراد لیتے ہین

خرقہ صوفی بالکل اس سے اشارہ ہو قید و وابستگی سے بھی وارستہ ہونیکا یعنی علم فنا کی محویت کی طرف

بخرابات بردن

خزان بوے معرفت جو مبتدی کو پہونچنے لگی ہو ۵

شکر ایزد کہ ازین باد خزان رخنہ نیافت — بوستان سمن و سرو گل و شمشاد ہست

اور بعض کے نزدیک خزان سے مراد انوار و تجلیات کا کم ہوجانا اور سالک کا مقام نامرادی و نیستی مین قدم رکھنا ہے۔

خشوع کہتے ہین کہ بندے کا حق کیساتھ تمیشہ باخوف رہنا جیسا کہ کلام مجید مین ہے کہ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق[۱] اور خضوع بھی مرادف خشوع کے ہے

[۱] کیا وقت نہین پہونچا ایمان والون کو کہ گڑگڑا وین انکے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا سچا دین ۱۲

خشم — صفات قہری کو کہتے ہین

خضر — اس سے اشارہ ہی بسط کیطرف اور الیاس سے قبض کیطرف اشارہ ہے

خط سبز — عالم برزخ کو کہتے ہین

خط سیاہ — عالم غیب اور غیب الغیب کو کہتے ہین۔

خط — اشارہ ہی عالم ارواح کیطرف کہ جو اقرب مراتب وجود ہی غیب ہویت کیساتھ نیز حقیقت کا ظہور مظاہر روحانی مین جس سے مراد تعینات ارواح ہین بعض کے نزدیک حقیقت محمدی اور برزخ کبرے مراد ہے

یکے خط است اول تا باخر — بر و خلق جہان گشتہ مسافر

خطرہ — اس خیال کو کہتے ہین جو بندہ کو حق کیطرف بلائے اور بندہ اوسکی دفع پر قادر نہو

خفاء الخفاء — مرتبہ سلب صفات اور ذات بحت اور ہویت کو کہتے ہین۔

خفی — نام ہو ایک لطیفہ کا جو روح کے بعد ودیعت رکہا گیا ہے اسی کی وجہ سے فیض الہی کا افاضہ ہوتا ہے روح پر

خلاء — عالم تنزیہ اور ہویت کو کہتے ہین

خلیل — اوسکو کہتے ہین جسمین محبت غالب ہو اور معشوق حقیقی پر بہی اطلاق کرتے ہین یہ چوتہا مرتبہ ہی مراتب محبت سے

خلیفہ — اصطلاح مین انسان کامل کو خلیفہ حق کہتے ہین اور خلیفہ اوس شخص کو بہی کہتے ہین کہ جسکو اپنا قائم مقام کرین جیسے کہ خاتم الانبیاء کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی مرتضی ہین اور حضرت علی مرتضی کے چار خلیفہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت حسن بصری و حضرت کمیل

ابن زیاد انہین چار پیر کہتے ہین اور انہین سے چودہ خانوادہ جاری ہوئے ہین

خلع العادات کہتے ہین عبد کا تحقق حق کے ساتھ ایسا کہ ہر فعل مین موافقت حق کیساتھ ہو

خلق عالم کو کہتے ہین جو موجود بالمادہ ہوا ہے جیسے افلاک اور عناصر اور موالید اور اسکو عالم شہادت اور عالم ملک بھی کہتے ہین۔

خلق جدید کہتے ہین حق کی طرف سے بندے پر برابر فیض کا ورود ہوتے رہنا

خلوت محبت خلائق اور ہستی سے بیگانہ ہونے کو کہتے ہین اسی سے مراد حضوری بحق ہے بلا خطرات غیر ؎

غیر را از خانہ بیرون کن در آ با حق نشین — راز خود با حق بگو در روے غیر حق مبین

خلوت در انجمن کہتے ہین بظاہر خلق کے ساتھ اور بباطن حق کے ساتھ رہنے کو جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش — اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

خم مقام تمکین اور علو مکانت کو کہتے ہین مجازاً قلب عارف سالک سے جہان فیضان کا ورود ہوتا ہے

خمخانہ عالم تجلیات کو کہتے ہین

خم زلف عالم خلق اور تعینات کو کہتے ہین

خمار بفتح بین بادہ فروش یعنی مرشد کامل کو کہتے ہین و بضم اول و فتح دوم یعنی خمار عبارت ہے سرور سے اور بکسر اول یعنی خمار عبارت ہے حجاب سے کہ جسمین محجوب اپنے کو محتجب کرے بعض کہتے ہین اس سے مراد رجعت ہے مقام وصول سے اور بعض کے نزدیک ظہور وحدت در کثرت مراد ہے

خنجر اس سے مراد جاذبہ تیزی ہے جو ہستی سالک کو فنا کر دیتا ہے

خندہ اس سے مراد تجلی ظہوری ہی جو انبساط ذات کیطرف منسوب ہی

خودی انانیت کو کہتے ہین یہ دو قسم پر ہے ایک اپنی خودی دوسری حق کی جسکو انا مطلق کہتے ہین

خواب مختار اختیاری کو کہتے ہین جو عالم بشریت سے ہو اور بعض ہستی مجازی کو کہتے ہین

خون دل و اس سے مراد شائبہ ہستی ہی اور نتیجہ مجاہدات بھی بعض اوقات مراد ہوتا ہی ۵

خون جگر کردیم زخون دل آرایش کوی تو دار ی خبرے یا نہ اے محو خود آرائی

خوف اسے کہتے ہین کہ اپنے آپکو امر مکروہ سے بچائے اور بجا آوری احکام حق مین عبودیت کے ساتھ سرگرم رہے۔

خیال سے مراد خیال حق ہے یعنی جو خواب یا بیداری مین تصور کرے یا دیکھے اور کل فضا جسمین یہ عالم خلق واقع ہی حضرت حق کی وسعت خیال ہی یعنی اعیان ثابتہ منعکس ہین حضرت علم سے حضرت خیال مین اسی کا نام ظہور فی الخارج ہی اور چونکہ خیال حق بھی حق سے باہر نہین لہذا با وجود فی الخارج ہونے کے بھی یہ سب سوقت بھی حق کے اندر ہی ہے اسی سے کہا ہی کہ عالم نے وجود کی بو نہین سونگھی۔

باب دسوان حرف دال کے اصطلاحات کے بیان مین

دانا مرید صادق سالک کو کہتے ہین کہ جو راہ حق مین قدم مضبوط اور ثابت رکھے

دام گرفتاری عشق کو کہتے ہین ۵

آن دام زلف بفشاند آخر بنا دانی افتادہ دانا دل من

داغ دل اس سے مراد جذب عشقی کا قلب سالک مین مستقل ہوجانا ہی اور دوام

یادحق بھی اسی کو کہتے ہین

داورا صفت باسطی کو کہتے ہین

دبور غلبۂ نفس امارہ کو کہتے ہین اسکو تشبیہ دیگئی ہی ریح دبور کیساتھ جو طرف مغرب سے آتی ہے کیونکہ غلبہ نفس طبیعت جسمانیہ کیطرف سے پیدا ہوتا ہی جو مغرب اور مغیب نور الٰہی ہے

درویش اُس طالب صادق کو کہتے ہین جو سوائے حق کے اور کسی چیز کا طالب نہو اور کسی سے کام رکھے

دریچہ انوار روحانی کو کہتے ہین جسکا محل دل ہو۔

درۂ بیضاء عقل اول کو کہتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی اول ماخلق اللّٰہ[1] درۃ بیضاء و اول ماخلق اللّٰہ العقل

درازی زلف مراتب تنزلات اور ظہورات مین تجلی جمالی کے عدم انحصار کو کہتے ہین ؎

اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ فرصت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

درد اوس حالت کو کہتے ہین کہ جو محبت مین طاری ہوتی ہی اور محب اوسکی برداشت نہین کرسکتا ہی

درد سب دردون مین کامل فرد ہی اسکو جس پہلو سے اولٹو درد ہے

بعض کہتے ہین درد سے مراد ہے ٹوٹنا دل کا بوجہ تفرق اتصال کے یعنی بوجہ جدائی کے اپنے محل اصلی و مقصود ذاتی سے جو باعث حجابات واقع ہوئی ہے خواہ وہ حجابات ظلمانی ہون یا نورانی اسی سے کہا ہی کہ طالب کو جنت بے یار کے دوزخ ہی اور دوزخ یار کے ساتھ جنت مثلاً کسی جوڑ کی ہڈی ٹوٹ جائے اوسکو چاہے گلاب و کیوڑہ مین رکھین یا ادسپر زر و جواہر باندھین درد رفع نہوگا جب تک وہ ہڈی اپنی جگہہ پر نہ بیٹھ جائے اور یہ امر بیہاں سے

---

[1] پہلے جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ درہ بیضا یعنی عقل ہے ۱۲ مترجم

که درد ہمیشہ کسی فارق کے درمیان مین آنے سے پیدا ہوتا ہے یہ تو بالعموم ہے اور بالخصوص درد کی تین قسمین ہین ایک وہ کہ عاشق کو ہوتا ہے بوجہ فراق معشوق کے دوسرے وہ کہ سالک کو ہوتا ہے بوجہ بعد کے مبدار سے تیسرے وہ کہ عارف کو ہوتا ہے بوجہ بے نہایتی کمال ذاتی کے کیونکہ وہان اگرچہ حجابات نہین ہوتے ہین جو فارق ہون لیکن عارف کی طلب بے نہایت ہوتی ہے حصول کمال ذاتی کیلئے اور کمال ذاتی بوجہ بے نہایتی حد وحصر سے باہر ہے پس اوسکے پانی پر سکون نہین ہوتا ہے بوجہ شدت طلب کے لہذا یہی طلب فارق ہوتی ہے طالب و مطلوب مین اسی سے وہ درد پیدا ہوتا ہے جسکو مولانا عطار نے کہا ہے ؎

کفر کافر را ودین دیندار را — ذرۂ درد دل عطار را

اور یہی عین یافت وکمال ہے کیونکہ خداوند تعالےٰ نے حدیث قدسی مین فرمایا ہے کہ انا عند المنکسرۃ قلوبہم لاجلی یعنی مین ان لوگون کے پاس ہون جنکے دل میری وجہ سے ٹوٹتے ہین یہان پر ایک نکتہ لطیف ہے اور وہ یہ کہ سبب ٹوٹنے دلونکا فراق یا شوق یا ولہ یا محرومی یا دوری یا مجبوری نہین بیان کی گئی ہے بلکہ سبب اوسکا ذات متکلم کی ہے جیسا کہ لاجلی سے ظاہر ہے اور اس سے اشارہ اوسی کمال ذاتی کیطرف ہے جو اوپر بیان کیا گیا ؎

دردم از یار است ودرمان نیز ہم — دل فدائے او شد وجان نیز ہم

درباطن سالک کا اپنی نظر باطن سے احوال ماضیہ ومستقبل کے محو کرنے کو کہتے ہین

درون عالم ملکوت کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک عالم انفس کو کہتے ہین۔

دُرد نکات اور اسرار اور اشارات الٰہی کو کہتے ہین جو مادہ اور غیرمادہ ہیو محسوس ہو

دُرد — تلچھٹ کو کہتے ہین اور اِس سے مراد جاذبۂ حقیقی ذاتی ہے ؎

• ساقیا دہ کہ ما دُردی کشِ میخانہ ایم — با خراباتِ آشنا و از خرد بیگانہ ایم

دست — صفت قدرت کو کہتے ہین

دستگاہ — جمیع صفات اور کمال کے حصول کو کہتے ہین کہ جو باوجود قدرت کے ہو۔

دف — طلب معشوق مراد ہے۔ مرادف بربط و چنگ

دلالت — کہتے ہین ایک شے کا ہونا اسطرح پر کہ اُس شے کے علم سے دوسری شے کا علم حاصل ہو جیسے کہ وجود مصنوع کے علم سے وجود صانع کا علم حاصل ہوتا ہے اور اصطلاح تصوف مین اشارات و بشارات مرشدی کو کہتے ہین جن سے سالک حضرت الوہیت کی طرف ہدایت پاتا ہے۔

دلائل ثلثہ — اصطلاح اہل منطق مین دلالت مطابقی اور تضمنی اور التزامی کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح صوفیہ مین فنافی الشیخ اور فنافی الرسول اور فنافی اللہ کو کہتے ہین بعض عدم شعور ناظر کو فنافی الشیخ اور محویت منظور کو فنافی الرسول اور اضمحلال نظر کو فنافی اللہ کہتے ہین

دلبر — تجلی صفاتی کو کہتے ہین اور بعض صفت قابض سے عبارت کرتے ہین

دلدار — حقیقت روحی اور صفت باسطی کو کہتے ہین اور تجلیات صفاتی کو بھی کہ جو سالک کے دل پر وارد ہوتی ہین ؎

منزلِ حافظ کنون بارگہ کبریاست — دل بر دلدار رفت جان بر جانانہ شد

دل — لطیفہ ربانی اور روحانی کو کہتے ہین اور اسی کو حقیقت انسانی بھی کہتے ہین کہ جو مدرک اور عالم اور عاشق اور عارف اور مخاطب اور معاتب ہے جس شخص نے

کہ دل کو پایا اوسنے حق کو پایا اور بعض لوگ منظر باری بہی کہتے ہین خداوند تعالے
حدیث قدسی مین فرماتا ہے کہ نہ سماسکے مجھکو زمین وآسمان اور سمالیا مجھکو قلب
عبد مومن نے ؎

دل را بطاق ابروے جانانہ خفتیم قندیل کعبہ را بصنمخانہ سوختیم

دلال اُس کیفیت اضطرابی اور قلقی کو کہتے ہین کہ جو عشق اور ذوق کے سبب سے باطن سالک پر وارد ہو

دلکشائی صفت فتاحی کو کہتے ہین کہ جس سے دل مانوس ہوتا ہے

دلق تعین کو کہتے ہین

دلق دہ تویی مجموعۂ حواس ظاہرہ اور باطنہ کو کہتے ہین

دم لغت مین سانس کو اور اصطلاح مین حرکت باطنی کو دم کہتے ہین یعنی حرکت ذات باری کو
پس سانس انسان اور حیوان ذی روح کی ذات ہی کی حرکت سے ہے

دنیا حق سے غافل ہونیکو اور حق کے فراموش کرنے کو کہتے ہین ؎

چیست دنیا از خدا غافل شدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دوزخ نفس امارہ کو کہتے ہین۔ اسکا بیان اوپر گذر چکا۔

دَوْر نہایت سلوک کو کہتے ہین کہ النہایت ھی الرجوع الی البدایت
یعنی نہایت وہی ابتدا کیطرف پلٹنا ہے

دوستی محبت سالک کو کہتے ہین

دوری معارف کیفیات پر شعور ہوجانیکو کہتے ہین اور اسکو عالم تفرقہ اور حقایق بہی کہتے ہین

دوش بمعنی شانہ یا پشت اصطلاح مین صفت کبریائی حق عالم ازل مجلی تکثیر اسما
وعالم غیب کو کہتے ہین۔

دوست شیفتہ محبت الٰہی کو کہتے ہین اور یہی حقیقی دوستی ہی حقیقی دوست انکو کہتے ہین
جو باہم یکدل ہون یعنی اسکے اطوار و صفات و حالات و عادات وغیرہ سب
اوسمین پائے جائین اور اسمین جو باتین اوسکی ہون وہ سب اسمین پائی جائین
اسی سے حدیث مین ہی کہ جو اللہ کے پاس بیٹھنا چاہیے وہ فقرا کے پاس بیٹھے
اور یہی فقرا حقیقی دوست ہین ؎

من چرا گرد جہان گردم چہ دوست	در میان جان شیرین من است

دہ ودیہ وجود کو کہتے ہین۔
دہان صفت متکلمی و صفت حیات کو کہتے ہین
دہان شیرین صفت متکلمی کو کہ جو بطریق تقدیس ہو اور وہ خارج ہو وہم اور فہم انسانی سے
اور اسی کو دہان کو چاک بھی کہتے ہین
دیدار دنیا مین دیدۂ دل سے حق کے دیکھنے کو کہتے ہین یعنی ہر شئے مین ذات حق کی
جلوہ گر دیکھنا اور کسی دم ذات حق سے غافل نہونا۔
دیر اصطلاح مین مرشد کامل کے مکان کو کہتے ہین اور عالم حیرت کو بھی اور
عالم باطن کو بھی کہتے ہین کیونکہ اوسین پہونچنے سے شوق الٰہی حاصل ہوتا ہے
اور سالک اسرار الٰہی پر مطلع ہوتا ہی ؎

در دیر چون زدم من زدرون ندا برآمد	کہ بیا بیا عراقی تو ز خاصگان مائی

دیدہ کہتے ہین مطلع ہونا خدا کا سالک کے کل احوال پر خواہ وہ از قسم خیر ہو یا شر اور چشم بصیر کو بھی کہتے ہین
دین شریعت محمدی کو کہتے ہین کہ جو سب دینون پر غالب اور سب کی ناسخ ہے
نیز حق سے یاد رہنے کو کہتے ہین جو اصل اصول ہی۔

دیوانگی	احکامِ عشق کو کہتے ہین کہ جسمین ہمہ تن خرابات ہی ہے
دیوانہ	اوسکو کہتے ہین جو اپنی خودی سے بیگانہ اور طلب حق مین حیران ہو
دیار دلدار	عالم شہود کو کہتے ہین
دید	اس سے مراد ذات حق کا مشاہدہ ہے۔

باب گیارہوان حرف ذال کے اصطلاحات کے بیان مین

ذات وجود کو کہتے ہین وجود اور ذات اور ہستی اور ہست یہ ایک ہی معنی مین ہے حضرات توحید شہودی ذات کو وجود منفک کہتے ہین کیونکہ ذات عبد کی عدم محض اور عدم مطلق ہے یہ ہرگز موجود نہین ہوسکتی کیونکہ اعادہ معدوم محال ہے اور اہل توحید وجودی ایک ہی معنی مین کہتے ہین۔

ذات ہو ہو اس سے اشارہ ہے مرتبہ سلب صفات کی طرف اور اسی کو مرتبہ ہویت کہتے ہین

ذات ساذج اس مرتبہ مین ذات کے ساتھ اور کوئی اعتبار نہین اسی کو ذات بحت اور ذات صرف کہتے ہین

ذات باعتبار مرتبہ واحدیت کو کہتے ہین کہ جسمین تفصیل صفات ہے۔

ذخائر اللہ یہ ایک قوم ہے اولیا مین سے حق تعالیٰ انکے سبب سے بلا کو اپنے بندون سے دفع کرتا ہے جیسے فاقہ کی بلا کو بسبب ذخیرہ کے دفع کرتا ہے۔

ذاکر اس شخص کو کہتے ہین جو ذکر حق مین ایسا مشغول اور مستغرق ہو کہ بجز حق کے دوسرا کوئی یاد نہ آوے اور اس یاد مین گم ہوجائے ذاکر شاغل صاحب ذکر اور شغل کو کہتے ہین یہ افضل ہے کہ جو دو کمال رکھتا ہے محض ذاکر غیر شاغل سے

ذکر نسیان کی ضد کو کہتے ہین پس جس چیز کے توسل سے مطلوب یاد آوے اوسکو

ذکر کہتے ہین عام اس سے کہ وہ اسمًا یا فعلًا یا رسمًا یا جسمًا یا جسمانیۃً حاصل ہو
اور جس چیز سے مطلوب کا نسیان ہو اوسکا حاصل کرنا ضلالت ہی بعض کہتے ہین
کہ اقسام ذکر کے بہت ہین ذکر قلب ذکر روح ذکر سر ذکر خفی ذکر اخفی ذکر
اخفی ذکر قلب کہتے ہین اسم مطلوب کا مطالعہ کرنا بغیر اعتبار تقدم اور تاخر اور
حرکات اور سکنات وغیرہ کے ذکر روح اس سے مراد پاس انفاس ہی ذکر سر
کہتے ہین اسم مطلوب کے فراموش کرنے اور سمجنے سے اونگنے کو اور انتہا
اسکی یہ ہی کہ ذکر اور ذاکر درمیان سے اوٹھ جائے اور لذت ذکر اور علم ذکر بھی
باقی نہ رہے یعنی اگر ذکر اور ذاکر درمیان سے اوٹھ جائے اور لذت ذکر باقی
رہے تو اوسکو ذکر خفی کہتے ہین اور اگر ذکر اور ذاکر اور لذت ذکر اوٹھ جاے
اور علم بلذت ذکر باقی رہے تو اوسکو ذکر اخفی کہینگے اور اگر علم بلذت ذکر بھی
باقی نرہے تو اوسکو ذکر اخفاے اخفی کہینگے بعض کہتے ہین کہ ذکر چار طرح ہی
ایک یہ کہ زبان ذاکر اور دل غافل دوسرا یہ کہ زبان اور دل دونون ذاکر ہون
لیکن کبھی کبھی دونون غافل ہون تیسرے یہ کہ زبان اور دل دونون آپس مین
موافقت رکھتے ہون چوتھے یہ کہ زبان بالکل غافل اور بیکار ہو اور دل ذاکر
اور حاضر یہی حقیقت ذاکر ہے اور انتہاے مقام ہی اس مرتبہ مین ذاکر اپنی
صوت دلکو سنتا ہی اور صوت دل ذاکر غیر نہین سُن سکتا ہی اور بعض کہتے ہین
کہ جلیع بحال مبتدی ذکر ہی اور بحال متوسط تلاوت قران اور بحال منتہی نماز
نفل اور بعض اکابر کہتے ہین کہ ذکر اصل مین پانچ ہین۔ ذکر جلی اور ذکر قلبی
اور ذکر روحی اور ذکر سری اور ذکر خفی ذکر جلی اسم اللہ کا اور کلمہ طیبہ کا

خواہ وہ کسی صورت سے کیون نہو زبان سے یا دل سے یا دم سے یعنی سانس سے
اور ذکر قلبی ایک شغل خاص کو کہتے ہین وہ یہ ہے کہ سالک اپنے کو غائب اور
حق کو اپنی صورت پر حاضر جانے کہ مین وجود حق سے موجود ہون بلکہ مین
نہین ہون حق ہی موجود ہے اور ذکر روحی مشاہدہ کو کہتے ہین اور وہ یہ ہے
کہ پہلے ذات اور صفات اور آثار اور افعال کو پہچان کر نظر باطن کو صفات
اور آثار اور افعال سے اوٹھاکر ذات پر رکھے تاکہ یہ نظر درمیان تجلی و استتار
یعنی ظہور اور خفا کے ہو تب اسوقت مشاہدہ حاصل ہوگا اور جب تجلی غالب
ہوجائے اور استتار رافع ہوجائے تو اوسوقت اسکو معائنہ اور ذکر سری
کہینگے اور جب کوئی شغل بشری مانع اس نظر کا نہو یعنی ہر شغل مین وہ نظر
قایم ہو تو اسوقت مین معاینہ اور ذکر خفی دایم الحال کہینگے اور عارفان
کامل کے نزدیک مرتبہ احدیت کو بھی ذکر خفی کہتے ہین اسلئے کہ جو ذات کا ذاکر ہے
وہ اوس مقام تک پہونچتا ہے اور اوسمین گم اور محو اور بیخود ہوجاتا ہے۔

ذوق شہود حق حق کیواسطے عین جمع مین یعنی حق کی دید حق کیساتہ اسلئے کہ عبد کی
پہونچ جسوقت عین جمع تک ہوتی ہے اسوقت عبد کی خودی بسبب محویت
باقی نہین رہتی ہے پس اوسوقت دید حق حق کیساتہ ہوگی نہ غیر کیساتہ کیونکہ اسوقت عبد
باقی نہ رہا اور غیریت اوٹھ گئی بعض کہتے ہین کہ ذوق پہلے درجہ کا نام ہے
درجات شہود حق بالحق مین سے بوارق تجلیات متوالیہ کے وقت اور اسی کو
برقی تجلی سے بھی تعبیر کرتے ہین اور جب تجلی زیادہ ہوتی ہے اور سالک اوسط
مقام شہود تک پہونچتا ہے اسکو شرب اور اگر نہایت مقام تک پہونچتا ہے

تو اوسکو رے کہتے ہین ؎

رے چہ باشد ہزار ہمچون رے　　بدہم از برائے منصب رے

یہ مراتب حسب صفائی باطن بلالحاظ غیریت کے ہین۔

ذوالعقل اُس شخص کو کہتے ہین جو خلق کو ظاہر اور حق کو باطن دیکھے اوسوقت اوسکی نزدیک حق آئنہ خلق ہوگا اور محتجب ہوگا اسطرح جیسے صورت کیوجہ سے آئنہ محتجب ہوتا ہی یا مطلق بسبب مقید محجوب ہوتا ہے۔

ذوالعین وہ صاحب بصیرت کہ جو حق کو ظاہر اور خلق کو باطن پائے اور حق خلق مین مستور ہو

ذوالعقل والعین صاحب بصیرت کو کہتے ہین اور صاحب بصیرت وہی ہے جو حق کو خلق مین اور خلق کو حق مین دیکھے

ذوق فی معرفۃ اللہ عبارت ہی نور عرفانی سے جس سے حق متجلے اولیاء اللہ کے دلونمین ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے حق اور باطل مین تمیز ہوتی ہے۔

ذہاب یعنی دل کا ہر محسوس کے حس ہو بسبب ہی مشاہدہ محبوب کے خواہ وہ کوئی ہو اکثر یہ عین ہوتا ہے

باب بارہوان حرف راء کے اصطلاحات کے بیانمین

راحت کسی چیز کے پانے کو کہتے ہین جو موافق دل کے ارادہ کے ہو

راہ فنا عاشقین کی اصطلاح مین عشق کو اور ذاکرین ذکر کو کہتے ہین

ران اُس حجاب کو کہتے ہین کہ جو درمیان قلب اور عالم قدس حایل ہی بسبب استیلائے ہیات نفسانیہ و غلبہ ظلمات جسمانیہ ہے۔

راز سے مراد معرفت حق تعالے ہی جو قلوب عرفا مین پوشیدہ ہو ؎

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو　　کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

رب ایک اسم حق ہو باعتبار نسبت ذات کے اعیان ثابتہ کیطرف جیسے خالق اور رازق وغیرہ ہین پس رب ایک اسم حق ہو جو مقتضی ہو مربوب در تحقق و تعین کو اور ترتب مربوبیت رب کیساتھ اسمار الٰہی اور کیانی ہین ہو مثلاً اسم رب مقتضی ہے کہ اسم بدیع سے عقل کل کا صدور ہو اور اسی طرح اور بہی اسمار ہین۔

رب الارباب خداوند تعالےٰ کو کہتے ہین جو باعتبار اسم منشار تمامی اسمار و صفات کا اور غایت الغایات ہو اور حاوی ہے تمام مطالب کو اور اسی طرف اشارہ ہو و الی ربک المنتہےٰ سے اور یہی مظہر تعین اول ہو اور ربوبیت عظمیٰ اسی کے مختص ہو بعض کہتے ہین کہ اسمار رب تین قسم پر ہین ذاتیہ اور صفاتیہ اور فعلیہ کیونکہ اسم اطلاق کیا جاتا ہے ذات پر باعتبار نسبت اور تعین کے اور یہ اعتبار یا تو امر عدمی نسبی محض ہو جیسے کہ غنی اور اول اور آخر اور ظاہر اور باطن یا وہ غیر نسبی ہین جیسے کہ قدوس و سلام ان اسمار کو اسمار الذات کہتے ہین یا یہ باعتبار معنی وجودی کے ہین کہ جسکو عقل بغیر اثبات کے اعتبار کرتی ہے یا وہ خارج ہون عقل سے اس تقدیر مین یا تو وہ معنی وجودی موقوف نہین ہین تعقل غیر پر جیسے کہ حی اور واجب ہو یا وہ موقوف رہتے ہین تعقل غیر پر سوای اُسکے وجود کے جیسے عالم اور قادر ہین انکو اسمار صفات کہتے ہین اور یا وہ موقوف رہتے ہین غیر کے وجود پر جیسے کہ خالق اور رزاق وغیرہ ان اسمار کو اسمار افعال کہتے ہین کیونکہ اسمار مصادر افعال ہین اس سے ظاہر ہوا کہ اطلاق رب الارباب کا اسم اللہ پر باعتبار جامعیت ہے۔

ربوبیت اس سے مراد پرورش عالم ہو بواسطہ ظہور اسمار اور ظہور اسمار حق مرتبہ واحدیت مین ہوتا ہے کہ جسکو بشیر و نشئے کہتے ہین۔

لہ یعنی کونی ۱۲ ئہ اور تیرے پرورد گار کیطرف انتہا ہے ۱۲

رباب مرادف چنگ و بربط ہے

مطرب بنواز ساز دل را　　این چنگ و دف و رباب تا کے

رتق لغت مین باندھنے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین مجمل ہونا مادہ واحدانیہ کا کہ جسکو عنصر اعظم کہتے ہین جو مطلق مجمل تھا قبل پیدایش آسمان و زمین کے اور عنصر اعظم ہیولائے اولے کو کہتے ہین اور بعد پیدایش آسمان و زمین کے وہ مادہ مجمل مطلق مفتوق ہوا یعنی تفصیل پائی اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے رتق کا ذات احدیت پر قبل تفصیل کے حضرت واحدیت مین جیسے کہ شجر گٹھلی مین اور اطلاق کیا جاتا ہے فتق کا حضرت واحدیت کی نسبتون پر باعتبار ان نسبتون کے ظہور کے خلاصہ یہ کہ رتق اجمال اور فتق تفصیل کو کہتے ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت مین ان[۱] السموات والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما وجعلنا من الماء کل شئ حی افلا یومنون

رجب یار کہتے ہین ہمیشہ طلب کرنا حق سے مقام احدیت کو بوجہ محبوبیت کے

رجعت کہتے ہین بسبب قہر الٰہی کے مقام وصول سے بعد بعد انقطاع پھر جانا۔

رحمٰن یہ ایک اسم حق ہے باعتبار جمعیت اسمائیہ کے حضرت الٰہیہ مین اسی سے جمیع وجود اور باقی کمالات جمیع ممکنات پر فائض ہوتے ہین۔

رحیم یہ ایک اسم حق ہے باعتبار کمالات معنویہ کے اہل ایمان پر جیسے کہ معرفت اور توحید وغیرہ

رحمتہ امتنانیہ فیضان نعمت بغیر شرط عمل ہونے کو کہتے ہین اور یہ آیہ رحمتی[۲] وسعت کل شئ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

[۱] بیشک آسمان اور زمین تھے بند ہوئے پس کھولا ہمنے اونہین دونون کو اور کردیا ہمنے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا پس نہین ایمان لاوینگے وہ لوگ ۱۲ [۲] میری رحمت نے سمالیا ہر چیز کو ۱۲

رحمۃ وجوبیہ اُس رحمت کو کہتے ہیں کہ جو متقین کیواسطے رکھی گئی جیسا کہ ارشاد باری ہے
فسأكتبها للذين يتقون[1] اور ان رحمة الله قريب من المحسنين[2]
اور یہ رحمت وجوبیہ رحمت امتنانیہ میں بھی داخل ہے اسلئے کہ حق کا وعدہ کرنا بندے کے
عمل پر رحمۃ وجوبیہ کیساتھ یہ منت محض ہے۔

رُخ تجلیات کو کہتے ہیں اور ذات الٰہی کو بھی باعتبار ظہور کثرت اسمائی اور صفاتی کے
اور تجلی جمالی کے ظہور کو بھی کہتے ہیں اعیان عالم کا وجود اسی کے سبب سے ہے
اور یہی سبب اسماء حق کے ظہور کا واقع ہوا اور بندگی شیخ جمال لکھتے ہیں کہ رُخ
واحدیت یعنی مرتبہ تفصیل اسماء کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک رخ ذات
حق کو کہتے ہیں۔ گلشن راز ؎

رخ اینجا مظہر لطف خدائیست مراد از خط جناب کبریائیست

رُخسار حقیقت جامعہ کو کہتے ہیں اور یہی فاتحۃ الکتاب ہے ؎

مگر رخسار او سبع المثانیست کہ ہر حرفے ازو بحر معانیست

بعض رخسار سے وحدانیت بھی مراد لیتے ہیں۔

رداء کہتے ہیں صفات حق کا ظہور بندے پر ہونا اور مقام کبریائی کو کہتے ہیں حدیث
قدسی الکبریاء ردائی[3] الحدیث۔

ردی کہتے ہیں ظاہر کرنا صفات حق کو باطل کے ساتھ یعنی جو صفات مختص ہیں
حق کیساتھ انمیں سے کسی صفت کو عبد کا اپنے ساتھ برتاؤ کرنا اسی کو صد الاحدیت
ردی کہتے ہیں اور یہی عبد کے واسطے علامت ردی کی ہے یعنی ہلاکی جیسا کہ

[1] پس لکھونگا میں اوسکو ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں ۱۲ [2] بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہے احسان
والوں کے لئے ۱۲ [3] کبریائی میری رداء ہے ۱۲

حق تعالے حدیث قدسی مین ارشاد فرماتا ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحد منہما قصمتہ۔

رسم کہتے ہین خلق اور صفات کو اسلئے کہ رسوم آثار کو کہتے ہین تمامی ماسوی اللہ آثار حق ہین کہ جو ناشے ہین افعال حق سے۔

رضا کہتے ہین خوش رہنا بندے کا اُس چیز پر کہ قضاء آلہی سے پہونچے اوسپر راضی رہنا اور بہروسہ کرنا کمتر درجہ اُسکا صبر ہے اور اعلے درجہ اسکا تسلیم ہی یہ بہی مقامات پنجگانہ مین سے ہے جو یہ ہین توکل شکر رضا تفویض تسلیم

رعونۃ حظوظ نفسانی اور مقتضیات طبیعت مین قائم رہنے کو کہتے ہین۔

رغبت تین طرح پر ہوتی ہی نفس سے اور قلب سے اور سر سے نفس کی رغبت ثواب کیطرف ہوتی ہی اور قلب کی مطلوب کی طرف اور سر کی حق کی طرف

رفتن عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف عروج کرنے کو کہتے ہین۔

رقیقہ لطیفہ نورانیہ کو کہتے ہین اور کبہی رقیقہ سے مراد لطیفہ لیتے ہین جو مرتبط ہی دو شے کے درمیان ہین جیسے کہ مدد واصل ہے حق سے عبد کی طرف اسکو رقیقۃ النزول کہتے ہین اور وسیلہ ہی جسکے سبب سے عبد قریب ہوتا ہے حق سے اور یہ وسیلہ عبارت ہی علوم نافعہ اور اعمال اور اخلاق حسنہ اور مقامات رفیعہ سے اسکو رقیقۃ العروج اور رقیقۃ الارتقا کہتے ہین اور کبہی رقایق کا اطلاق کیا جاتا ہے علوم طریقت اور سلوک اور اُس چیز پر جس سے عبد کا باطن پاک ہوتا ہی اور کثافات نفس زائل ہو جاتی ہین

۱؎ کبریائی میری ردا ہی اور عظمت میری ازار پس جو شخص مجسے جہگڑا کرے ان دونون مین سے کسی کے لیے تو توڑ دون مین پس اُسکو

رقیب — نفس امارہ اور حواس خمسہ ظاہری و باطنی کو کہتے ہیں ؎

ز رقیب دیو سیرت بخدا ہمی پناہم — مگر آن شہاب ثاقب مددی کند خدا را

رنگ — ذات و صفات و افعال و آثار کے ظہور کو کہتے ہیں جو ہر آن اور ہر لحظہ نئی صورت اور نیا جلوہ دکھلاتا ہے۔

رند — اوسکو کہتے ہین جو حقایق کو بے پردہ بیان کرے ہر ایک سے نیز رند اوس آزاد مرد کو کہتے ہین جو قیود و رسوم عادات و طبیعت سے نکل گیا ہو اور راہ حق مین بیباک ہو کہ کوئی چیز اوسکو حصول مقصود سے روک نہ سکے۔

رندی — عبارت ہی قطع نظر کرنا اعمال و رسوم خلق سے۔ حضرت صاحب ؎

رند بدست و خراب بادوام — پیر مغ را صاحب سجادہ ام

رنج — اوس کیفیت انقباضی کا نام ہی جو کسی امر خلاف طبیعت کو واقع ہونیسے قلب پر وارد ہو

رویت حق — یعنی حق کو خلق مین دیکھنا یہ ایک مشہور مسئلہ ہی اسطرح پر کہ خلق مظہر حق ہو اور یہ وجود حق سے موجود ہوئی نہ کہ از خود کیونکہ یہ محال ہی اسلیئے کہ غیر وجود حق عدم محض کا موجود ہونا محال ہی پس فی الحقیقت وجود حقیقی حق ہی جو تعینات اور تشبیہات کے لباس کے ساتھ موجود ہے اسی وجہ سے جو کچھ عالم مین نظر آتا ہے وہ وجود حق ہے کہ اپنے اسمار اور صفات کیساتھ نظر آتا ہے نہ غیر اسلیئے کہ خلق ایک امر موہوم اور معقول ہے الحق ۵۴ محسوس والخلق معقول حضرت شیخ اکبر فصوص الحکم مین لکھتے ہین کہ رویت حق کے لئے باعتبار تقید اور اطلاق کئی مراتب ہین جیسے کہ انسان کے لئے باعتبار تقید اور اطلاق مراتب ہین یعنی جب لاف کی رح

---

۵۴ حق محسوس ہی اور خلق معقول ۱۲ مترجم

اور قلب وغیرہ اور یہ مراتب ایک سے ایک لطیف اور مطلق ہین پہر کیفیت رویت بہی ہر مرتبہ مین

باعتبار تقید اور اطلاق جدا جدا ہے پس رویت چشم سر باعتبار تقید ہے

اور رویت قلب کی بہ نسبت جسد کے لطیف اور مطلق ہے اور رویت روح کی

بہ نسبت قلب کی مطلق اور لطیف ہے اور اسیطرح جسقدر لطافت اور اطلاق

سالک پر بڑہتا جائیگا رویت بہی بطریق لطافت اور اطلاق بڑہتی جائیگی

اور سالک حسب مراتب مقید کو مقید دیکہیگا اور مطلق کو مطلق اور مقید مطلق کو

نہ دیکہہ سکیگا لیکن مطلق مقید کو دیکہیگا خواہ وہ جہان ہو دنیا مین ہو۔ یا

عقبے مین ہو اور دنیا مین جو حق کی رویت محال ہے وہ اسلئے کہ مقید مطلق کو

نہین دیکہہ سکتا ہے البتہ جس شخص نے مجاہدہ اور جاذبہ حق کی مدد سے اپنے کو

مطلق کیا ہے وہ بیشک باعتبار اطلاق دنیا مین بہی حق کو بطریق اطلاق شاہدہ کریگا

روح — وجہ خاص حق ہے اور کل ارواح اسی کی فروع ہین ہر ہر مرتبہ مین حسب استعداد

جمادی اور نباتی اور حیوانی اور انسانی کے نام اسکا جدا جدا رکہا گیا اور یہ نہ

نزدیک ہے نہ دور اور نہ یمین مین ہے نہ یسار مین اور نہ تحت مین اور نہ فوق مین

بلکہ ہر دو عالم مین وہ ظاہر ہے اور آیۃ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ[1] اور

ونفخت فیہ من روحی[2] سے اسی کی طرف اشارہ ہے اسی کو روح قدسی بہی

کہتے ہین اور یہی وہ روح ہے جو متمثل ہوئی حضرت موسیٰ کے لئے اور ارشاد کیا کہ

انی انا اللہ لا الہ الا انا[3]۔

روح الالقا — اوس فرشتہ کو کہتے ہین جو بندون کے قلوب پر امر الٰہی القا کرتا ہے جیساکہ خود

---

[1] ترجمہ ہو چکا ۱۲ [2] اور پہونکا مینے اوسمین اپنی روح کو ۱۲ [3] بیشک مین اللہ ہون نہین کوئی معبود مگر مین ۱۲

کلام مجید مین ہی یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ اسسے

مراد جبرئیل علیہ السلام ہین۔

روح اعظم روح کلی کو کہتے ہین جو مظہر ذات الٰہی ہی من حیث الربوبیۃ اور اوسکی کنہہ سوائے

حق کے اور کوئی نہین جانتا ہی حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہین کہ وھو

العقل الاول والحقیقۃ المحمدیۃ والنفس الواحدۃ والحقیقۃ

الاسمائیۃ اور یہی اول موجودات ہی جسکو خداوند تعالے نے اپنی صورت کے

پیدا کیا اور یہی خلیفۂ اکبر اور جوہر نورانی ہی جسکی جوہریت مظہر ذات ہے اور

نورانیت مظہر علم ذات ہی اور یہ باعتبار جوہریت کے مسمّی نفس واحد ہے اور

باعتبار نورانیت موسوم بعقل اول اب جسطرح کہ عالم کبیر مین روح اعظم کے

مظہر اسماء ہین یعنی عقل اول اور قلم اعلی اور نور اور نفس کائنہ اور لوح محفوظ

اسی طرح عالم صغیر انسانی مین بھی مظاہر اور اسما بحسب المراتب و الظہورات ہین

اصطلاح اہل اللہ مین اور یہی مظاہر سر اور خفا اور روح اور قلب اور کلمہ اور

روع اور فواد اور صدر اور عقل اور نفس ہین

روح عالم عبارت آدم علیہ السلام سے ہے کیونکہ آدم علیہ السلام خلیفہ حق ہین جیسا کہ ارشاد

ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ جو کچھ حق پر اطلاق کیا جاتا ہی اوسکا

اطلاق اسپر بھی جائز ہی کہ الخلیفۃ فی حکم المستخلف

روز نتایج انوار کو کہتے ہین صاحب گلشن راز کہتے ہین کہ دن کو دن اسوجہ سے

کہتے ہین کہ یہ صاحب جمعیت و نورنیت ہی اسکو وحدت اور وجہ حق کہتے ہین

؎ اوپر ڈالتا ہے روح اپنے امر سے جسپر چاہتا ہی بندون اپنے سے ؎ اور وہی عقل اول اور حقیقت محمدیہ
اور نفس واحدہ اور حقیقت اسمائیہ ہی ؎ تحقیق مین گردانے والا ہون زمین مین خلیفہ ؎ خلیفہ حکم مین مستخلف کے ہی

اور شب کو شب اسوجہ سے کہتے ہین کہ اسمین ظلمت اور تفرقہ ہے یہ مناقض ہے
روز کے اور اسے شب کثرت بھی کہتے ہین کیونکہ اسمین وجہ حق حجابات تعین
سے لیتا ہے اور یہی تاریکی ہے

روئے تنویرات تجلیات کو کہتے ہین اور بعض کشف انوار ایمان اور فتح ابواب عرفان
اور رفع حجاب جمال حقیقت و اعیان کو کہتے ہین اور بندگی شیخ جمال لکھتے ہین
کہ روی وجہ حق کو کہتے ہین اور بعض لکھتے ہین کہ روئے مرات تجلیات کو کہتے ہین
کہ جس سے معانی نوری اور صوری ظاہر ہوتے ہین اور تجلی اوسپر ختم ہوتی ہے اور
اسی کو لقاء مع اللہ بھی کہتے ہین۔

روسیاہی اس سے اشارہ ہے سواد الوجہ فی الدارین کیطرف او یہی ظلمت ذاتی اور اعلی مقام ہے

روزہ حالت تجرید کو کہتے ہین اور اس سے رفع خطرات مراد لیتے ہین ؎

روزہ حفظ دل است از خطرات — و ندران از مشاہدہ افطار

یہ تین قسم پر ہے روزہ عام روزہ خاص روزہ خاص بخاص روزہ عام عبارت ہے
امساک طعام صبح سے شام تک یہ شریعت ہے روزہ خاص عبارت ہے نگاہ رکھنا
اپنی زبان کو گویائی اور سمع کو شنوائی اور چشم کو بینائی ماسوائے اللہ سے اور روزہ
خاص بخاص یہ ہے کہ سالک اپنے دل مین سوائے اللہ اور آسایش کو جگہہ نہ دے
اور بغیر یاد حق کے وقت ضایع نہ کرے یہی صوم حقیقی ہے۔

روز و شب یہ مرادف شب و روز کا ہے بعض لوگ کہتے ہین کہ اس سے اشارہ ہے کفر و
دین کیطرف اور اس سے مراد غیب و شہادت بھی ہے او فراق اور وصال سے بھی عبارت ہے

رہبت دو طرح پر ہے ظاہری اور باطنی ظاہری یعنی وعید سے ڈرنا اور باطنی سلب کیفیت سے ڈرنا

ریاضت موافق شرع شریف کے عبادت اور صفائی قلب کے حاصل کرنیکو ریاضت کہتے ہین

ریحان اوس نور کو کہتے ہین جو بعد تصفیہ اور ریاضت کے حاصل ہو۔

ریا اعمال و عبادت ظاہر اور باطن مین خلق پر نظر رکھنا اور حق سی محجوب ہونا۔

باب تیرہوان حرفِ زا رے کے اصطلاحات کے بیان مین

زاہد اس شخص کو کہتے ہین کہ جو عبادت اور تقوے اختیار کرے اور ہمیشہ اسپر عامل ہو اور ما سوی اور متعلقات سے دلکو اٹھا دے اور دوئی اور غیریت کی نہ آنی دے

زاہد خلوت نشین دوش بمیخانہ شد　　از سر پیمان گذشت بر سر پیمانہ شد

پیمان سے مرتبہ تقید مراد ہے اور پیمانہ سے آزادی۔

زاہد خشک جاہل اور ریاکار کو کہتے ہین جو ظاہر احکام شرعیہ کی بجا آوری محض اپنی شہرت و تفاخر کے لئے کرتا ہو اور اپنے سوا ہر شخص کو حقیر سمجھتا ہے قلب اسکا سخت ہوتا ہے اور زبان اوسکی غیبت اور ذم خلایق پر دراز ہوتی ہے۔

زاجر اس واعظ اور ناصح کو کہتے ہین جو حق کیجانب سے قلب مومن مین ہو اور یہ ایک نور ہے جو داعی ہو عبد کو حق کیطرف اسکو حق نے اپنی عنایت سے عبد مومن کے قلب مین ودیعت رکھا ہے۔

زبان اسرار الٰہی کو کہتے ہین

زبان شیرین اس امر کو کہتے ہین کہ تقدیر کے موافق ہو۔

زجاجہ عبد مومن کے قلب کو کہتے ہین اور مصباح روح کو اور شجرہ نفس قدسی کو اور مشکوۃ جسم کو اور زیتونہ سے مراد وہ نفس ہے جو مستعد ہو استعمال نور قدسی سے

قوت فکریہ کے ساتھ زینت عبارت ہی نفس کے نور اصلی سے کلام مجید مین اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ[۱] اللہ نور السموات والارض نور ایک اسم ہی اسماء حق
مین سے باعتبار شدت ظہور حق اور ظہور اشیاء کے حق سے مطلب یہ ہی کہ حق وجود دہ
سماوات ارواح اور زمین اجساد کا ہی اسی کو وجود مطلق کہتے ہین اور اسی وجود سے
موجودات عالم وجود مین آئی اسلئے کہ اصل ظہور وجود ہی اور وجود عبارت ہے
ذات حق سے جسکے مقابل عدم محض ہی اور عدم محض کا وجود و ظہور محال ہی
تو اس جگہہ نور کا حمل اللہ پر حمل بالمواطاۃ[۲] ہی نہ حمل بالاشتقاق[۳] مثل[۴]
نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب
دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ
مشکوۃ کے لغت مین معنی طاقچہ کے ہین اس سے جسد کیطرف اشارہ ہی
کہ وہ فی نفسہ ظلمت ہی اور روشنی اوسمین روح کے نور سے ہی جسکی طرف مصباح سے
جسکے معنی چراغ کے ہین اشارہ کیا گیا اور زجاجہ قندیل کو کہتے ہین یعنی
روشنی جسم کے اندر مثل قندیل کے ہی اس سے اشارہ قلب کیطرف ہی جو منور ہے
یہ نور روح اور وہ اپنے نور سے غیر کو روشن کرتا ہی اور کوکب دری وفور نورانیت
اور کثرت شعاع کو کہتے ہین شجرہ نفس فکر کو کہتے ہین جس سے زجاجہ یعنی قلب

---

[۱] اللہ روشنی آسمانون اور زمین کی ۱۲ [۲] حمل بالمواطاۃ کہتے ہین اوسکو جسمین نسبت محمول کی موضوع کی طرف بلا واسطہ ہو ۱۲ [۳] حمل بالاشتقاق اوسکو کہتے ہین جسمین نسبت محمول کی موضوع کی طرف بواسطہ ہو ۱۲ [۴] مثال اوسکے نور کی جیسے طاق اوس مین ایک چراغ چراغ دہرا ایک شیشہ مین شیشہ جیسے ایک تارا چمکتا تیل جلتا ہے اوس مین ایک درخت برکت کے سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کی طرف نہ ڈوبنے کی طرف ۱۲

روشن ہوتا ہی اور یہ نفس نزکے پاک و صاف ہی اور زیتونتہ کے معنی درخت
اور تخم کے ہین اور شجرہ نفس کی بہانپر جو صفت لاشرقیۃ ولاغربیۃ کیساتھ
کی گئی وہ اسلئے کہ نفس درمیان غرب عالم اجساد کے جو موضع غروب نور الٰہی
ہے اور شرق عالم ارواح کے جو موضع طلوع اور ظہور نور الٰہی ہی متوسط ہے
کیونکہ نفس الطف اور انور ہے جسد سے اور اکثف اور اکدر ہی روح سے
یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی
اللہ لنورہٖ من یشاء ویضرب الامثال للناس واللہ
بکل شیٔ علیم یہ سب مخصوص ہو نفس کیساتہ کیونکہ نفس انسانی زیت ہے
اور نور قدسی اسمین کامن اور پوشیدہ ہے اور یہ روشن ہوتا ہی روح کی روشنی سے
اور ارواح انوار اجساد کے ہین اور عقول انوار اجسام کے تو لازم یہ ہی کہ حق تعالےٰ
نور ہو فوق انوار روح اور انوار عقول سے پس حق کا نور متضاعف ہے انوار
ارواح اور عقول سے اور محتجب ہی بسبب انوار روحانیہ اور انوار عقلیہ کے جیسے کہ
انوار روحانیہ اور انوار عقلیہ محجوب ہین بسبب حجابات اجساد انسان او عالم کے
اگرچہ حجابات وہمی اور عقلی ہین فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر
فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال رجال لا تلہیہم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون
یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار لیجزیہم اللہ احسن ما عملوا

ل قریب ہی کہ اسکا تیل چمک اٹھے اگرچہ نہ لگی ہو اوسکو آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دیتا ہی اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بتاتا ہے اللہ
کہاوتیں لوگوں کو اور اللہ سب چیز جانتا ہی ۲ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنیکا اور وہاں اوسکا نام
پڑھے یاد کیے جاتے ہیں اوسکی وہاں صبح و شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سوداگری میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے
اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے رہتے ہیں اوس دن سے جس میں الٹ جاویں گے دل اور آنکھیں کہ بدلا دیوے انکو اللہ بہتر انکے کاموں کا — تفسیر

وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

یعنی راہ بتاتا ہی اللہ اپنے نور کیطرف ان مقامات اور مکانات مین کہ حکم دیا اللہ نے کہ بلند کیجائے بنا اُسکی اور بلند کئے جائین درجات اُنکے اور ذکر کیا جائے نام اوسکا مسجد مین مجاہدہ اور تخلق باخلاق کیساتھ اور مقام نفس مین حضور اور مراقبہ کیساتھ اور متصف ہونا باوصاف آلہیہ مقام قلب مین اور مناجات اور مکالمہ اور تحقق بالاسرار مقام سر مین اور ملاطفت بالمشاہدہ (مہربانی ۱۲) اور تحیر فی الاسرار (حیرت اسرار مین ۱۲) مقام روح مین اور استغراق اور انطماس (مٹ جانا ۱۲) اور فنا مقام ذات مین اور اللہ مشاہدہ کراتا ہے جسے چاہتا ہی حد اور حصر سے باہر۔

زخم دل و زخم جگر دوام درد عشق سے مراد ہے۔

زر ریاضت اور مجاہدہ کو کہتے ہین

زردی سالک کی صفت عشقی کو کہتے ہین جو سلوک مین عارض ہوتی ہی اور درد کو بھی مراد لیتے ہین ؎

ہم عاشق و معشوقی ہم سرخی و ہم زردی ہم دارو و ہم دردی ہم جمعی و ہم فردی

زکوۃ ترک اور ایثار اور تصفیۂ باطن کو کہتے ہین یہ بھی تین طرح پر ہے زکوۃ عام زکوۃ خاص زکوۃ خاص الخاص زکوۃ عام یہ ہی کہ اپنے مال سے بعد سال گذرنیکے چالیسوان حصہ مستحق زکوۃ یعنی مسکین کو دے جو شارع علیہ السلام نے مقرر کر دیا ہی فقہ کی کتابون مین بالتفصیل مذکور ہی زکوۃ خاص یہ ہی کہ حقوق مقررۂ شریعت ادا کرے۔ اور زکوۃ خاص الخاص یہ ہی کہ سالک اپنے کو خدا کی راہ مین حکم فرمائے

اور بڑھتے دیگا ان کو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بلا حساب ۱۲

اور اپنی خودی گم کرے یہی زکوۃ حقیقی ہی۔

زکوۃ حسن — اُس سے مجازاً بوسہ اور حقیقتاً فیض روحانی مرشدی مراد ہی اور جاذبہ حقیقی ہی

نصاب حسن بر حد کمال است — زکوتم دہ کہ مسکین و فقیرم

زلف — جذبۂ عشق الٰہی کو اور موجودات اور تعینات کو بھی کہتے ہین بعض لوگ کہتے ہین

کہ زلف سے اشارہ ہی تجلی جلالی کیطرف مراتب تنزلات اور ظہورات مین

اور بندگی شیخ جمال لکھتے ہین کہ زلف جذبۂ الٰہی اور ظلمت کافری کو کہتے ہین

اور بعض غیب ہویت کو بھی کہتے ہین کہ جہان پر کسی کا گذر ہی نہین اور مشکلات

حقایق طریقت کو بھی کہتے ہین اور بعض لوگ زلف کو کسوت کیساتہ تشبیہ

دیتے ہین اسوجہ سے کہ زلف حاجب روئے وحدت ہی اور بعض لوگ کہتے ہین

کہ عرش سے لیکر تحت الثرے تک جو کچھ موجود ہی وہ زلف جناب باری ہی

اور بعض سلسلہ امکان کو زلف کہتے ہین جسکا اول مرتبہ عقل کل ہی اور

آخر مرتبہ انسان ہی

زلف تو یارب چہ زنجیر است کز سودائے او — ہر زمان دیوانہ میگردد خرد مند دگر

زمان — جو ہر وقت بدلتا رہی جسکی تشریح بضمن آن حرف الف مین ہوچکی۔

زمانہ — حکما کی اصطلاح مین حرکت فلکی کو کہتے ہین اور صوفیہ کی اصطلاح مین عالم کو

جسکو خیال حق کہتے ہین اسمین حدوث ہی قدم نہین یہان پر ایک اعتراض

یہ ہوتا ہے کہ حق قدیم ہی اور اوسکے صفات اور خیال سب قدیم ہین اور

خیال حق کو عالم کہتے ہین اسمین حدوث کیون ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ صحیح ہی

کہ خیال حق کو عالم کہتے ہین یہ قدیم ہی اور جو موجود فی الخارج ہی جسکو عالم شہادت

فی الخارج اور عالم ناسوت اور دنیا کہتے ہین اسمین حدوث اسوجہ سے ہے

کہ اسکا وجود صرف خارج یعنی ظاہری ہین ہو اور جسکا وجود کہ خارج مین پایا

جائیگا اسکے لئے حدوث لازمی ہی تو لازم یہ آیا کہ جو موجود فی الخارج ہے

وہ حادث ہی بوجہ تغیرات کے عالم مین تغیرات پائے جاتے ہین لہذا وہ

حادث فی الخارج ہی اور علم اور خیال حق مین قدیم ہی کیونکہ علم مین ہمیشہ سے تھا

اور ہمیشہ رہیگا۔

زمستان مقام کشف کو کہتے ہین۔

زنار یکرنگ کو کہتے ہین کہ عالم وحدت اور حقیقت محمدی مین یکجہت اور یکرنگ

اور صاحب یقین ہو کر کثرت کو اٹھا دے اور اس سے اشارہ زلف معشوق

کیطرف بھی ہی اور عقد خدمت اور بند اطاعت کی طرف بھی اسکی دو قسمین ہین

زنار محمود زنار مذموم زنار محمود عبادت اور عبودیت کیساتھ متعلق ہی اور

زنار مذموم دنیا اور نفس کیساتھ

زنار بستن یعنی خدمت کے لئے مستعد ہونا یہ عبودیت کے مشابہ ہے

یارم اگر ترسا شود زنار بندم بر میان   من زہد را یکسو نہم رسوا شوم رسوا شوم

زنخ عبارت ہے محل لطف اور محبت سے۔

زنخدان یہ عبارت ہی لطف اور عنایت سی کہ جسمین تھوڑے سے قہر کا بھی اظہار ہو

زہد عبادت ہی ترک دنیا اور اعراض لذات فانیہ سے اور بعض کے نزدیک ترک راحت

دنیا اس بنا پر کہ راحت عقبیٰ حاصل ہو اور بعض کے نزدیک دل ماسوے اللہ

کیطرف نہ مائل ہونیکو زہد کہتے ہین اور یہ مقام رندی سے ادنے ہے

باب چودھوان حرف سین کے اصطلاحات کے بیان مین

سالک اوسکو کہتے ہین کہ جو قلب سے متوجہ حق کی طرف ہو اور اسکی طرف سیر کرے اسکی دو قسمین ہین ایک سالک ہالک، ور دوسرا سالک واصل سالک ہالک اوسکو کہتے ہین جو ابتدا ہی سے مجاز مین مقید ہو جائے اور حقیقت سے بالکل بے خبر اور اپنا مقصود اور مطلوب اوس مجاز ہی کو جانے جیسے کہ ؎

ہرچہ در دنیا خیالت آن بود — تا ابد راہ وصالت آن بود

اور سالک واصل اسکو کہتے ہین کہ جو آغاز سلوک سے محکوم حقیقت ہو اور تقید سے نکلکر مرتبۂ اطلاق پر فائز ہو اور عدم سے شہود مین آوے اور توحید مطلق مین بالکل گم ہو نام نشان کچھ باقی ہی نہ رہے ؎

تو مباش اصلا کمال اینست وبس — تو در گم شو وصال اینست وبس

اور بعض کہتے ہین کہ جو اپنے مقامات کی سیر اپنی حالت سے کرے نہ علم سے اوسکو سالک واصل السالک کہینگے۔

سابقہ عنایت ازلی کو کہتے ہین۔

ساغر لغت مین شراب کے پیالے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین اوس سالک کو کہتے ہین کہ جو انوار غیبی مشاہدہ کرے اور مقامات کو ادراک کرے اور بعض ساغر سے گردش چشم مرشدی مراد لیتے ہین جو سالک کو حقیقی مستی عشق بخشتی ہے ؎

درغریبی فراق وغم دل پیر شدم — ساغر مے زکف تازہ جوانی بمن آر

ساقی فیض معنوی پہونچانے والے اور ترغیب دینے والون کو کہتے ہین جو اپنے کشف سے حقایق اور معارف بیان کرتے ہین اور ساقی صور مثالیہ ورد جلالیہ کو

بھی کہتے ہین کہ جسکے دیکھنے سے سالک پرمستی طاری ہوتی ہے اور مرشد اور محبوب

حقیقی اور درون عارف کامل کو بھی کہتے ہین صاحب مقصود الطالبین

لکھتے ہین کہ ساقی دو قسم کے ہوتے ہین ایک بیواسطہ اور ایک باواسطہ ساقی

بیواسطہ ذات حق کو کہتے ہین جیسا کہ سقٰھم ربھم شراباً طھوراً

شاہد ہے دوسرا باواسطۂ انبیا اور اولیا اور ملائکہ کے فیضان ہوتا ہے۔

ساعد صفت قدرت اور قوت کو کہتے ہین

ساز اس سے مراد یافت ذات ہے اور بقا بحق۔

ساکن داشتن زلف تعینات کے بحال رکھنے کو کہتے ہین۔

ساربان قضا اور قدر اور رہنما اور سالک اور مرشد کو کہتے ہین۔

ساقی شب پیر و مرشد کو کہتے ہین۔

سبزی کمال لطف کو کہتے ہین۔

سپیدی یکرنگی کو کہتے ہین۔

سپند کالے دانے کو کہتے ہین اس سے تجلی ذات مراد ہو جسکا رنگ تاریک ہے

جسکو ماہیۃ الحقایق بھی کہتے ہین

ستر حجاب کو کہتے ہین کہ جس کے رفع سے سالک وصل ہوتا ہے۔

سجود القلب کہتے ہین فانی ہونا سالک کا مشاہدہ حق مین اسطرح پر کہ ہوش و حواس باقی نرہے

سجادہ اسکی اصل سجادہ ہے مراد شریعت و طریقت و حقیقت مین کمال حاصل کرنا ہے

رند بدمست و خراب بادہ ام   پیر مغ را صاحب سجادہ ام

سحق اس سے مراد ہے حقیقت کی تجلی عظمت مین حجاب کا درمیان سے اٹھ جانا ہے

جیسا کہ حضرت جنید کا ارشاد ہے حادث جب قدیم سے قریب ہوتا ہے تو اوسکا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔

سخن شیرین اشارت الٰہی کو کہتے ہین جو انبیا علیہم السلام کو وحی اور اولیا کو الہام کیساتھ ہوتا ہے

سخن خوب اشارہ واضح کو کہتے ہین جو مادہ اور غیر مادہ مین ہو۔

سخن چون گوہر اشارت مدرکہ کو کہتے ہین۔

سخن اس سے اشارہ ہے عالم غیب کیطرف اور کلام الٰہی کو بھی کہتے ہین اس کی دو قسمین ہین بالعبارت اور بالاشارت اول مشتمل ہے الفاظ اور معانی اور مطالب اور حقایق پر جیسا کہ کلم[۱] اللہ موسیٰ تکلیما کہ طور پر کلام حضرت موسیٰ سے ہوا یا قرآن مجید ہے کہ الفاظ و معانی و مطالب و حقایق پر مشتمل ہے اور قسم دوم کلام بالاشارت ہے اور وہ مشتمل ہے صور اور ارواح اور اعیان اور شیون پر جیسا کہ جناب باری نے فرمایا کہ لو کان[۲] البحر مدادا الآیہ یا وکلمتہ[۳] القاھا الی مریم وروح منہ یہان پر کلمہ سے مراد وجود ناسوتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور اسکو زبان حال کہتے ہین اور اس معنی مین کل عالم کلام الٰہی ہے کہ صورتین بمنزلہ الفاظ کے ہین اور ارواح بمنزلہ معانی اعیان بمنزلہ مضمون یا مطلب اور شیون بمنزلہ حقایق ہین اور ان سب کا صدور ایک ذات سے ہے جو متکلم ہے اور مخاطب اوسکا حقیقت محمدی کی طرف ہے جو محبوب حق ہے لولاک[۴] لما خلقت الافلاک۔

---

۱ کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے کلام کرنے کے ۱۲ ۲ اور جو دریا سیاہی ہو ۱۲ ۳ اور کلمہ اپنے کو ڈالا اوسکو مریم مین اور روح اوسی مریم مین ۱۲ ۴ اگر نہ ہوتا تو البتہ نہ پیدا کرتا مین آسمانون کو ۱۲

سدرۃ المنتہیٰ عقل کلی کو کہتے ہین جہان پر سب کی سیر اور اعمال اور علوم عقلی منتہی ہوتے ہین اور یہی مراتب اسمار خلقیہ کی انتہا ہے۔

سِر اوس لطیفہ کو کہتے ہین کہ جو قلب مین امانت رکھا گیا ہی جیسے روح بدن مین اور یہی محل مشاہدہ ہی اور یہی ایک شے ہی جو خاص کی گئی ہے حق سے وقت توجہ ایجادی کے جیسے امواج متعین ہوتے ہین دریا سے وقت موج کے اور وہ عین ثابتہ ہے اسی سر سے ہر شخص انا انا کہتا ہے اسی سے امر خاص کیطرف اشارہ کیا گیا ہی اس قول مین انما قولنا لشیٔ اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون اسی واسطے کہا گیا ہے کہ نہین پہچانتا حق کو کوئی سوائے حق کے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عرفت ربی بربی یعنی پہچانا مین نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے اور حق نے فرمایا کہ الانسان سری وانا سرہٗ انسان میرا بھید ہی اور مین اوسکا بھید ہون یہان تخصیص انسان کی بوجہ جامعیت ہے۔

سر السر علم تفصیل حقایق اور اعمال اور احدیت الجمع کو کہتی ہین اور بعض ہویت فی مراد لیتے ہین

سر العلم اوس سے مراد سر علم باری تعالےٰ کا ہی جو حقیقت باری تعالےٰ کی ہے کیونکہ حقیقتاً علم عین حق ہی اور غیر بحسب اعتبار

سر الحال اوس چیز کو کہتے ہین کہ جسکے سبب سے اوسی حال مین مراد حق تعالےٰ کی پہچانی جائے یعنی جو کچھ وارد ہوا ہے اوسکی حقیقت و ماہیت کیا ہی اور منشاء اس حال کا کیا ہے

سر الحقیقۃ اوس چیز کو کہتے ہین کہ جو ظاہر ہو مخفی ہو ہر چیز اور ہر شے مین ہو اور یہی حقیقت باری تعالےٰ کی ہے

سر التجلیات سے مراد ہی مشاہدہ کرنا دل کا ہر شے کو ہر شے مین انکشاف تجلی اول کیساتھ

یعنی مشاہدہ کرنا احدیت جمعیہ کو تمامی اسمار مین بسبب ہر اسم کے متصف ہونیکے
کل اسمار کے ساتھ کیونکہ اسمار ذاتاً احدیت ذات سے متحد مین البتہ بسبب
اُن تعینات کے کہ جو اُنکو ان خارجیہ مین اُن اسمار کی صورتین ہین ہر اسم
باہم متمیز ہو گیا ہی پس اس صورتین سالک بوجہ احدیت کے ہر شئے کا ہر شئے مین
مشاہدہ کرتا ہے۔

سرالقدر اوس چیز کو کہتے ہین کہ جسکو حق نے ہر ہر عین ثابتہ سے ازل مین جانا یعنی
حق تعالےٰ نے ہر عین ثابتہ کو معہ اُن حالات کی جو اُس عین ثابت کے
وجود خارجی سے ظاہر ہونگے جانا لہذا وہ کسی چیز کا حکم ایسا نہین کرتا جو اُس
عین ثابت کے حالات سے ظاہر نہو

سرخوش اُس سے مراد مستی ہی جو جوش کیساتھ ہو اور اُسکا افاضہ دوسرونپر بھی ہو سکے
ما سرِ خوشان مست دل از دست دادہ ایم ہمراز عشق و ہمنفس جام و بادہ ایم

سردی نفس فارغ اور بردنفس کو کہتے ہین اس سے مراد راحت طلبی ہی گلشن راز
بخور مے وار ہان خود را ز سردی کہ بدمستی بہ است از نیکمردی

سرزلف عبارت ہے تعین ناسوتی انسانی کامل سے

سرکشی مخالفت ارادہ کو کہتے ہین اور بعض اس سے تجرید اور تفرید مراد لیتے ہین

سرخی قوت سلوک کو کہتے ہین اور بعض جوش عشق کو عاشق مین اور بعض شوخی جمال کو
معشوق مین تعبیر کرتے ہین اور روحانیت کو بھی مراد لیتے ہین

سرالربوبیۃ عبارت ہی موقوف رہنے سے ربوبیت کے مربوب پر اسلئے کہ ربوبیت ایک
نسبت ہی پس اوسکے واسطے دو منتسب کا ہونا ضرور ہی اور اُن دو مین سے

ایک منتسب مربوب ہے، اور وہ اعیان ثابتہ ہین کہ معدوم ہین اور جو چیز کہ موقوف رہتی ہے معدوم کے اوپر وہ معدوم ہے پس ربوبیت بہی معدوم ہے بسبب معدوم ہونے مربوب کے حضرت سہل تستری کا قول ہے کہ ربوبیت کے واسطے ایک ستر ہے اگر وہ ظاہر ہوتا تو ربوبیتہ باطل ہوجاتی بسبب بطلان اوس چیز کے جسپر ربوبیت موقوف ہے۔

سر الربوبیت اس سے مراد ہے ظاہر ہونا اعیان ثابتہ کا رب کے ساتھ پس اعیان ثابتہ باعتبار اپنے رب کے مظہریت کے کہ جو قائم بذاتہ ہے اور تعینات کے ساتھ ظاہر ہے وہ جو رب کے ساتھ قایم اور موجود ہین پس اعیان ثابتہ مربوب ہین اور حق تعالے رب ہے یعنی اگرچہ اعیان ثابتہ معدوم ہین بنفسہ لیکن بوجہ قایم بحق ہونے کی موجود ہین لہذا نسبت ربوبیت بہی قایم ہے

سرائر الآثار اسمار الہیہ کو کہتے ہین جو اکوان خارجیہ کے باطن ہین۔

سرائر کہتے ہین محو ہونا سالک کا حق مین بوقت وصول اور اسی طرف اشارہ ہے رسول اللہ کے قول سے کہ لی مع اللہ الخ اور اسی معنی حدیث قدسی مین اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری ہے یعنی اولیا میری دامن کے نیچے ہین جنکو سوائے میرے اور کوئی نہین جانتا۔

سرا وقات اس سے معانی اور اسرار مراد ہین۔

سریان ساری ہونے کو کہتے ہین یہ دو طرح ہے ایک حلول سریانی جیسے کہ ایک موجود دوسرے موجود مین حلول کرے مثلاً سواد جسم سواد عرض مین حلول کرے اور دوسری قسم ہے سریان ظہور مطلق صور مقیدات کیساتہ مثلاً انسان مطلق کا

سریان زید اور عمر اور بکر اور خالد مین اور سریان کرہ کا خطوط اور نقطہ مین اسکو حلول نہ کہین گے بلکہ سریان کہینگے اسکی تحقیق تفصیلی حرف حا مین بضمن حلول مذکور ہو چکی۔

سرو۔ مرادف قامت ہی اس سے مراد عالم کون ہی اور سرو خرامان سے مراد نور محمدی ہے جس نے باغ عالم کی سیر اپنے مشاہدہ خدا کے لئے اختیار فرمائی
پوشیدہ چون جان میروی اندر میان جان من سرو خرامان میروی ای رونق بستان من

سرور نفس۔ فراغت اور فرحت دل کو کہتے ہین۔

سرور۔ اس سے مراد ہی ذات کا لذت پانا ذات مین بوجہ اندماج صفات کے
دلا سراپا سرور ہو جا نکلکے ظلمت سے نور ہو جا خدا کے نشہ مین چور ہو جا پیگا شراب کب

سعادت۔ طلب ازلی کو کہتے ہین یعنی جس مین ابتدا ہی سے حق کی طلب رکھی گئی ہو
این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدای بخشندہ

سعۃ القلب۔ کہتے ہین انسان کامل کی حقیقت برزخیہ کے ساتھ متحقق ہونیکو جو وجوب اور امکان دونون کا جامع ہے کیونکہ قلب کامل ہی برزخ ہی اسی واسطے اللہ تعالے فرماتا ہو ما وسعنی ارضی ولا سمائی ووسعنی قلب عبدی المومن نہین سمائی میری کہا ہی آسمان مین اور نہ زمین مین لیکن سمائی میری قلب بندہ مومن مین ہی
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در دل مومن بگنجم این عجب گر مرا جوئی در ان دلہا طلب

سفر۔ کہتے ہین توبہ کرنا عبد کا حق تعالے کیطرف اور یہ چار طرح پر ہوتا ہے

سفر اول کو سیر الی اللہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عبد سیر کرے حق کیطرف منازل نفس سے افق مبین تک جو نہایت مقام قلب ہے اور یہ مبدء تجلیات اسمائیہ ہے۔ سفر دوم سیر فی اللہ ہے جسمین سالک صفات حق کیساتھ متصف و اسمائی حق کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اور اس سفر کی انتہا افق اعلی تک ہے اور یہی نہایت حضرت واحدیت کی ہے اور اسی کو مقام روح کہتے ہیں سفر سوم سیر باللہ ہے کہ جسمین سالک عین جمع اور حضرت احدیت تک جو مقام قاب قوسین ہے ترقی و سیر کرتا ہے اور ولایت کا مقام یہی ہے اس مقام تک اثنینیتہ[1] باقی رہتی ہے اور جب اثنینیہ مرتفع ہو جاتی ہے تو وہی مقام او ادنی اور نہایت ولایت کا ہے سفر چہارم سیر من الحق الی الخلق تکمیل کے واسطے ہے اور یہی مقام بقا بعد فنا اور فرق بعد جمع ہے۔

سفر در وطن کہتے ہیں کہ سالک طبیعت بشری سے سفر کرے یعنی صفات بشری سے صفات ملکی پر فائز ہو اور صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کیطرف انتقال کرے

سکر حیرت اور دہشت اور ولہ اور ہیمان کو کہتے ہیں جو مشاہدہ جمال محبوب میں ہوتا ہے یعنی جب سالک جمال محبوب کا مشاہدہ کرتا ہے تو اوسکی عقل عشق سے مغلوب ہو جاتی ہے اور بغایت بیخودی سے تمیز مرتفع ہو جاتی ہے اور ادراک اور ہوش باقی نہیں رہتا ہے اور سالک پر سکر اور محویت اور فنا کی کیفیت طاری ہوتی ہے

سکینہ طمانیت قلبی کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر غیب سے نزول اسرار کے سبب سے ہوتا ہے اور یہ ایک نور ہے جو سالک کے دل میں سکون پکڑتا ہے اور مطمئن ہوتا ہے

[1] یعنی دوئی ۱۲

اور کرتا ہے یہ مبادی عین الیقین مین سے ہے

سقوط الاعتبارات۔ احدیت الذات کو کہتے ہین جسمین تمامی اعتبارات ساقط ہین۔

سلوک۔ طلب قرب حق کو کہتے ہین لغت مین سلوک کے معنی راہ چلنے کے ہین۔ اور اصطلاح مین فنار بشریت اور بقار الوہیت مراد ہے

سلاب۔ یعنی سالک کا اختیار کل احوال ظاہری اور باطنی سے سلب ہو جانا

سلام۔ درود محمدی کو کہتے ہین اور اصطلاح مین راضی برضای آلہی ہونیکو کہتے ہین

سلامتی۔ تجرید کونین اور تفرید دارین کو کہتے ہین

سلسلہ۔ اعتصام خلائق کو کہتے ہین یعنی اس سے فیض بالواسطہ مراد ہی خواہ آفاق مین ہو کہ اشیار کو سلسلہ بسلسلہ حضرت واحدیت سے فیض رحمانی پہونچتا ہی اور خواہ انفس مین کہ قالب کو بواسطہ روحانیت روح کلی یعنی حضرت وحدت سے فیض رحیمی پہونچتا ہی اور خواہ انفس مع الآفاق مین کہ سالک کو بواسطہ اولیا وانبیا حضرت الوہیت سے دونون فیض پہونچتے ہین۔

سلطان۔ عمل کا قایم ہونا کہ قیام اعمال پر ہمیشہ ہو سلطان کے لغوی معنی نشانی کے ہین اور بادشاہی اور بادشاہ کو بھی کہتے ہین اور اصطلاح مین مبتدی کے لئے استقامت بالعمل ہی اور متوسط کے لئے حضرت جبروت کا مشاہدہ اور منتہی کے لئے ابقا بعد الفنا۔

سلطانی۔ جریان اعمال اور احوال کو کہتے ہین

سماع۔ اس سے مراد ہی نغمہ الست کا سننا بواسطہ السان اور اصوات مختلفہ کے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ سننے والا نقل کرے الفاظ سے معانی اور حروف اور آواز سے

روحانیات کیطرف اور الحان سے اعیان کیطرف پہر اُن سب کا صدور یک بارگی

ہست محمل بران قرار کہ بود ہست مطرب بدان ترانہ ہنوز

اور لازم ہی کہ او سوقت یا تو مرشد کے حضور مین ہو اور یا برزخ مرشدی پیش نظر

رکہے تا کہ لغزش سے بچے۔

سمسمہ ایک معرفت دقیق کو کہتے ہین جو تحریر مین نہین آسکتی ہی کیونکہ وہ ایک امر ذوقی

اور وجدانی ہے۔

سُنتہ ترک دنیا کو کہتے ہین حضرت جنید کا ارشاد ہی کہ الفریضۃ حب المولی و

السنۃ ترک الدنیا یعنی فرض خدا کی محبت ہی اور سنت دنیا کا ترک کرنا

سنبل مرادف زلف ہے۔

سنجہ ایک ہیئت ہی مسمے ہیولے

سوار بطون حق کو کہتے ہین

سوئے غیریت کو کہتے ہین جو من حیث التعین ہوتی ہی۔

سوال الخضرتین ان دو سوالون سے مراد فیض اقدس و فیض مقدس کا تقاضائے ظہور ہے

یعنی اول شیونات ذاتیہ اپنے ظہور اسمایہ کے لئے بالذات متقاضی ہین اور

انہین کے تقاضے سے حضرت علم مین اعیان ثابتہ ہین اور یہ حضرت وجوب ہے

اور دوسرے حضرت علم مین اعیان ثابتہ اپنے ظہور تفصیلی کے متقاضی ہوئے

اور اس تقاضے سے دائرہ کونیہ کا وجود ہی اور تمام اشیا کہ جو دائرہ کونیہ مین ہین

اسی تقاضے سے موجود ہین اور یہ حضرت امکان ہے۔

سواد الوجہ فی الدارین اس سے مراد فنا تام ہی کہ سالک کا وجود باقی نہ رہے نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین اور

نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین اسی کو فقر حقیقی کہتے ہین اور یہی عدم اصلی کی طرف رجوع ہی اور اذا تم الفقر فهو الله سے اسی طرف اشارہ ہی۔

سوختہ جلال عاشق کو کہتے ہین اور اس سے مراد صاحب فنا رتام بہی ہی۔

سوز اس سے مراد سوزش عشقی اور گدازی قلب ہی جو یاد حق مین ہو ؎

دود آہ سینہ سوزان من — سوخت این افسردگانِ خام را

سیاہی مرتبہ احدیت اور گنج مخفی اور تجلی ہو کو کہتے ہین

سیر اصطلاح مین جذبہ الٰہی کو کہتے ہین اور اس سے مراد ہی نقل کرنا سالک کا ایک حال سے دوسری حال اور ایک عقل سے دوسری عقل اور ایک تجلی سے دوسری تجلی اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف

سیم تصفیہ ظاہر و باطن کو کہتے ہین

سیب زنخ فرحت مشاہدہ کو کہتے ہین۔

سیمرغ مرتبہ بقا بعد الفنار کو کہتے ہین ؎

جناب قدس وحدت دیر جانست — کہ سیمرغ بقار آشیان است

سیل غلبہ احوال دلی کو کہتے ہین۔

باب پندرہوان حرف شین کی اصطلاحات کے بیان مین

شاہد اوس چیز کو کہتے ہین جو دل مین حاضر ہو اور اسکا ذکر اسپر غالب ہو پس اگر اوسپر علم غالب ہو تو اوسکو شاہد علم کہتے ہین اور اگر اسپر وجد غالب ہو تو اسکو شاہد وجد کہتے ہین اگر حق ہو تو اسکو شاہد حق کہینگے اور بعضونکے نزدیک شاہد حق

ؔ جب تمام ہوا فقر پس وہی اللہ ہے ۱۲

ہی کو کہتے ہین باعتبار ظہور اور حضور کے کیونکہ حق بصور اشیاء ظاہر ہوا ہے
و ھو الظاہر اسی سے عبارت ہو اور بعضون کے نزدیک شاہد فروغ
نور تجلی کو جو ارواح کیساتھ مخصوص ہو کہتے ہین اور اوسکو تجلی نوری بھی کہتے ہین

شاہد آن نیست کہ موئی و میانے دارد ‌ ‌ ‌ بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

شاہد الوجود۔ نور محمدی کو کہتے ہین جو اصل کائنات ہو

شام۔ صاحب شرح گلشن راز لکھتے ہین کہ شام سے مراد کثرت ہے اور صبح سے وحدت
بعضے کہتے ہین کہ شام خفائے حق کو تعینات مظاہر مین کہتے ہین اور صبح ظہور حق
صور مظاہر مین ہونے کو کہتے ہین۔

شب ادہ۔ شب بیدار کو کہتے ہین۔

شب۔ عالم غیب اور عالم ربوبیت اور عالم حروف کو کہتے ہین اور عالم حروف ایک
خط ہو ممتد درمیان وجود اور عدم کے بعضونکے نزدیک درمیان خلق
اور امر کے اور بعضون کے نزدیک درمیان ربوبیت اور عبودیت کے
اور شب کو شب بوجہ تفرقہ اور ظلمت ہونیکی کہتے ہین جس سے مراد کثرت ہے

شب یلدا۔ سواد اعظم کو کہتے ہین۔

شب قدر۔ بقائے سالک کو کہتے ہین عین استہلاک مین وجود حق کیساتھ۔

شب و روز۔ کنایہ ہو کفر و دین کی طرف اور اسی سے حضرت شیخ اکبر نے فص نوحی مین
بطون اور ظہور انسانی مراد لیا ہو یعنی رات سے عقول دوچہار اور دن سے اجسام و نفوس

شباب۔ سرعت سیر کو کہتے ہین مقامات پر اور تصفیہ باطن کو بھی نیز شباب سے مراد
حد بلوغ کو ہو جیسا کہ جسکی تعریف اوپر بالغ کے بیان مین ہو چکی۔

شبنم - فیض حق کو کہتے ہیں جس سے تصفیہ ظاہری اور باطنی ہوتا ہے اور شگفتگی قلب حاصل ہوتی ہے

شجر - وجود ظاہری یعنی جسم ظاہر کو کہتے ہیں جو اربع عناصر سے مرکب ہے ؎

گفتمش من چہ ام تو چہ و عالم چیست   گفت من دانہ ام تو ثمر و کون شجر

شجرۂ انسان - انسان کامل کو کہتے ہیں کہ جو جامع حقایق اور مشتمل الدقایق ہر دو کا ہے

شرک - کہتے ہیں سوائے حق تعالیٰ کے دوسرے کو موجود جاننا اور ضد حق تعالیٰ کی ثابت کرنا یہ تین طرح ہے جلی یا خفی یا اخفی شرک جلی کہتے ہیں ذات اور صفات حق میں دوسری شئے کو شریک کرنا اور صفات حق کو ذات سے منفک اور جدا جاننا اور شرک خفی کہتے ہیں سوائے حق تعالیٰ کے دوسری شئے کو موجود فی نفسہ گمان کرنا جیسے کہ شہودیہ معنویہ کہتے ہیں کہ اعیان ثابتہ یعنی صور علمیہ حضرت علم میں بنفسہا موجود ہیں نہ ذات حق سے کیونکہ یہ مقام جعل جاعل سے مبرا ہے نہ وہاں کوئی جاعل ہو اعیان ثابتہ کے لئے اور نہ مجعول لیکن بسبب خواہش ذات کے حضرت علم میں وہ صورتیں آئیں اور وہ صورتیں از خود موجود ہو کر وجود خارجی کی محتاج ہوئیں اعیان ثابتہ عدم ہیں اور عدم مقابل ہے وجود کے وجود خیر اور صفات حمیدہ رکھتا ہے اور عدم شر اور صفات ذمیمہ رکھتا ہے اب موافق قول شہودیہ معنویہ کے دو موجود ثابت ہوئے اور ذات حق میں شرک خفی پیدا ہوا شرک اخفی کہتے ہیں کہ سالک اپنے کو سوائے حق موجود جانے جیسا کہ کسی بزرگ کا ارشاد ہے ؎

خودی کفر است نفی خویش کن زود   کہ بجز حق در حقیقت نیست موجود

پس سالک اپنے کو اور تمام عالم کو فنا اور نابود جانے اور حق کو موجود جانے

اسی کو توحید بے شرک کہتے ہین

شراب۔ اُس شوق اور ذوق کو کہتے ہین کہ عالم باطن سے سالک کے دلپر وارد ہوتا ہے
اور سالک کو مست و مدہوش کردیتا ہی اور بعض کے نزدیک معرفت اور محبت اور
عشق کو بھی کہتے ہین ؎

شراب عشق کاندر جام کردند نصیب عاشق بدنام کردند

شراب بے ساغر و بے جام۔ شراب طہور کو کہتے ہین جس سے سرور حقیقی مراد ہی اور تعریف اسکی سرور کے بیان مین ہو چکی ہی۔

شراب صاف۔ اُس فیض کو کہتے ہین جو مبدء فیاض سے ارواح مقدسہ یعنی ملائکہ پر فائض ہوتا ہی

شراب بادہ خوام و شراب ساقی آشام } تجلی ذاتی کو کہتے ہین اور بعض حصول کمال ذاتی مراد لیتے ہین۔

شراب بیخودی۔ محو اور فنا کو کہتے ہین۔

شراب خام۔ مرتبہ عبودیت اور عیش ممزوج کو کہتے ہین۔

شراب پختہ۔ کمال شوق اور ذوق الٰہی اور عیش صرف کو کہتے ہین جو اعتبار عبودیت سے مجرد ہے

شراب خانہ۔ عالم معنی اور باطن پیر کامل اور عاشق اور عارف کامل کو کہتے ہین جو معدن اسرار
الٰہی ہی اور بعض لوگ بتکدہ اور عالم ملکوت کو بھی شراب خانہ کہتے ہین۔

شرب۔ اوسط تجلیات کو کہتے ہین۔

شرطہ۔ نفس رحمانی کو کہتے ہین۔

شریعت۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کو کہتے ہین جو ظاہر سے
تعلق رکھتے ہین جیسے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔

شر۔ اسکے معنی برائے کے ہین شر مطلق عدم محض ہی اور شر اضافی ایک حیثیت سے

شر ہو اور ایک حیثیت سے خیر شر بوجہ حوادثات کیطرف اضافت کی ہے

اور خیر بوجہ حق کی طرف اضافت کی ہو اسوجہ سے یہ شر نہین کہا جائیگا بلکہ خیر

محض اور جو خیر غیر حق کی طرف راجع ہو وہ شر ہے

شراب طہور فیض آلہی جو صدیقین کے قلوب پر وارد ہو اور اس سے مراد وہی سرور ہے

جسکی تعریف اوپر ہو چکی اور یہ بلاواسطہ ہوتا ہی۔

شست وشو صفائی وحضور عاشق و معشوق کو کہتے ہین جو نفسانیت سے معرا ہون اس سے

مراد ہو دل کا ماسوا اللہ سے پاک ہونا۔

شطحیات جمع شطح کی ہو شطحیات اُن کلمات کو کہتے ہین جو مستی عشق اور ذوق محبت

کے وقت کسی واصل سے بظاہر خلاف شرع صادر ہون جیسے کہ شیخ منصور نے

انا الحق کہا تھا اور حضرت جنید بغدادی نے لیس فی جبتی سوی

اللہ اور حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی اور

یہ کلمات نہ ہوائے نفس سے بلکہ از راہ عشق اور محویت فنا کے صادر ہوئے

اسی واسطے یہ حضرات معذور سمجھے گئے کسی کامل نے انکو رد نہین کیا۔

شعور ذات اور صفات حق سے آگاہی جاننے کو کہتے ہین اور یہ شعور محمود ہی اسکا مقابل

دوسرا شعور غیریت کا مذموم ہی اور واجب الترک

شعب الصدع جمع کرنا فرق کا ترقی کے ساتھ یعنی عروج کرنا حضرت وحدت سے حضرت احدیت کیطرف

شغل ذات اور صفات کے تصور کرنے اور غیریت کے محو کرنے کو کہتے ہین

شفع لغت مین جفت کے معنی مین آیا ہی مقابلہ مین وتر کے اور اصطلاح مین

عبارت ہو خلق سے کیونکہ اسماء آلہیہ خلق ہی سے ثابت ہوتی اور ذات باری تعالی

کلام مجید مین شفع اور وتر کی قسم کہائی ہے پس جبتک نہ منضم ہو گی شفعیۂ حضرت واحدیت کی وتر حضرت احدیت کیطرف تب تک اسمار آلہیۂ ظاہر ہونگے۔

شقاوت بدبختی ازلی کو کہتے ہین

شکر کہتے ہین کہ سالک اپنے کو نابود اور حق تعالے کو موجود جانے اور تمام صفات وافعال وکمالات حق ہی کیطرف منسوب کرے۔

شکل عین ثابت کی کمیت کو کہتے ہین جو جوہر ہیا مین آکر صورت پکڑتی ہے

شگوفہ علوم راتب کو کہتے ہین۔

شمع نور عرفان اور نور آلہی کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ شمع ذکر شمع عبارت ہے پرتو انوار معرفت سے جو سالک مین ظاہر ہوتا ہے اور شمع انجمن عبارت ہے ذات معشوق سے۔

شمائل تجلی جمالی کے ظہور کو کہتے ہین

شنگی تیز روشنیون کو کہتے ہین کہ جسکے دیکھنے مین نظر خیرگی کرے

شواہد حق حقایق وجوبی کو کہتے ہین

شواہد الاسمار کہتے ہین مختلف ہونا اکوان کا احوال اور اوصاف اور افعال کیساتہ جیسے کہ مرزوق دلالت کرتا ہے رازق پر اور حی محی پر اور میت ممیت پر وغیرہ

شواہد التوحید اس سے مراد جمیع حقایق کونی ہے اور تعین سے ہر ایک مین ذات حق کا شاہد کرنا اسلیئے کہ ہر فرد عالم کے لئے احدیۃ ہی ایک تعین خاص کے ساتہ کہ جسکے سبب سے وہ ممتاز ہوا ہے اپنے ماعدا سے جیسے کہ کسی بزرگ کا ارشاد ہے[۱]

فغی کل شئ لہ آیتہ تدل علی انہ واحد

[۱] پس ہر چیز مین واسطے اوسکے نشانی ہے جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ وہ ایک ہے ۱۲

شوق طلب حق کو کہتے ہین ۵

جنون ز سایہ ابر بہار مے خیزد ز نکہت سحری شوق یار مے خیزد

شوخ معشوق کو کہتے ہین۔

شوخی کثرت التفات کو کہتے ہین کہ جو معشوق کی جانب سے ہو ۵

زہے غمزہ کز شوخی و چالاکی کجامے نماید کجا مے نزند

شہود رویت حق کو کہتے ہین اسطرحپر کہ سالک مراتب تعینات اور موہومات صوریہ سے عبور کرے اور مقام توحید عیانی مین پہونچکر جمیع صور موجودات مین مشاہدہ حق کرے اور غیریت کو بالکل دور کردے اور سوای حق کے اور کسیکو نہ دیکھے

شہد وجود مطلق کو کہتے ہین جو سب مین ساری اور طاری ہے۔

شہود المجمل فی المفصل ذات اور احدیت کو کثرت مین دیکھنے کو کہتے ہین

شہود المفصل فی المجمل کہتے ہین کثرت کو ذات احدیت مین دیکھنا۔

شئے موجود حقیقی اور ہست حقیقی اور ذات بحت شے کے معنی ہین حقیقۃً اور افراد اور تعینات عالم کو مجازاً شئے کہتے ہین۔

شئے لطیف اسکو کہتے ہین جو باوجود موجود ہونے کے دیکھنے اور سننے اور سونگھنے چھونے اور چکھنے مین نہ آسکے جیسے انفس مین عقل اور آفاق مین جوہر۔

شیون جمع شان کی ہے اور انکو صور علمیہ اور حقایق عالم کے اصول کہتے ہین کہ جو مرتبہ وحدت مین بطور اجمال اور مرتبہ واحدیت مین بطور تفصیل کے ثابت ہین یعنی

شیون ذاتیہ حصول اعتبارات نقوش اعیان ثابتہ اور حقایق عالم کے ہین
ذات احدیتہ مین اور یہ شیون مرتبہ واحدیت مین ظاہر ہوکر باہم منفصل اور متمیز
ہوتے ہین علم کے ساتہ اور مراتب خارجیہ مین باہم منفصل اور متمیز ہوتی ہین افعال کیساتہ

شیوہ جذبہ آلہی کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک فطرت و عادت آلہی کو کہتے ہین

شیدا اہل جذب و شوق و مست کو کہتے ہین اور تارک الدنیا کو بہی اور اس سے مراد عاشق بیخبر بہی

شیخ انسان کامل اکمل کو کہتے ہین کہ جو خود شریعت و طریقت اور حقیقت مین کامل ہو
اور دوسرے کو بہی ایسا ہی بنا سکے ؎

تراب اوسکی قدمبوسی کی خواہش کیون نہو سکو ؛ خدا جسکے تئین دنیا مین شیخ مقتدا کردے

شیرینی ذوق اور شوق اور جذب کو کہتے ہین۔

شیفتہ جمال عاشق حسن حقیقی کو کہتے ہین کہ جو مجازی کو بہی اس سوا الگ نہ دیکہے۔

شیراز شیراز ناسوت لطف کو کہتے ہین چنانچہ مولانا حافظ فرماتے ہین ؎

شیراز معدن لب لعل است و کان حسن ؛ من جوہری مفلس ازان رو مشوشم

اور یہ ناسوت لطف ایک عالم ہے کہ مشاہدہ کثرت فی الوحدت و وحدت فی الکثرۃ
مین بخوبی بلا ورد و سیر وقوف کاملین کو ہوتا ہے اور اسکو عالم اسرار بہی کہتے ہین
جاننا چاہیے کہ حضرت حافظ نے شیراز سے ناسوت لطف کو مراد اسلئے لیا ہے
کہ شیراز انکا وطن مبادہ تہا اور وطن مجازی ناسوت لطف کا پرتو ہی اور نیز
اسلئے کہ اوسوقت شیراز مین سامان عیش خوب مہیا تہے

شیشہ مرادف پیمانہ جام اور دل سے بہی مراد لیتے ہین ؎

گرفتی شیشہ دل را شکستی باختی رفتی ؛ صدا ہا مے شنیدم جا بجا انداختی رفتی

باب سولھوان حرف صاد کے اصطلاحات کے بیان مین

ص حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ ص ایک جبل ہی مکہ مین عرش رحمن جسپر ہے یہ طرز بیان حضرت ابن عباس کا بطور اشارہ کے ہے یعنی ص سے انہون نے صورة الحق مراد لی ہی اور جبل سے اشارہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد مطہر کیطرف کہ جو خلاصۂ عالم ہے اور حضرت شیخ اکبر فصوص الحکم مین لکھتے ہین کہ عالم صورت حق ہی لیکن حضرت ابن عباسؓ نے عالم کو نہ کہا کہ کوئی شخص بحیثیت مجموعی صورت عالم دیکھ نہین سکتا تا وقتیکہ عالم سے باہر جاکر نہ دیکھے اور ماورار آفاق جانا ہر شخص کو میسر نہین پس آسان تر طریقہ جو صورت حق کی دیکھنے کا حضرت ابن عباسؓ کے زمانہ مین میسر تہا وہ آنحضرت کی زیارت تہی کہ جسد مطہر آپ کا چھوٹا خاکہ عالم کا اور اصل صورت حق تعالی کی ہی پس جسمانیت جسد اطہر جبل سے مناسبت رکھتی ہی اور ہیئت اوسکی عرش ہی اور ذات آنحضرت اس جسد مین رحمن ہی اور عرش محیط عالم ہے اور یہی صورت حق ہی۔

صبا نفحات رحمانیہ کو کہتے ہین جو مشرق روحانیت کیطرف سے آتی ہین اور مغرب ذات کی طرف لیجاتی ہین نیز آن دواعی کو کہتے ہین جو امور خیر کے باعث ہوتے ہین۔[۵]

اے صبا نکہتے از کوئے فلانی بمن آر   زار و بیمار غمم راحت جانم بمن آر

صاحب الزمان وصاحب الحال وصاحب الوقت وہ شخص جو جمعیت برزخ اولی کیساتہ متحقق ہو اور حقائق اشیا پر مطلع اور زمان ماضی اور حال استقبال مین متصرف ہو بہ تصرف وتحقق حق۔

صبوحی محادثہ سالک با حق مراد ہی کہ جس سے سالک کو سرور دائمی نصیب ہوتا ہو

---

۵ بہمن [illegible] ام ۱۲

صبح — اصطلاح مین طلوع شمس حقیقت کو کہتے ہین در ظہور احوال در اعمال در واردات
سالک کو بھی اور برزخ کبریٰ کو بھی کہتے ہین کہ ایک سمت اوسکے غیب ہویت ہے
اور دوسری جانب ظہور واحدیت

صبر — یعنی طلب اور محبت معشوق حقیقی مین ثابت قدم رہنا اور اوسکی یافت مین
ریاضت اور محنت اوٹھانا اور اوسپر نالان نہونا۔

صبر کن حافظ بسختی روز و شب — عاقبت روزی بیابی کام را

صبیح الوجہ — وہ شخص جو متحقق ہو اسم جواد کے ساتھ اور مظہر اسم جواد ہو چونکہ بوجہ اکمل ذات
حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے متحقق ہی لہذا
آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

صحو — یعنی ذات احدیت مین غیریت کیساتھ محو ہونا نیز صحو سے مراد اصطلاح مین محو یت
کے بعد بیداری ہے اور یہ لاتاخذہ سنۃ ولانوم کا پرتو ہے۔

صدیق — وہ لوگ ہین جو اپنی تصدیق مین اوس چیز پر جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خدا کے یہان سے خلق کیطرف لائے یقین کامل رکھتے ہین از روے علم اور فعل اور
قول کے ایمان حقیقی اصل مین انہین لوگونکو نصیب ہوتا ہی اور بعد نبی کی انہین کا درجہ ہے

صدق النور — یہ وہ کشف ہی جسکے بعد کوئی خفا اور استتار نہین ہی کیونکہ جسوقت کشف سالک
مقام جمع تک پہونچتا ہی تو اوسکو صدق النور کہتے ہین۔

صدا — اوس ہلکی حجاب کو کہتے ہین جو تعینات آفاقی کے اثر اور نفس کی ظلمت کی وجہ سے قلب پر
طاری ہو جاتا ہی اور قبول تجلیات حقائق مین حاجب ہوتا ہی اور یہ اوسکی ابتدائی

ف نہین پکڑتی ہی اوسکو اونگھ اور نہ نیند ۱۲

حالت کا نام ہو اور جب یہ حجاب بڑہ جاتا ہو اور قلب تجلیات وحقائق سے محروم ہو جاتا ہے تو اوسکو رَین کہتے ہین۔

صدا وہ صوت حق جو قلب پر وارد ہوتی ہے

صدق سچا اور پاک باطن ہونا ظاہراً اور باطناً جیسا کہ کسی کا قول ہو ؎

مغز عرش است معرفت بیشک ‖ صدق و اخلاص ہر دو شہپر او
باد بیہودہ ہر کہ راست نشد ‖ آب خود برد خاک بر سر او

صراحی مقام مستی کو کہتے ہین جسمین سالک متحیر ہوتا ہو اور اوسپر فتوحات غیبی وارد ہوتے ہین بعضے کہتے ہین کہ صراحی مقام سالک کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک اوس سے حُسن ترتیب باطنی مراد ہے۔

صعق فناء کامل کو کہتے ہین جسمین کسی شے کا وجود باقی نہ رہے سوائے حق کے ویوم ینفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض[1]

صفت عبارت ہو وصف سے بعوض واو کے تا آخر مین زیادہ کی گئی ہو اور فرق درمیان وصف و صفت کی یہ ہو کہ وصف کلمات مدحیہ کو کہتے ہین کہ جو مادح کی مدح مین واقع ہوں اور صفت اوس خصلت کو کہتے ہین کہ جو ذات ممدوح مین موجود ہو اور اصطلاح مین ظہور ذات حقانی بانواع مختلف کو کہتے ہین کیونکہ ذات بغیر صفت کے ظاہر نہین ہو سکتی اور ذات کیواسطے حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام جنکو امہات صفات کہتے ہین لازمی ہین اور یافت ذات کی صفات ہی سے ہے۔

---

۱ جسدن ہونکا جاویگا صور پس فنا ہو جائیگی وہ چیز کہ جو آسمانون مین ہی اور زمین مین ہی ۱۲

صفائی یعنی قلب کا پاک کرنا اسطرحپر کہ اوسمین حق کا شہود ہو۔

تا چو آئینہ صفائی یافتم   بیخودی در خود نمائی یافتم

صفات حمیدہ اُن صفات مسعود کو کہتے ہین جو جمال کیطرف لیجاتی ہین جیسے حلم و خلق و حسن و توکل و تورع و تقویٰ و اخلاص وغیرہ ہین۔

صفات ذمیمہ اُن صفات مذموم کو کہتے ہین جو جلال کیطرف لیجاتی ہین جیسے حرص و بدخلقی وغیرہ ہین

صفات ذاتیہ وہ صفات جنسے حق تعالےٰ موصوف ہو اور اونکی ضد حق کے لئے نہین مثل قدرت اور عزت اور عظمت وغیرہ کے۔

صفات فعلیہ وہ صفات جنکی ضد جائز ہو جیسے رضا اور رحمت اور سخط اور غضب ہی۔

صفات جمالیہ وہ صفات جو متعلق برحمت اور لطف ہین۔

صفات جلالیہ وہ صفات جو متعلق بقہر و عظمت و وسعت ہین

صفوۃ اہلِ صفوۃ وہ لوگ ہین جو بصفائی قلب متحقق ہین انہین غیریت کا شائبہ بہی باقی نہین

صلح عبارت ہی قبول اعمال اور عبادت اور وسائط قرب سے اور اوس سی رضا بالقضا کی مراد لیتے ہین اور عنایت حق کو بہی کہتے ہین جو بعد از مالش ہوتی ہے۔

صلصلۃ العرش اِس سی مراد صوت سرمدی ہی جسکی تشریح آئندہ آویگی۔

صمدیت اُس مقام کو کہتے ہین جسپر پہونچکر سالک صفات بشریت سی علیحدہ ہو جاتا ہی اور اوسکو کسی چیز کی پروا نہین رہتی۔

صنم حقیقت روحی اور تجلیات صفاتی کو کہتے ہین جو سالک کے دل مین متجلی ہوتی ہین۔

صوت سرمدی آواز ذات کو کہتے ہین کہ قبل پیدائش خلق کے تہی اور بعد فنا خلق کے بہی رہیگی کیونکہ حق کالآن کما کان موجود ہی اور یہ آواز بے جہت ہی نہ زیر نہ بالا سے نہ کوئی تعداد ہی ہی

اور نہمین وہ لیبارت سے اور اِس آواز کی یافت بہت مشکل ہو کیونکہ آواز تین قسم کی ہوتی ہو ایک یہ کہ دو جسم کی صدمہ باہمی سے پیدا ہوتی ہو اس آواز کو آواز محدث اور مرکب کہتے ہین دوسری یہ کہ بغیر دو جسم کثیف کے اور بغیر ترکیب الفاظ کے عنصر آتش اور باد اور درون انسان سے ظاہر ہوتی ہو اور اسکو آواز بسیط اور لطیف کہتے ہین تیسرے یہ کہ ایک آواز بے حد اور بے جہت ہو جسکو صوت سرمدی اور سر حق بھی کہتے ہین یہ آواز شجر اور حجر اور انبوہ خلائق مین ظاہر ہوتی ہو بلکہ آواز دف و دہل اور نقارہ پر بھی غالب آتی ہو اور کیونکر نہ غالب ہو جبکہ تمامی آوازون کی اصل ہو اور تمامی آوازین اسی سے ظاہر ہوتی ہین اور کسی وقت اور کسی حال مین اس آواز کو فنا اور وقفہ نہین اور صاحب اشتغال اس آواز کی دریافت مین حیران رہتے ہین اور بجز کاملین کے اور کسیکو اس آواز سے خبر نہین چونکہ یہ آواز خالص ذات کی ہو صفات کا اسمین کچھ دخل نہین لہذا جبتک صفات کو دور نہ کریگا اس آواز سے مطلع نہ ہوگا اسی راز حق کیطرف حضرت شاہ بوعلی قلندر کا اشارہ ہو ؎

چشم بند و گوش بند و لب ببند   گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

مثنوی شریف مین حضرت مولانا روم فرماتے ہین ؎

برلبش قفل است و در دل رازہا   لب خموش و دل پر از آوازہا

صوامع الذکر۔ احوال اور مواطن معنویہ کو کہتے ہین جسکے سبب سے فکر اور ذکر جدائی سے محفوظ رہتا ہو اور ذکر پر ہمت جمعی رکھتا ہو۔

صور الارادہ۔ اس سے مراد یہ ہو کہ سالک ہر شی مین ارادہ حق مشاہدہ کرے اور ارادہ غیر

حق سے بالکل منقطع ہو جائے۔

صور الحق صورت حق کو کہتے ہیں جو حقیقت رسول اللہ ہیں بسبب آپکے متحقق ہونیکے حقیقت احدیۃ اور واحدیۃ کیساتھ اور باقی خلائق آپکی صورت پر ہیں لہذا بتوسط آپکے سب حق کی صورت پر ہیں اور دراصل تمام تعینات صورتیں حقتعالی کی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکمل وارفع واجمع ہیں کہ بسبب کمال ذاتی کے سریان آپکا صور و مظاہر حق میں ہے اور نیز اس حیثیت سے کہ تمام صورتیں آپ ہی سے مخترع ہیں آپ تمام صورتوں کی اصل ہیں اسلیے کہ حق کا تعین اول آپ ہی ہیں لہذا حق کی صورت اصلی بلا کمی و بیشی و غلبہ اسمار وصفات آپ ہی کی صورت ہے۔

صور الالٰہ۔ عبارت ہے انسان کامل سے بسبب متحقق ہونے انسان کامل کے حقایق اسمائ الہیہ کیساتھ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اصل ہیں اور دیگر عرفا آپکی تبعیت میں۔

صوفی۔ اوسکو کہتے ہیں جو اپنے دل کو غیر حق سے بچا دے یعنی خطرہ نفسانی اور شیطانی کو دخل نہو اسکی تحقیق مقدمہ میں ہو چکی۔

صومعہ۔ لغت میں عبادت خانہ نصاریٰ کو کہتے ہیں لیکن اس سے مراد مقام تنزیہ ہے۔

صیغہ۔ ہیئت کلمہ کو کہتے ہیں۔

صیاد۔ تعینات کی دلکشی کو کہتے ہیں جو باعث گرفتاری ہوتی ہے ؎

کشتہ صیاد دلم را زخم شمشیر نگاہ نیم بسمل گشتہ ام یارب بسکار کیستم

باب سترہواں حرف ضاد کی اصطلاحات اور اجتماع النقیضین کے بیان میں

ضد مخالف شے کو کہتے ہیں مگر ضد اور نقیض میں فرق یہ ہے کہ ارتفاع النقیضین اور اجتماع النقیضین محال ہے یعنی ایک آن دونوں کا ہونا ضرور ہے مثلاً عدم اور وجود بخلاف ضدین کے یہ جمع نہیں ہوتے بلکہ مرتفع ہوتے ہیں مثلاً سواد اور بیاض اسی طرح ہر دو شے ہم جنس ہوکر باہم مخالف ہونیکو ضد کہتے ہیں اور دو شے غیر جنس ہوکر مخالف ہونیکو ند کہتے ہیں یہ حسب اصطلاح اہل لغت ہے لیکن اصطلاح حضرات صوفیہ میں یہ ایک خاص مسئلہ ہے کہ ضد شے عین شے ہے باوجود ضدیت کے جیسے آب و آتش ہے انمیں باہم ضدیت ہے لیکن باطن میں ایک دوسرے کا عین ہے کیونکہ آب مربوب اسم محیی ہے اور آتش مربوب اسم قابض ہے تاثیر اور صفت اسم محیی کی آب میں ہے اور تاثیر اور صفت اسم قابض کی آتش میں ہے پس آب محیی اور آتش قابض ہے اور محیی اور قابض دونوں اسماء الله میں سے ہیں اور اسم الله جامع ہے جمیع اسماء کا اور اسم الله میں صفت و تاثیر محیی اور قابض دونوں کی موجود ہے اگر موجود نہ ہوتی تو یہ اسماء اسکے سے ظاہر ہی نہ ہوتے حالانکہ وہ ظاہر ہوئے ہیں پس اس صورت میں اگرچہ باہم اسماء کی ضد ہے مگر ضد شے عین شے باوجود ضدیت ثابت ہوگئی پس سمجھنا اور قیاس کرنا چاہیے اسی پر کل اشیاء اور اسماء کو

ضلالت ـ گمراہی کو کہتے ہیں یہ صفات عباد میں سے ہے اگرچہ اضلال المعنی گمراہ کرنے کے یہ صفت خدا کی ہے اس معنی میں حق مضل ہے پس وجود جیسا کہ ہادی ہے ویسی مضل بھی ہے اسی طرح جیسے مظہر اول کہ مسمی بروح اعظم اور رب مخلوق ہے باعتبار اسماء جمالی کی ہادی ہے اور باعتبار اسماء جلالی کے مضل اور تمامی اشیا مظہر وجود خیر محض میں

ضلال گمراہ ہونیکو کہتے ہین اور حضرات صوفیہ مرتبہ عشق اور محبت مراد لیتے ہین جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹون نے آپ کی زیادتی محبت اور عشق کو حضرت یوسف علیہ السلام کیساتہ اسی لفظ سے تعبیر کیا ہو کہ انک لفی ضلالک القدیم[1]

ضنائن لغت مین بخل وخاصہ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین معنی ثانی یعنی خاصہ مراد ہے اور ضنائن ایک گروہ خاص ہو اہل اللہ مین سے کہ حق تعالیٰ نے انکو خاص کرلیا ہو بسبب نفاست کے جیسا کہ آنحضرت فرماتے ہین ان للہ ضنائن[2] من خلقہ البسھم النور الساطع یحییھم فی عافیۃ ویمیتھم فی عافیۃ

ضمیر اندیشہ اور دل اور اندرون دل اور جو کچھ دل مین گذرے اور خواطر دل کو ضمیر کہتے ہین اور بعضو نکے نزدیک پوشیدہ چیز کو بھی کہتے ہین۔

ضیاء یعنی غیر کو حق جاننا یا یہ کہ اغیار کو چشم حقیقت سے دیکھنا اور یہ ایک نور آلہی ہے جسکا نام فراست بھی ہو حدیث شریف مین ہو اتقوا فراسۃ المومن[3] فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ

باب اٹھارھوان حرف طاء کے اصطلاحات کے بیان مین

طامات لاف اور گذاف اور خودنمائی اور خود فروشی اور فریب و تسخیر عوام الناس کیلئے اظہار کشف اور کرامات کرنے کو کہتے ہین کہ جو بے اصل ہین

[1] بیشک تو پرانا گمراہ ہے ۱۲ [2] بتحقیق اللہ کے واسطے ایک گروہ خاص ہو مخلوقات سے ملبس ہین وہ لوگ بنور ساطع جلائے جاتے ہین وہ عافیت مین اور مارے جاتے ہین وہ عافیت مین ۱۲
[3] یعنی بچو تم فراست مومن سے کیونکہ وہ دیکھتا ہے بنور حق ۱۲

طائر اس سے مراد اولیاء مقربین اور ملک ہین بعض کہتے ہین کہ یہ عبارت ہے محل صور علمیہ
واعیان ثابتہ و تقدیر الٰہی و علم الٰہی سے ۔

اے طائران قدس را عشقت فزودہ بالہا — در حلقۂ سودائے تو روحانیان را حالہا

طاہر الظاہر وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالے معاصی سے معصوم رکھا ہے جیسے انبیا علیہم السلام

طاہر الباطن وہ لوگ ہین کہ جنکو اللہ تعالے نے وساوس شیطانی اور ہواجس و تعلق غیر سے
معصوم اور محفوظ رکھا ہے جیسے کہ صدیقین اور اولیاء

طاہر السر والعلانیۃ اوس شخص کو کہتے ہین جو حقوق حق و خلق دونون کے پورا کرنیکے واسطے مستعد رہے
اور ظاہر اور باطن مین حق ہی کا ناظر رہے ۔

طاہر السر اوس شخص کو کہتے ہین جو چشم زدن مین بھی حق سے غافل نہ ہو ۔

طاعت ماسوا اللہ سے علیحدہ ہونے اور حق مین مشغول ہونیکو کہتے ہین

طاہر وہ شخص ہے جسکو مخالفات امور شریعت و طریقت سے حق تعالے معصوم اور محفوظ رکھے

طالب جوئندہ حق کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ طالب وہ ہے جو شہوت طبع اور
لذات نفسانی سے عبور کر چکا ہو اور خودی کو بالکل چھوڑ کے تقیدوں اطلاق مین
اور کثرت سے وحدت مین جا ٹھہرے اسکو انسان کامل بھی کہتے ہین اور یہی مقام
مقام فنافی اللہ ہے کیونکہ طلب جسقدر ترقی ہوتی ہے بڑھتی ہی جاتی ہے ۔

طب روحانی ایک علم ہے کمالات اور آفات اور امراض و ادویہ و کیفیت صحت اور اعتدال
اور رد امراض قلوب کیواسطے

طبیب روحانی وہ شیخ کامل اور عالم عارف جو کمالات اور آفات اور امراض اور ادویہ اور
کیفیت و صحت کو جانتا ہو اور مرض قلوب کو دفع کرتا ہو اور ارشاد و تکمیل کے لائق ہو

طریق۔ وہ مراسم مشروعہ الٰہی ہیں جنمیں رخصت نہیں

طرب۔ وہ سرور دلی جو حق کے مشاہدہ سے پیدا ہو ؎

آمد نسیم دلستان سوی من از کوی کسے ‌ ‌ ‌ شد پُر سرور و پُر طرب جان من از بوی کسے

طراوت۔ ظہور انوار حضرت الٰہی کو کہتے ہیں۔

طریقت۔ سیر اور سلوک الی اللہ کو قطع منازل و ترقی مقامات اور تزکیہ باطن اور حصول
اور قرب کیساتھ ہونیکو کہتے ہیں اور باطن شریعت کو بھی یعنی شریعت ظاہر ہے اور
اور طریقت باطن اور طریقت کا باطن حقیقت ہے اسکی تشریح مقدمہ میں موجود ہے

طلب۔ حق کے طلب کرنے کو کہتے ہیں او بعض لکھتے ہیں کہ طلب وہ ہے کہ ہر وقت
یاد مولیٰ میں غرق رہے کسی دم غفلت نہ ہو ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید ؛ یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید

طمانینت۔ کہتے ہیں قلب و نفس سالک کا سکون پانا حق کیساتھ یعنی سالک کو حق کی یاد سے
سکون ہو اور غیر مرتفع ہو جائے۔

طمس۔ بالکلیہ محو ہوجانیکو کہتے ہیں یعنی سالک رسوم اور عادات کو ترک کر کے صفات
حق میں بالکل محو اور بیخود ہو جائے یہ انتہا مرتبہ سالک کی ہے۔

طوالع۔ انوار معارف کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر پیدا ہوتے ہیں تجلیات اسماء رب سے
اور آراستہ کرنا سالک کا اخلاق اور اوصاف اپنے کو نور باطن سے اسکو بھی طوالع کہتے ہیں

طور۔ حال اور شان کو کہتے ہیں یہ دونوں امور واقعیہ اعتباریہ میں سے ہیں اشخاص کو اطوار
اور شیون اور احوال ہوتے ہیں اور دوسکے لئے افراد نہیں ہوتے ہیں اور وجود حقیقی کو
کہ جو واحد اور متعین اور متحقق حقیقی ہے وجوبات اور شیون ہوتے ہیں کہ جس سے اُس

ممکنات ہین نہ افراد اسی واسطے حمل ممکنات کا واجب پر بطریق مواطات کے صحیح نہین
بلکہ حمل بالاشتقاق صحیح ہے جیسے کہ حمل اطوار اور شیون کا واضح ہو کہ حق واحد ہے
اور اُسکی ذات غیر متناہی ہے اور اوسکو وجود مین شریک ہونا محال ہے اور فرش سے عرش تک
جملہ تعینات عالم کہ حوادثات ہین اوسکی شیونات و حالات ہین اور وہ اُن شیونات و حالات کے ساتھ
متحول ہے جیسے کہ اوسنے اپنی احدیت ذاتیہ سے عالم شہادت بلکہ انسان کامل تک
تنزل فرمایا اور انہین تنزلات اور حوادثات عالم کو اطوار کے ساتھ تعبیر کرتے ہین
اور ایسا ہی ہر ہر افراد عالم کے لئے اطوار اور حالات ہین جیسے کہ زید کا وجود
اولاً ذات بحت مین تھا پھر وہانسے باطوار مراتب تنزلات اپنے والد کی صلب مین
آیا پھر وہان سے اپنی مان کے رحم مین تو محض ایک نجس نطفہ تھا پھر اوسکو علقہ کیا
بعد اُسکے مضغہ کیا بعد اُسکے اُسمین استخوان پیدا کرکے اوسپر گوشت اور پوست کا
لباس پہنایا تو اس حالت مین بھی وہ نجس اور مردہ اور عاجز اور مجبور اور اندہا اور
ننگا اور بیحس و حرکت تھا پھر حق نے اُسپر رحم فرمایا اور روح انسانی اور روح حیوانی
کہ جو پرتو روح انسان کے ہے پہونکی تو قوی طبعی اور نفسانی اور حیوانی کہ یہی پرتو
روح انسان کے ہین اوسمین ظاہر ہوئین بعد اوسکی مان سے پیدا ہوکر باطوار طفلگی
اور شباب اور کہولت اور شیخوخت کے مرجاتا ہے پھر باطوار برزخ قبر و حشر و جنت
یا دوزخ مین آخر نکالنا لگتا ہی اسی جگہہ سے حق کا ارشاد ہے وخلقکم اطوارا ف

باب انیسوان حرف ظا کی اصطلاحات کے بیان مین

ظالم یہ اسم فاعل ظلم کا ہے اگر بسکون لام اسکا مصدر سمجہا جاوے تو جبر و زیادتی کرنیوالیکے

ف اور پیدا کیا تمکو طور طور کرکے ۱۲

معنی ہونگے اور اگر بضم لام لیا جائے تو تاریک کر دینے والے کے معنی ہونگے اسی لئے زبان اہل محبت مین اسکو کبھی معشوق کیطرف منسوب کرتے ہین بوجہ جبر و زیادتی و بے التفاتی معشوق کے اور کبھی عشق کیطرف جیسا کہ مشہور ہے کہ محبت مین کچھ نہین سوجھتا اور فراق مین عالم تاریک ہو جاتا ہے۔

ظاہر الممکنات و ظاہر الوجود تجلی حق کو کہتے ہین جو صورت اور صفات اعیان کیساتھ ہے اسی تجلی کو وجود اضافی کہتے ہین اور کبھی اوسپر اطلاق ظاہر الوجود کا بھی کرتے ہین۔

ظاہر العلم اعیان ممکنات کو کہتے ہین۔

ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ جو عالم مین روشن اور ظاہر ہے اور ظاہر کو عالم اجسام و عالم شہادت بھی کہتے ہین اور یہ نام ہے حقتعالی کا مقابل باطن کے ہو الظاہر والباطن وہی ظاہر و باطن ہے

ظرف کہتے ہین ایک موجود مستقل کو دوسری موجود مستقل یا غیر مستقل مین دراسکو جیسے کہ کوزہ آب اور جوہر عرض لیس ظہور حقتعالی کا مظاہر کونیہ مین موجب ظرفیت اور مظروفیت کا نہین ہے اسلئے کہ بجز وجود حق کے کوئی شئے غیر موجود نہین جو ظرفیت کا سبب ہو بلکہ وجود واحد خود ظرف اور خود مظروف نہین ہو سکتا ہے۔

ظل اول اوسکو ظہور اول بھی کہتے ہین و باعتبار باطنی ظل اول کو وحدت اور باعتبار ظاہری عقل کہتے ہین کیونکہ یہ پہلا ہے عین اور ظل ہے جو نور تجلی حق کے ساتھ ظاہر ہوا اور قبول کیا کثرت کو کہ جو شیون حق کے ہین۔

ظل الہ انسان کامل کو کہتے ہین جو متحقق ہو حضرت واحدیت کے ساتھ

ظلال ظلالا اسمار الہیہ کو کہتے ہین

ظلمت عدم کو کہتے ہین جو ادراک مین نہین آسکتی ہے

ظل اللہ انسان کامل کو کہتے ہین کیونکہ حقتعالی انتظام جو ممکنات کا اسکی وساطت سے ظاہر فرماتا ہی

ظل تمامی ظہورات اور تعینات کو ظل کہتے ہین اور ظل اول و تعین اول مرتبہ وحدت کو کہتے ہین اور ظل ممدود اور تعین ثانی مرتبہ واحدیت کو کہتے ہین یعنی ظل ایک وجود اضافی ہی جو تعینات اعیان ممکنات اور احکام ممکنات مین کہ جو معدومات ہین نور کیساتھ ظاہر ہوا ہی اور وہ عبارت ہی وجود خارجی ہی کہ جو منسوب ہی معدومات کیطرف پس بسبب ظلمت عدمیت معدومات کہ وہ نور جو معدومات کیساتھ ظاہر ہی اور ظل ہو گیا ہی اور موہوم اور معقول ہی اور عدمیت معدومات کی فی نفسہا ہی اور ظہور اور نکالنا بسبب نور کے ہی جسکو ظل کہتے ہین جیسے کہ حقتعالی کا ارشاد ہی الم تر الی ربک کیف مد الظل[۱] یعنی پھیلا دیا وجود اضافی کو ممکنات پر پس ظلمت مقابل ہین اسی نور عدم کے ہی شیخ اکبر لکھتے ہین و کل ظلمة فہی عبارة عن عدم النور عما من شانه ان تینور لہذا سمی الکفر ظلمة لعدم النور الایمان عن قلب الانسان الذی من شانه ان تینور ولہذا قال اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمت الی النور ترجمہ اور ہر ظلمت پس وہی عبارت ہے عدم نور سے جس نور کی شان سے یہ امر ہی کہ وہ روشن کر دی اسی واسطے کفر کا نام ظلمت ہے بوجہ عدم نور ایمان کے قلب انسان مین کہ جس سے وہ روشن نہین ہوا اسی لئے اللہ تعالے کا ارشاد ہی کہ اللہ مالک ہی ان لوگون کا جو ایمان لائے نکالتا ہی انہین لوگونکو ظلمات سے نور کیطرف ۲

[۱] کیا نہین دیکھتا تو اپنے رب کی طرف کہ کیسے پھیلاتا سایہ کو ۱۲

ظلوم و جہول اس سے مراد ہی اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا اور غیر حق سے جاہل کلام مجید مین انسان کے لفظ ظلوم و جہول سے بطور مدح کے یاد کیا گیا ہی نہ بطور ذم جیسا کہ ناظر کتب تصوف پر مخفی نہیں۔

باب چھبیسوان حرف عین کے اصطلاحات کے بیان مین

عارف اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین جس نے بطریق حال نہ بطریق قال مشاہدہ ذات و صفات و اسمار کا کیا ہو یعنی اوس صاحب نظر کو عارف کہتے ہین جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات و صفات و اسمار اور افعال کا بینا کیا ہو ایسے شخص کو معرفت بسبب مشاہدہ دیدۂ دل کی حاصل ہو کہ عارف ہر چہ گوید دیدہ گوید اور بعضون کے نزدیک عارف اوس شخص کو کہتے ہین جو عالم عرفان مین گم ہو اور مراتب نزول اور عروج سے گذر کر مقام من[۱] عرف نفسہ فقد عرف ربہ مین محو ہو گیا ہو اور مرتبہ واحدیت اور وحدت سے گذر کر اپنی خودی کو ذات حق مین محو کر چکا ہو اور باوجود اسکے اوس حالت سے باز آوے اور خلائق کو نفع پہونچاوے اور مرتبہ عروج اور نزول مین محو رہے

عارف الوجود اعیان ثابتہ کو کہتے ہین جنکو ہمیشہ وجود مطلق حقانی ہیش نظر ہے

عاشق اصطلاح مین عاشق وہ ہی جو عقل سے دور ہو اور اپنے سر و پا کی خبر نہ رکھے اور خواب و خور کو اپنے اوپر حرام جانے اور زبان اوسکے ذکر مین اور دل فکر مین اور جان مشاہدہ معشوق حقیقی مین مشغول رہی ہو اور دل بریان اور چشم گریان اور

[۱] جس شخص نے اپنے نفس کا عرفان حاصل کیا پس تحقیق اوسنے اپنے رب کا عرفان حاصل کیا ۱۲

روئے زرد اور آہ سرد ہوے

عاشقی را سہ نشانست ای پسر آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر کسی پرسد کہ سہ دیگر کدام کم خورد کم گفتن و خفتن حرام

اور عاشق اوسکو بہی کہتے ہین جو مرتبہ ظل ممدود او نفس رحمانی سے گذر کر مرتبہ ام الکتاب و عشق صرف و حب خالص مین پہونچا ہوا ور اوسمین ایسا محو ہو کہ خودی کا خیال نہ آوی اور مرتبہ انا مین انا ہو گیا ہو اور اوس حالت سے واپس نہین مرتبہ عاشق عارف سے افضل ہو لیکن عاشق سے کسیکو فائدہ نہین پہونچتا بخلاف عارف کے کہ اوس سے فائدہ پہونچتا ہو مگر عارف حقیقی بہی بغیر عاشق حقیقی ہونکے نہین ہوسکتا حضرت صاحب فرماتے ہین

کوئی پاتا نہین بے عشق بازی حقیقی ہوے عاشق یا مجازی

عالم معنی باطن عارف کامل کو کہتے ہین اور بعض عالم ارواح کو کہتے ہین۔

عالم صغیر و عالم کبیر انسان اور جسم انسانی کو کہتے ہین اسلئے کہ جو کچھ عالم کبیر مین موجود ہی اوسکی نظیر جسم انسانی مین موجود ہو اور عالم کبیر کہتے ہین عالم ارواح سے عالم اجسام تک کو اور عالم صغیر خاص عالم انسان کو کہتے ہین اور بعضے لکھتے ہین کہ عالم کبیر سے مراد عالم باطن ہی جو مراتب ثلثہ یعنی احدیت و وحدیت و واحدیت سے مراد ہے اور عالم صغیر عالم ارواح سے عالم اجسام تک کو کہتے ہین بعضون کے نزدیک عالم کبیر عالم اجسام ہو جو کمال ظہور رکہتا ہو اور عالم صغیر عالم مثال ہو جو پوشیدہ ہے۔ لیکن قول اول صحیح ہے۔

عالم امر اعیان ثابتہ اور ارواح کو کہتے ہین جس سے کن فیکون مراد ہو یعنی کن سے ہو گیا

اشارہ عالم اعیان کیطرف ہی اور فیکون سے عالم ارواح کیطرف ”پس ہوگیا“

عالم خارج عالم ارواح کو کہتے ہین جو ظل اعیان ثابتہ کا ہی بعض اس سی تمام عالم خلق مراد لیتے ہین

عالم مثال ایک عالم ہی درمیان عالم ارواح اور اجسام کے جو کچھ عالم اجسام مین موجود ہی اوسکی نظیر عالم مثال مین موجود ہی فرق اتنا ہی کہ عالم ارواح لطیف ہے اور یہ کثیف۔

عالم مطلق مرتبہ احدیت اور عالم باطن کو کہتے ہین۔

عالم ثانی مرتبہ واحدیت اور عالم صفات کو کہتے ہین۔

عاقل سالک و طالب صادق کو کہتے ہین جو عقل کل سی بہرہ یاب ہوا در عقل جزو مین مبتلا نہ ہو

عالم ظل وجود حقائق کو کہتے ہین جو صورت ممکنات کیساتھ ظاہر ہوا ہے۔

عالم خلق عالم اجسام کو کہتے ہین کہ جو پائے جاتے ہین اور یہ موجود ہوئے ہین امر حق سے بمادہ اور مدت جسطرح عالم امر بلا مادہ اور مدت کے موجود ہوا اسی کو عالم ملک اور عالم شہادت بھی کہتے ہین۔

عالِم اوس شخص کو کہتے ہین جسکو حقتعالے نے اپنی ذات اور صفات اور افعال پر باعتبار یقین کے مطلع کیا ہو نہ باعتبار شہود کے اگر باعتبار شہود کے ہو تو اوسکو عارف کہینگے

عامہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے فقط ظاہر شریعت پر اکتفا کیا ہی اونکو باطن سی کچھ حس نہین ان لوگونکو علمائے رسوم اور ظواہر کہتے ہین۔

عارض کشف انوار ایمان کو کہتے ہین اور تجلی جمالی بھی مراد لیتے ہین

عبادۃ یعنی اپنی نسبت کو حق کے ساتھ صحیح کرنا اور باری تعالے کی پابندی کرنا اور جن باتون کی ممانعت ہی اوس سے بچنا۔

عبد اصطلاح مین جو کچھ لائق ظہور ہو اوسکو عبد کہتے ہین اور تعین اول کو عبد حقیقی

کہتے ہیں اور عبد حقیقی ایک سے زائد نہیں ہوتا ہے کیونکہ تعین اول عبارت ہے انا سے یعنی وجود مطلق نے اپنی ذات کو اولاً انا کے ساتھ تعبیر فرمایا اور اسی انا کو حقیقت محمدی بھی کہتے ہیں اور خارج میں بھی حقیقت محمدی ہی اولاً ظاہر ہوئی اسی واسطے آنحضرت کو تعین اول کہتے ہیں اور یہ ایک وجہ سے مقید ہے اور ایک وجہ سے مطلق اور اس اعتبار سے تمامی مخلوقات مقید اور مطلق دونوں ہیں واضح ہو کہ ہر عین ثابت باعتبار اطلاق رب ہے اور باعتبار تقید عبد اور اگر اس اعتبار کو اطلاق اور تقید سے قطع نظر کریں تو نہ عبد ہے نہ رب بلکہ ایک ہی حقیقت ہے کہ التوحید حقیقة لا رب ولا عبد[۱] پس اس ایک حقیقت وجدانی کو حقیقت محمدی اور برزخ کبری کہتے ہیں جو درمیان عبد و رب کے ہے تاکہ دو ایک نہ ہو جائیں اور ایک دو نہ ہو جائیں یعنی یہ حقیقت برزخ ہے فصل اور وصل کیواسطے اور یہ برزخ بہ نسبت رب کے رب ہے اور بہ نسبت عبد کے عبد ہے اور اسی برزخ کو جامع البحرین اور فاصل البحرین کہتے ہیں اور آیہ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان میں اسی برزخ کیطرف اشارہ ہے

عبودیت صدق نیت اور تصحیح نسبت کو کہتے ہیں کہ سالک اثنا سلوک میں اسپر کاربند ہو بلا طمع جنت اور خوف دوزخ کے یہ مرتبہ خاص ہے نیز ہر وقت توجہ حق کی طرف رکھنا تضرع اور خضوع اور عظمت کیساتھ اور یہی صفت اہل مشاہدہ کی ہے عبودیت کی کئی قسمیں ہیں اول اوامر کی پابندی کرنا اور نواہی سے پرہیز کرنا دوسرے رضی

[۱] توحید حقیقت ہے جہاں نہ رب رب ہے اور نہ عبد عبد ۱۲

برضاء الٰہی رضا میسر ہے اپنی خواہش اور اختیار کو چھوڑ دینا اور حق کی خواہش اور اختیار میں رضا اور مشاہدہ معبود میں عبد کی ہستی مٹ جانیکو بھی کہتے ہیں یہی مقام اعلیٰ اور مقام محمدی ہے۔

عبودۃ سالک کا اپنے نفس کو رب کی عبادت کے لئے حاضر کرنا اور عبادت کرنا حق کے مقام فرق جمع دونوں میں یہ مرتبہ اخص الخواص ہے۔

عباد للہ ارباب تجلیات کو کہتے ہیں جو حقیقت کے کسی ایک اسم سے متحقق و متصف ہوتے ہیں اور وہ عبودیت کیساتھ منسوب ہوتی ہیں

عدم نیست اور نابود ہونے کو کہتے ہیں یہ دو قسم پر ہے ایک عدم محض کہ جو نقیض وجود کا ہے جیسے شریک باری وغیرہ اور دوسرا عدم اضافی جس سے مراد بطون اشیا ہے

عدم العدم مرتبہ احدیت کو کہتے ہیں کیونکہ عدم کا عدم اثبات ہے یعنی بجز وجود کے حقائق کے کوئی موجود نہیں اس مرتبہ کو عین الکافور بھی کہتے ہیں اسلئے کہ جیسے چشمہ کافور کی نہایت کو کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے ویسے اس مرتبہ کی نہایت کو کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے اسی واسطے ارشاد ہے [۱] لا تفکروا فی ذات اللہ وتفکروا فی صفات اللہ وآلائہ

عروج عالم اجسام سے احدیت تک پہونچنے کو کہتے ہیں جو اصل ہے جیسا کہ ارشاد ہے وکل شیء یرجع الی اصلہ [۲] یعنی سالک اپنے جسم کو محو کرنے سے عالم مثال میں اور عالم مثال کو محو کرنے سے عالم ارواح میں اور عالم ارواح کو محو کرنے سے عالم اعیان میں اور عالم اعیان کو گم کرنے سے وحدت میں اور

۱؎ نہ تفکر کرو تم اللہ کی ذات میں اور تفکر کرو تم صفات اور اسماء اللہ میں ۱۲

۲؎ ہر شے راجع ہوتی ہے اپنی اصل کی طرف ۱۲

وحدت کو گم کرنے سے احدیت میں پہونچتا ہے اور اسی طرح نزول بھی ہوتا ہے

عرش ایک ایسا جسم ہے جو تمام اجسام کو محیط ہے اور عرش نام رکھا گیا ہے بسبب بلندی کے یا تشبیہ دیا گیا ساتھ سریر بادشاہ کے کہ بادشاہ اوس پر قایم ہے یعنی ملائکہ اوٹھائے ہوئے ہیں اور وقت حکمرانی فرمانے کے نزول احکام قضا و قدر کا اسی جگہ سے ہوتا ہے اور کہا گیا ہے بجائے استوا ر اسمار مقیدہ ہے حضرت صاحب سے

یار و تم کہتے ہو جسکو عرش پر   میں تو اپنے دل میں اوسکو پا گیا

عرض اوسکو کہتے ہیں جو قایم بالذات نہ ہو قیام اوسکا بوسیلہ جوہر ہو جیسے رنگ اور کپڑا کپڑا جوہر ہے اور رنگ عرض اسکے افراد نو ہیں اول کیف یعنی کیفیت باعتبار اپنی ذات کے نہ مقتضی قسمت نہ عدم قسمت ہے اگرچہ باعتبار حیثیت محل قسمت اور عدم قسمت قبول کرتی ہے جیسا کہ سواد اور بیاض اور حرارت اور برودت وغیرہ جب کسی جسم میں عارض ہوتی ہیں منقسم ہوتی ہیں اور جب نقطہ میں عارض ہوتی ہیں منقسم نہیں ہوتے اور یہ کیفیت دو قسم پر ہے جسمانی جیسے کہ مذکور ہوئی نفسانی جو نفس ناطقہ کو عارض ہوتی ہے جیسا کہ علم اور جہل اور جود اور بخل وغیرہ دوسرے کم جو ایک عرض ہے کہ جسکا تعقل تعقل غیر پر موقوف نہیں اور وہ باعتبار ذات قسمت پذیر ہے اسکی بھی دو قسمیں ہیں منفصل اور متصل منفصل وہ کہ جسمیں اجزائی متمائز الوجود بالفعل موجود ہوں جیسا کہ عدد مرکب ہے احاد سے احاد اوسمیں علیحدہ علیحدہ موجود ہیں متصل وہ ہے جو قابل تقسیم ہو لیکن اجزا متمائز الوجود بالفعل موجود نہوں تیسرے این وہ ایک ہیئت ہے کہ جو عارض ہوتی ہے جسم کو بسبب اسکو مکان میں ہونے کے چوتھے متی وہ ایک ہیئت ہے جو جسم کو

عارض ہوتی ہی بہ سبب اوسکی زمان مین ہونیکے پانچوین اضافت یہ ایک نسبت ہے درمیان دو چیزون کے جیسا کہ وصف ابوة کہ نسبت ہی درمیان اب و ابن کے چھٹے وضع وہ ایک ہیئتہ ہی کہ جو حاصل ہوتی ہی ایک چیز مین باعتبار نسبت اوس چیز کے امور داخلی اور خارجی کیطرف ساتوین فعل جو ایک ہیئتہ کہ حاصل ہوتی ہی فاعل مین بطریق تجدد بہ سبب تاثیر فاعل کے شئے منفعل مین جیسا کہ ایک ہیئتہ ہی جو حاصل ہوتی ہی آرہ کش مین وقت آرہ کشی کے آٹھوین انفعال وہ بہی ایک ہیئتہ ہی جو حاصل ہوتی ہی شئے منفعل مین بطریق تجدد تاثیر فاعل کے جیسا کہ ایک ہیئتہ ہی جو حاصل ہوتی ہی چوب مین وقت آرہ کشی کے نوین ملک وہ ایک ہیئتہ ہی جو حاصل ہوتی ہی جسم مین بسبب احاطہ امور خارجی کے جسم کو خواہ وہ جمیع اجزا کو محیط ہو یا بعض اجزا کو جیسے کہ آدمی کو عمامہ باندھنے سے ایک کیفیت حاصل ہوتی ہی۔

عزلت یعنی بوجہہ گوشہ نشینی خلق کے میل جول سے علیحدگی اختیار کرنا

عشرت لذت جذبات عشق کو کہتے ہین ؎

ساقیا عشرت امروز بفردا مفگن   باز دیوان قضا خط امانی بمن آر

عشوہ تجلی جمالی کو کہتے ہین۔

عشق حب مفرط اور کشش معشوق اور حب معشوق اور مرتبہ وحدت کو کہتے ہین یعنی حضرت حق تعالے نے اپنی حب ذاتی سے اولاً عشق کو پیدا کیا جسکو حقیقت محمدی سے تعبیر کرتے ہین کہ حق نے اپنے تعین کو دوست رکھا جیسے کہ حدیث قدسی مین ہی کنت کنزاً مخفیاً[۱] فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف

۱ تہا مین ایک خزانہ مخفی پس دوست رکھا مین نے یہ کہ پہچانا جاؤں مین پس پیدا کیا مینے خلق کو کہ پہچانے مجکو ۱۲

حق تعالی کا علم محبوب حقیقی ہی کا ہو اگر حب علم نہ ہوتا تو ذات کا ظہور نہ ہوتا
اسی واسطے مرتبہ عشق سب مرتبون سے افضل ہو بعضونکا قول ہے العشق[۱]
هو الذات اسی مرتبہ کو علم مجمل بھی کہتے ہین واضح ہو کہ عشق مشتق ہو عشقہ سے
اور عشقہ اسی گھانس کو کہتے ہین جو درخت پر لپٹی ہو اور درخت کو بے ثمر اور
زرد و خشک کر دیتی ہو اسی طرح عشق بھی درخت وجود عاشق کو تجلی جمال معشوق
مین محو کر دیتا ہے تاکہ تفرقہ عاشق و معشوق باقی نہ رہے عشق انتہائی درجہ محبت کا
نام ہے کوئی چیز مرتبہ مین اعلی عشق سے مخلوق نہین ہوئی اور کلام مجید مین
والذین امنوا اشد حبا للہ[۲] سے مراد عشق ہی ہے یہ خود بخود ہوتا ہی
اختیار سے نہین ہوتا ؎

عشق پر زور نہین ہو یہ وہ آتش غالب — کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

اسکے پانچ درجہ ہین درجۂ اول فقدان دل یعنی دل کا گم کرنا جو شخص گم کردہ
قلب نہو عاشق نہو گا اسلیے کہ جو شخص دل سے خبر رکھیگا یا دل رکھے گا وہ عاشق نہین
عاشق کو بیدل ہونا چاہیے ؎

عاشقی چیست بگو بندہ جانان بودن — دل بدست دگری دادن حیران بودن

درجۂ دوم تاسف ہو وہ یہ ہے کہ جسمین عاشق بیدل بغیر معشوق کے ہر وقت
اپنی زندگی سے متاسف ہوتا رہے ؎

ہر لحظہ کہ بے تو مرا میرود عمر — واللہ از ان حیات مرا مرگ خوشتر است

درجۂ سوم وجد ہے اور یہ عجب قسم کا حال ہو جو تحریر و تقریر مین نہین آسکتا

---

[۱] عشق وہی ذات ہی ۱۲ [۲] اور وہ لوگ ایمان لائے سخت تر ہین محبت مین اللہ کے لئے ۱۲

اور اسکی وجہ سے عاشق کو کسی جگہہ اور کسی وقت آرام اور قرار نصیب ہی نہیں ہوتا

شکیب ہست یارب دل بیقرار ما را ۔ برحمت است چشمی سوی تو انکار ما را

درجہ چہارم بے صبری ہے اس درجہ مین عاشق طاقت سے طاق اور جان

عاشق سوختہ اشتیاق ہوتی ہی آتش شوق ایسی جوش زن ہوتی ہی جسکی وجہ سے

وہ رات و دن شور مچاتا رہتا ہی ٥

تا بود مرا طاقت بودم نہ شکیبائی ۔ چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی

درجہ پنجم صبانت ہی عاشق اس درجہ مین پہونچکر دیوانہ ہوجاتا ہے بجز معشوق

اور کسی کی یاد نہین ہوتی اب جاننا چاہیے کہ عشق کی دو قسمین ہین مجازی و حقیقی

حقیقی خدا کا عشق ہی مجازی کی بہی دو قسمین ہین نفسانی و حیوانی نفسانی باعث

لطافت و صفائی نفس ہوتی ہی جسکی وجہ سے عاشق صاحب وجد اور محزون

و رقیق القلب صاحب فکر گویا ہوجاتا ہے اور تعلقات دنیا سے بالکل منقطع

اور یہی مجاز ہے جو عمدہ ترین نعمت اور موہبت خداوندی ہی اور اسکی خاصیت یہ ہے

کہ یہ عاشق کو سوای معشوق کے دوسری طرف متوجہ نہین ہونے دیتا اسمین

درحقیقت عاشق کی توجہ معشوق حقیقی پر ہوتی ہی جو صورت مین آکر جلوہ نمائی

کرتا ہے سلوک مین سوائے اس عشق کے دوسری چیز مطلوب پر فائز کرنیوالی

نہین اسلئے کہ عاشق اس عشق سے تمام کائنات سے بے نیاز ہوجاتا ہے

اور حیوانی باعث آوارگی کا ہوتا ہے اور آوارگی نفس پرستی اور شہوت رانی ہی

یہی فسق ہی ورنہ فرق مجازی اور حقیقی مین اعتباری ہی مجازی ہی سے حقیقی بہی

حاصل ہوتا ہی باقی حق یہ ہی کہ عشق شرح و بیان مین آ ہی نہین سکتا ٥

ہرچہ گویم عشق را شرح و بیان — چون بعشق آیم خجل باشم ازان
گرچہ تفسیر بیان روشنگر است — لیکہ عشق بے زبان روشن تر است

عقل کل نور محمدی کو کہتے ہین کہ مظہر اول ہی خارج مین اور بعضے جبرئیل اور عرش اعظم کو عقل کل کہتے ہین لیکن قول اول صحیح ہی

عقل عالم تمیز کو کہتے ہین ؎

گفتی کہ چہ علم و عقل جویم — نادیدہ کسے ترا چہ گویم
جائیکہ محال ایندم آمد — آن ہر دو حجاب اعظم آمد

عقاب قلم یعنی عقل اول کہتے ہین۔

عقدہ کشائی دلکشائی اور خاص صفت معشوق مراد ہی اسی کو بسط بھی کہتے ہین

عکس اعیان ثابتہ کو عکس کہتے ہین جو وجود کا عکس ہی وجہ دعالم ہی اور علم آئنہ اور معلوم یعنی اعیان عکس یعنی حق نے اپنے وجود کے علم کیساتھ جان لیا تھا کہ مین صلاحیت رکھتا ہون کہ متجلی اور ظاہر ہون پس یہ علم باعتبار اجمال مرتبہ وحدت ہی اور باعتبار تفصیل مرتبہ واحدیت ہی جسمین تفصیل وار صور علمیہ ثابت ہین ؎

چون عکس رخ دوست در آئینہ عیان شد — بر عکس رخ خویش نگارم نگران شد

علم الیقین واضح ہو کہ یقین کے تین مرتبہ ہین علم الیقین عین الیقین حق الیقین علم الیقین کہتے ہین کہ ایک شئے کا جاننا کمال یقین کیساتھ مع اوسکی کیفیت و ماہیت کے بغیر دیکھنے ہوئے مثلاً اس بات کا علم اور یقین کہ آگ جلاتی ہی اور اسمین قوت جلانے کی ہی دوسرا مرتبہ عین الیقین ہی یہ نسبت علم الیقین کے قوی ہے یعنی اپنی آنکھ سے آگ کو جلاتے ہوئے دیکھنا تیسرا مرتبہ حق الیقین ہی یعنی کسی شخص کا

داخل ہونا کسی چیز مثلاً آگ مین پہاند پڑنا اور جلجانا یا اُس شخص کا محو ہوجانا اوس
چیز مین اور بعضے کہتے ہین کہ علم الیقین اعیان ثابتہ کو اور عین الیقین وحدت کو
اور حق الیقین احدیۃ کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ سالک کا جاننا اس
بات کو کہ حق اپنی وحدانیت کیساتھ موجود ہی اور اسمین سالک کو کسی قسم کا شبہ نہ
واقع ہونا یہ مرتبہ علم الیقین کا ہے اور پہر اُسکا حجاب صفات اور اسماء اور
افعال اور آثار کے ساتھ مشاہدہ کرنا اسی عین الیقین کہتے ہین اور پہر اوسی
سالک کا سلوک کرنا اور حق مین فنا ہونا اسی کو حق الیقین کہتے ہین

علم لدنی عرفان اور علم اور حقایق کو کہتے ہین کہ بلا واسطہ ذات حق سے حاصل ہو
مولانائے رومی فرماتے ہین ؎

علم کان نہ بود زہو بے واسطہ   آن نپاید ہمچو رنگ ماشطہ
ازکشف ۱۲

علت تنبیہ حق کو کہتے ہین جو بندہ کے واسطے ہو خواہ وہ کسی سبب سے ہو یا نہو

علف شہوات نفسانی کو کہتے ہین۔

عمر حقیقت روحی اور تجلیات صفاتی کو کہتے ہین جو سالک کے دلپر روشن ہوتی ہین
اور ظہور حیات کو بہی کہتے ہین۔

عمد معنویہ اوس چیز کو کہتے ہین کہ جس سے قیام آسمانون کا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی اللہ[۱]
الذی رفع السموات بغیر عمد ترونہا یہ ایسے عمد کیطرف اشارہ ہی
جو نہین دکہائی دیتا ہی اور وہ روح اور قلب اور نفس عالم کا ہی اور یہی حقیقت
ایمان کامل کی ہی اسکو سوائے حق کے اور کوئی نہین پہچان سکتا ہی جیسا کہ

[۱] اللہ وہی جس نے بلند کیا آسمان کو بغیر ستون کے دیکھتے ہو اوسکو ۱۲

ارشاد ہے اولیائی[۵۱] تحت قبائی لا یعرفہم غیری

عماء اس سے مراد حقیقت الحقایق ہے جو موصوف بالحقیۃ والخلقیۃ نہین ہوتی ہو یہ
مرتبہ ذاتی ہے بوجہ انکے عدم اضافت کے کسی اسم یا وصف کا مقتضی نہین یہی
آنحضرت کے اس ارشاد کا مطلب ہے ان[۵۲] العماء ما فوقہ ھواء وما
تحتہ ھواء یعنی نہ حق ہے اور نہ خلق تو عماء مقابل ہوا احدیۃ کے پس
جسطرح احدیۃ مین اسماء و اوصاف مضمحل ہوتے ہین اور کسی چیز کا ظہور اسمین
نہین ہے اسی طرح عماء مین بھی کسی چیز کا ظہور نہین عماء اور احدیۃ مین فرق یہ ہے
کہ احدیت حکم ذات کو ذات مین ہونے کو کہتے ہین بمقتضای علو و غنا اسی سے
مراد ظہور ذاتی احدی ہے اور عماء کہتے ہین حکم ذات کو بمقتضای اطلاق نہ اوس سے
علو و نو سمجھی جاتی ہے اور نہ اوسپر غنا کا اطلاق ہو سکتا ہے یہی بطون ذاتی عمائی ہے
یعنی احدیت مین فی الجملہ وجود کے موجودیت میں بین ہے اور عماء مین نفس ثبوت
پوشیدہ ہے اور اسکی دو نسبتین ذاتی ہین ایک احدیت دوسری واحدیت
اور عماء کے لغوی معانی ابر رقیق کے ہین جسطرح ابر کا ایک رخ آسمان
کی طرف اور دوسرا رخ زمین کی طرف ہوتا ہے اسی طرح عماء کا ایک وجہ
سماء احدیت کی جانب ہے اور دوسرا وجہ ارض واحدیت کی جانب

عنصر آتش اور آب اور خاک اور باد کو کہتے ہین جنکو امہات سفلی بھی کہتے ہین
واضح ہو کہ ظہور عنصر آتش کا اسم قابض سے ہے اور باد کا اسم حی سے
اور آب کا اسم محی سے اور خاک کا اسم ممیت سے ہے۔

---

۵۱ میرے اولیا میرے دامن کے نیچے ہین نہین پہچانتا ہے ان لوگون کو سوائے میرے ۱۲
۵۲ بیشک عماء کہ اوپر اوسکے ہوا اور ما تحت اوسکے ہوا ہے ۱۲

عنقا ہیولے کو کہتے ہین جیسے کہ عنقا دکھائی نہین دیتا ہے ویسے ہیولے بھی بلا صورت کے دکھائی نہین دیتا ہی اور ہیولائے مطلقہ کہ جو مشترک ہی تمامی اجسام مین اُسکو عنصر اعظم کہتے ہین

عندلیب اس سے مراد عارف ہی جو ہمیشہ ذکر و فکر مین رہی حضرت صاحب ؒ

در سخن شد عندلیب با نوا　　گفت بشنو تا بگوید راز ہا

اور بعض عاشق کو مراد لیتے ہین۔

عوالم اللبس جمیع مراتب تحتانیہ کو کہتے ہین جو مرتبہ ناسوت تک ہین کیونکہ ذات مقدس حقانی نازل ہوتی ہی اُن مراتب کے تعینات کیساتھ مرتبہ جبروت تک اور متصف ہوتی ہی ساتھ صفات جبروتیہ اور ملکوتیہ اور ناسوتیہ کے پس ملتبس ہوئی ذات ان مراتب کیساتھ اور حضرت شیخ اکبر فتوحات مین لکھتے ہین کہ لباس اُسکو کہتے ہین کہ سمائے جسم کو اور خبر دی اللہ تعالے نے کہ سما لیا ہے اُسکو قلب مومن نے لہذا ملتبس ہوا حق قلب مومن سے ان معانی مین عوالم اللبس سے قلوب المومنین مراد ہو سکتی ہی کہ ہر ایک جدا گانہ عالم ہے جیسا کہ کہا گیا۔ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق یعنی طرق الی اللہ اتنے ہین جتنے کہ انفاس خلائق کے ہین

عین ثابتہ ایک حقیقت ہی حضرت علمیہ مین جو ثابت ہے علم حق مین اور اُسکا وجود خارجی نہین پایا

عین الشئی عبارت ہے حق کے وجود سے

عین اللہ و عین العالم عین کے معنی آنکھ کے ہین اور اس سے مراد انسان کامل ہی جو متحقق ہی حقیقت برزخ کبرے کیساتھ کیونکہ حق بسبب اسی انسان کامل کی نظر فرماتا ہی عالم کیطرف پس رحم فرماتا ہی عالم پر بسبب اُسکی اسیواسطے اللہ تعالے کا ارشاد ہی لولاک[1] لما خلقت الافلاک

[1] اگر نہ پیدا کرتا مین تجھکو اے محمد البتہ نہ پیدا کرتا مین افلاک کو۔

عید تجلیات جمالی کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر وارد ہوتے اور انبساط بخشتے ہیں

عیش حضور دائمی کو کہتے ہیں ؎

عیشم مدام است از لعل دلخواہ — کارم بکام است الحمد للہ

عین یعنی حق کیساتھ ایک ہونا اور ہستی حق میں گم ہونا اور سالک کا اپنی کو ذات حق میں
گم کرنا اور اپنی خودی سے فنا ہوکر بقا باللہ ہو جانا اور وصال کی لذت لینا۔

عین الحیوٰۃ پرتو اور ظل حیات حق کو کہتے ہیں کہ جو روح ہے۔

عینیت یگانگی اور یگانہ ہونے کو کہتے ہیں یہ دو طرح پر ہو لغوی اور اصطلاحی لغوی یہ ہے
کہ دو چیزیں باہم ایک ہوں جیسے کہ آب اور موج اور بحر اس قسم کی عینیت ذات اور
صفات عبد و رب میں جائز ہے دوسری عینیت اصطلاحی جیسے کہ شخص اور عکس اور حرف
اور سیاہی واحد اور عنصر شخص اور عکس کے لئے آئینہ کا ہونا ضروری ہے یہ عینیت بھی
ذات اور صفات میں جائز ہے یعنی عالم شخص ہے اور معلوم عکس اور علم آئینہ پس وجود اور
احدیت اور شے اور ذات کو شخص کہتے ہیں اور کمالات اور صفات اور معلوم اور
صور تمام ذات اور احدیت کا عکس نام کہتے ہیں اور وحدت کو جو برزخ کبریٰ ہے اور
حقیقت محمدی ہے علم اور آئینہ کہتے ہیں

باب اکیسواں حرف غین کے اصطلاحات کے بیان میں

غارت جذبۂ الٰہی کو کہتے ہیں جو بے واسطہ سالک کے دل پر وارد ہوتا ہے اگرچہ اوامر اور افعال
اسپر جاری ہوں اور بعض تجلی جلالی اور فنائے کامل کو کہتے ہیں

غبغب لطف قہر آمیز کو کہتے ہیں کہ جو سالک کو چاہ نورانی صفات سے نکالکر چاہ ظلمانی

ذات مین ڈالتا ہے

غرق مشاہدہ ذات مین بالکلیہ محو ہوجانے کو کہتے ہین

غراب بکسر غین اسکے معنی کوہ کے ہین یہ اشارہ ہی جسم کلی سے بسبب غایت بعد کے حضرت احدیتہ سے یا بسبب خالی ہونے جسم کلی کے ادراک نورانیت سو نام رکہا جاتا ہی اوسکا غراب جو مثل ہو دوری اور سیاہی مین

غربت طلب مقصود کو کہتے ہین قال[1] مثنوی منا کبہا دکلوا من رزقہ سے عبارت ہی اور بعض اس سے مجبوری و گرفتاری تعین تبعد زمبد اجرا دی

غشاوہ ایک پردہ ہو بسبب عصیان آئنہ دل و چشم بصیرت پر عارض ہوتا ہے

غمزہ جذبہ عالم باطن کو کہتے ہین تاکہ دل طالب باصفا کا متغیر نہو اور طلب مین استوار ہو اور یہ بشریت کو فنا کرتا ہے ؎

کچھ بات مرے منہ مین نکلنے نہین دیتی   اللہ ری غمزے کہ سنبہلنے نہین دیتے

غمگسار اثر صفت رحمانی کو کہتے ہین کہ عموم اور شمول رکھتی ہی

غمخوار صفت رحیمی حق کو کہتے ہین کہ جو خصوصیت کیساتہ ہوئی ہے۔

غمکدہ مقام غم کو کہتے ہین جس سے قلب عاشق مراد ہی

غم قید اور اندوہ اور محنت و طلب معشوق کو کہتے ہین۔

غنچہ حقیقت عالم قبل تخلیق مراد ہے۔

غنی ایک ایسا بے نیاز ہو کہ محتاج الیہ کل کا ہی پس غنی بالذات سوای حق کے اور کوئی نہین کیونکہ ہر شئے اوسکے لئے ہو اور بندون مین سے غنی وہ بندہ ہو کہ بسبب

---

[1] پس چلو اوسکے کندہو پر اور کہاؤ روزی اپنے سے ۱۲

حق کی ہر شئے سے جو ماسوا حق ہو مستغنی ہو کیونکہ جب اوسنے وجود کو پایا اور اُسکو پہچانا تو ہر شئے کو پایا بلکہ وہ کسی شئے کے واسطے وجود اور تاثیر نہین دیکھتا اور بسبب شہود محبوب کی ہر شئے سے بے خبر ہوتا ہی۔

غوث۔ اصطلاح مین قطب الاقطاب کو باعتبار فریادرسی اور حاجت روائی خلایق کے غوث کہتے ہین اور یہ دنیا مین ایک ہوتا ہو اور اپنے زمانہ مین سب سے افضل اور منظور نظر جناب باری ہوتا ہو اور یہ ساری ہو اعیان ظاہری اور باطنی مین مثل سریان روح کے جسد مین متصرف ہو اونہین باوجود علوم باطنی اور ظاہری کو مقام تفرید اور تجرید کو طے کرتا اور قدم بقدم خاتم الانبیار صلی اللہ علیہ وسلم کے چلتا ہو اور قائم اللیل اور نفع رسانی خلایق مین ثابت اور اولیار اللہ پر حاکم ہوتا ہے۔

غین۔ حجاب رقیق کو کہتے ہین جو بسبب تصفیہ قلب کہ کھلجاتا ہو اور وہ نور تجلی سے زائل ہوتا ہو اور اس حجاب کیساتھ ایمان باقی رہتا ہو بخلاف این کے کہ وہ محض کثیف ہوتا اور درمیان قلب اور ایمان بالحق کے حائل ہوتا ہے اور درجہ کفر تک پہونچاتا ہے۔

غیر و غیریت عالم کون کو کہتے ہین یہ دو طرح ہے ایک عالم لطیف جیسے کہ ارواح اور عقول اور نفوس دوسری عالم کثیف جیسے کہ عرش اور کرسی اور فلک اور ملک اور خاک اور آب اور باد اور آتش اور نبات اور حیوان اور جماد وغیرہ اس مرتبہ کو ماسوا اللہ اور کائنات کہتے ہین جسمین حق بصورت اعیان اور اکوان مستتر

زروی ذات برفگن نقاب اسمارا   نہان باسم مکن چہرہ مسمے را

اور دراصل غیریت توحید سے غفلت کا نام ہی کہ جب سالک توحید سے الگ
ہو جاتا ہی تو خود ہر شئے کا غیر بنجاتا ہی اور ہر شئے کو اپنا غیر سمجھ لیتا ہی ورنہ
حقیقت مین سب ایک وجود کے مراتب اور ایک ہستی کے مظاہر ہین حضر تصائب
ترا ب از راہ معنی گر ببینی جملہ عالم را ہمہ باہم یگانہ اند یک کس نیست بیگانہ

غیب باطن کو کہتے ہین۔

غیب الغیوب ذات ساذج اور ذات بحت اور مرتبہ احدیت اور غیب المصون کو کہتے ہین

غیب ہویت ذات غائب اور غیب مطلق اور مرتبہ احدیۃ کو کہتے ہین جسمین سوائے حق کے
اور کسیکو ادراک و دریافت و شعور نہو وے اور اسکو لابشرط شئے بھی کہتے ہین

غیب المکنون مرتبہ ورار الورار اور ہستی صرف اور احدیۃ مطلقہ اور گنج مخفی کو کہتے ہین
یہ ایک سر اور کنہ ذاتی ہی کہ سوائے حق کے اور کوئی اوسکو پہچان نہین سکتا ہی
اسی واسطے یہ اغیار سے محفوظ اور مصون اور عقول و ابصار سے پوشیدہ و مکنون ہی۔

غیب اول مرتبہ وحدت کو کہتے ہین۔

غیبت۔ کہتے ہین دل کا گم ہونا احوال مجازیہ خلق سے بلکہ نفس کے حال سے بھی
بوجہ قلب مین ورود حق کے گم ہونا ؎

ورنہ گنجے با خود اندر کوئے او گم شو از خود تا بیابی بوئے او
تا تو نزدیک خودی زین حرف دور غیبتے باید اگر خواہی حضور

غیرت یہ دو طرح ہے ایک غیرت حق کی بسبب تعدی حدود کے دوسری غیرت
بسبب کتمان اسرار اور سر اثر کے۔

باب بائیسواں حرف فا کے اصطلاحات کے بیان میں

فانی۔ اُس سالک کو کہتے ہیں جو حق میں بالکل محو ہو جاوے اور اوسکی ہستی کا نام ونشان بالکل باقی نہ رہے ؎

چون تو اندر راہ یک بینی شوی ۔۔۔ از وجود خویشتن فانی شوی

آن زمان زاسرار حق یابی خبر ۔۔۔ کہ شوی از جسم وجان کلی بدر

این نہ راہ تست ایمرد نژند ۔۔۔ راہ شیرانست مرد ہوشمند

زاد این رہ نیستی مردان الیقین ۔۔۔ شک بسوزان وگذر از کفر ودین

فتوح مکاشفہ مرتبہ احسان کے حصول کو کہتے ہیں جو عبارت ہے آنحضرت کی اس قول سے اعبد اللہ کانک تراہ[۱] اور اسی کو مشاہدہ بھی کہتے ہیں۔

فتوح حلاوت باطن میں درجہ ایمان کی حلاوت حاصل ہونیکو کہتے ہیں جیسا کہ آنحضرت کا ارشاد ہے وجد بہن حلاوت الایمان[۲]

فتوح عبادت حصول مرتبہ ایمان کو کہتے ہیں جس سے اشارہ حقتعالی کی اس قول کیطرف ہے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام[۳]

فتوت ایثار خلق کو کہتے ہیں دنیا اور آخرت میں کہ جو عبارت ہے اس آیتہ سے ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ[۴]

فترت کہتے ہیں سالک کی اُس حرارت طلب کا سرد ہو جانا جو ابتدا میں ہوتی ہے کیونکہ جب سالک واصل ہو جاتا ہے تو تپش طلب مرتفع ہو جاتی ہے۔

---

[۱] عبادت کر تو اللہ کی گویا تو اوسکو دیکھتا ہے ۱۲ [۲] پایا بسبب ان کے حلاوت ایمان کو ۱۲ [۳] بھلا جسکا سینہ کھولدیا اللہ نے اسلام پر ۱۲ [۴] اور ایثار کرتے ہیں وہی لوگ اپنی ذاتوں پر اگرچہ ہووے اون لوگوں کو بھوک ۱۲

فتح مطلق یہ اعلیٰ اور اکمل فتوحات کا ہے یہ وہ چیز ہے کہ جو مفتوح ہوتی ہے عبد پر وقت تجلی ذاتی کے اور اسی چیز سے مراد ہے عبد کا استغراق عین فتح میں بسبب فنا ہونے تمامی رسومات خلقیہ کے اور اسی طرف اشارہ ہے حقتعالے کے قول میں[1] اذا جآء نصر اللہ والفتح

فتح مبین اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جو سالک پر مفتوح ہوتی ہے مقام ولایت میں تجلیات انوار اور اسمار الٰہیہ میں سے جو معین اور مقرر ہیں صفات اور کمالات قلب کیواسطے اور اسی طرف حقتعالے کا ارشاد ہے[2] انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر یہاں ذنب سے مراد صفات نفسیہ ہیں اور بعض کے نزدیک فتح مبین سے مراد یہ ہے کہ اعیان ثابتہ کے مشاہدہ میں سر وحدت کھل جائے اور غربت مرتفع ہو جائے اور اسی میں اگلے پچھلے گناہ سب محو ہو جاتے ہیں کیونکہ گناہ کی بنیاد غیریت ہے تو جب غیریت نہ رہی تو گناہ بھی نہ رہا۔

فتح قریب اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جو مفتوح ہوتی ہے سالک پر مقام قلب سے وقت قطع منازل کے اور اُس چیز سے مراد صفات کمالات ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے حقتعالیٰ کے قول سے[3] نصر من اللہ وفتح قریب

فتوح ۔ اُن چیزوں کو کہتے ہیں کہ مفتوح ہوتی ہیں سالک پر حق کی طرف سے بعد اخلاق کے جیسے نعمت یا ظاہری و باطنی اور علوم اور معارف [illegible]

فتق ۔ کشادگی کو کہتے ہیں یہ مقابل رتق کے ہے مراد فتق سے تفصیل مادہ مطلقہ کی ہے

سلہ جب آئی مدد اللہ کی اور فتح ہو مکہ یعنی فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھکو جو آگے ہوچکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے مدد اللہ سے ہے اور فتح قریب ہے ۱۲

اپنی صور نوعیہ کیساتہ اور یہ تفصیل ذات احدیت مین شیونات ذاتیہ سے موسوم ہے اور حضرات واحدیت مین اسکو اعیان یا نسب اسمائیہ کہتے ہین اور ظہور فی الخارج مین اسی کا نام حقائق کونیہ ہے۔

فراق۔ مقام وحدت سے غیبت کو کہتے ہین یعنی سالک کا وطن اصلی سے جو عالم بطون ہی عالم ظہور کیطرف نکلنا بھی فراق اور منزل ہی اور پہر عالم ظہور سے عالم بطون مین جانا یہ وصل ہے ؎

فراق روے تو بسیار شد چہ چارہ کنم مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم

فرق مع الجمع یعنی عبد کو عبد اور رب کو رب اور کثرت کو از روی وجود وحدت جاننا اور صور اور شیونات کے ظہور مین حق کو دیکھنا۔

فرق الجمع۔ وحدت کے تکثر کو کہتے ہین جسکا ظہور شیونات ذاتیہ کے ساتہ ہوا ہے اور شیونات درحقیقت محض اعتبارات ہین کہ جسکا تحقق اور ثبوت اسوجہ سے ہے کہ وحدت کا ظہور ان شیونات کی صورتین ہی ورنہ اصل مین یہ شیونات معدوم ہین یعنی انکا کوئی وجود زائد علی الذات نہین ہی بلکہ وہ ذات ہی کی شان مین ہین

فرق الوصف یعنی ذات احدیت کا ظہور جو اپنے اوصاف کیساتہ حضرت واحدیت مین ہی

فرق بین المتخلق والمتحقق اسطرح پر ہے کہ متخلق وہ ہی جو فضائل اخلاق اور اوصاف حمیدہ کو بطریق تکلف اور تعمل حاصل کر کے صفات ذمیمہ سے اجتناب کری پہر آثار اسمائے الہیہ کے اسپر ظاہر ہون اور متحقق وہ ہی جسکو حق نے اپنے صفات اور اسماء کا مظہر کیا اور اسپر مین جمیع الوجوہ تجلی فرماتا ہے جسکے سبب سے اوسکے رسوم اور اوصاف اور اخلاق محو ہو جاتے ہین

فرق بین الکمال والشرف وبین النقص والخسۃ

وہ یہ ہے کہ کمال عبارت ہے حصول جمعیت الٰہیہ و حقائق کونیہ سے انسان مین
پس جبکہ جمعیت الٰہیہ و حقائق کونیہ انسان مین زیادہ ہوگی اور ظہور حق کا
اُس جمعیت او حقائق کیساتھ اوسمین اتم ہوگا تو انسان کامل تر ہوگا مرتبہ مین
اور اگر انسان حقائق اور جمعیت مین قلیل تر ہوگا تو مرتبہ اوسکا ناقص تر ہوگا
اور مرتبہ خلافت الٰہیہ سے بعید تر اور شرف یہ ہے کہ وسائط جو درمیان شئے اور اوسکی
موجد کے ہین وہ مرتفع ہوجائین یا قلیل ہون پس جب وسائط درمیان حق
اور خلق کے اقل اور احکام وجوب کے احکام امکان پر اغلب ہونگے تو وہ خلق
اشرف ہوگی اور اگر وسائط زیادہ ہونگے تو وہ خلق بھی اخس ہوگی اسی سے
افضلیت اور عدم افضلیت انسان کی ملائکہ پر قیاس کر لینا چاہیے

فرق اول یعنی محجوب ہونا طالب کا حق سے بسبب کثرت اور رسوم خلقیہ کے اپنی حال پر
باقی رہنیکے اسکو فرق بعد الجمع بھی کہتے ہین۔

فرق ثانی کہتے ہین شہود ہونا خلق کا حق کیساتھ اور وحدت کو کثرت مین اور کثرت کو
وحدت مین دیکھنا بغیر ان دونون کے ایک دوسرے سے احتجاب کے۔

فرق مشاہدہ عبودیت کو کہتے ہین اور صفت حیات اور صفت ممات دونونکو کہتے ہین

فرد نفس کلی طبعی کو کہتے ہین بنظر خصوصیت جزئیات کے کیونکہ موجود مطلق کلی کیلیے افراد
اور جزئیات کا ہونا ضرور ہے بخلاف مطلق موجود کے کہ وہ وجود حقیقی خارجی
واحد ہے اور واجب یعنی حق موجود فی الخارج واحد متعین بتعین حقیقی ہے اوسکے فرد
اور حصے ہونا ممکن نہین ہے نیز یہ ایک مرتبہ ہے مراتب اولیاء اللہ مین سے یہ اوس ولی کو
کہتے ہین جو بیواسطہ قطب الاقطاب کے جناب الٰہی سے فیضیاب ہو اور فرد المحبوب

اوسکو کہتے ہیں جو مرتبہ محبوبیت پر فائز ہوا اور فرد الافراد جسمین تجرید و تفرید غالب ہو

فریاد ذکر جہر کو کہتے ہیں ؎

در نمازم خم ابروئے تو چون یاد آمد + حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

فرو خلق و گرو کردن یعنی وجود کا تسلیم کرنا بلا کسی وجہ اور علت کے اور اجتہاد اور تدبیر کا چھوڑنا

فریب استدراج کو کہتے ہیں استدراج کہتے ہیں کہ جو امر خلاف عادت غیر ولی و نبی سے صادر ہو

فصل تفرقہ اور تمیز کو کہتے ہین جو بعد اتحاد کے وارد ہو

فغان باطنی احوال کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین مرادف فریاد کا ہے ؎

حسن آہ و فغان و گریہ و سوز + زعشقت این ہمہ انعام کردند

فقیر اوسکو کہتے ہین کہ جسکی خودی بالکل زائل ہو گئی ہو اور اوسکو مرتبہ فنا اور فنا الفنا کا حاصل ہو اور التفات خلق کی طرف بالکل نہ رکھتا ہو اور قناعت اور فقر کو اختیار کر چکا ہو اور خلق سے بالکل علیحدہ ہو کر عزلت اختیار کی ہو اور کسی چیز کا محتاج نہ ہو جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے کہ الفقیر لا یحتاج الی اللہ[۱] اور بعضون کا قول ہے کہ الفقیر من لا قلب لہ و لا رب لہ و لا دین لہ[۲] کیونکہ احتیاج موجود کو ہوتی ہے اور فقیر نے جب بحر نیستی مین غوطہ لگایا تو خودی نہ رہا اور اوسکو احتیاج بھی کسی چیز کی نہ رہی الفقر اذا تم فہو اللہ[۳]۔

فقر مرتبہ فنا فی اللہ کو کہتے ہین یعنی سالک بالکلیہ فانی ہو جائے اسطرح پر کہ اوسکا وجود ظاہر اور باطن اور دنیا اور آخرت مین نہ رہے اور عدم اصلی کیطرف راجع ہو یہی فقر حقیقی ہے اور یہی مقام اطلاق ذات کا ہے اسمین کسی اعتبار کی گنجائش نہین ہے اسیکو سواد الوجہ

[۱] فقیر نہین حاجت رکھتا کسی چیز کی اللہ کی طرف ۱۲ [۲] فقیر وہ شخص ہے نہ جسکے لئے قلب ہو اور نہ رب اور نہ دین ۱۲ [۳] فقر جب تمام ہوا وہی اللہ ہے ۱۲

فی الدارین اور سواد اعظم کہتے ہیں جو کچھ کہ تمام موجودات ہیں
مفصل ہے وہ اسمین مجمل ہے جیسے کہ درخت گٹھلی ہیں

فقیری عدم اختیار کو کہتے ہیں جسمین علم و عمل مسلوب ہو۔

فقدان فقدان کے معنی ہیں کہو دینا اور مراد اس سے محویت کاملہ ہو کہ اپنے وجود کی خبر نہ رہے

فکر کہتے ہیں کہ صفات اور نعمائے الٰہی اور معیت اور نسبت حق میں فکر کرنا نہ ذات حق میں جیسا کہ آنحضرت کا ارشاد ہے لا[1] تفکروا فی ذات اللہ وتفکروا فی صفات اللہ ونعماء اللہ اور فکر کرنا بھی عین عبادت ہے جیسا کہ بزرگوں نے کہا کہ تفکر[2] ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین واضح ہو کہ فکر چند قسم پر ہے ایک یہ کہ سالک فکر کرے کہ کس امر میں مخالفت شرع شریف کی ہے اور کس میں نہیں ہے دوسرے یہ کہ سالک فکر کرے کہ ادائے حقوق حق سے سالک عاجز ہے اسلیے کہ احسانات حق بندے پر بیشمار ہیں تیسرے یہ کہ تفکر کرے سابق ازل میں جف[3] القلم بما ھو کائن اما السعادۃ و الشقاوۃ اور اوسکے لحوق میں سابق جلوہ گر ہوگا چوتھے یہ کہ تفکر کرے سالک صنائع اور بدائع ملکی اور ملکوتی میں اس مطالعہ سے استیلا عظمت اور کبریائی حقتعالی کی اوسکے دلپر تازہ ہوگی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جلیس متفکر کا نفس ہے اور جلیس ذاکر کا حق کیونکہ ذکر صفت حق ہے بخلاف فکر کے ذکر نتیجہ معرفت و محبت ہے اور مقدمہ وصول الی اللہ کا اور فکر مقدمہ توبہ ہے اور بعض فکر

---

[1] نہ تفکر کرو تم اللہ کی ذات میں اور تفکر کرو تم صفات اور اللہ کی نعمتوں میں ۱۲
[2] تفکر بہتر ہے دونوں جہان کی عبادتوں سے ۱۲
[3] خشک ہوگیا قلم اوس چیز کے لکھ چکنے کے بعد جو لکھی جا چکی خواہ وہ سعادت ہو یا شقاوت ۱۲

مراقبہ بھی کہتے ہین بہر حال ذکر منبع فکر ہے اور فکر منبع ذکر

فنا یعنی زوال تفرقہ و تمیز درمیان قدم اور حدوث کے کیونکہ بصیرت روح کی منجذب مشاہدہ ذاتی مین ہوتی ہے اور نور عقل کہ اوسمین فارق ہوتا ہی بوجہ استیلا اور غلبہ نور ذات کے اسمین مختفی اور مستتر ہوجاتا ہے اس حالت مین جو کچھ کہ سالک سے قولاً یا فعلاً یا عملاً صادر ہوتا ہی وہ حق سے ہوتا ہے اور اسی مرتبہ پر پہونچکر بایزید بسطامی نے سبحانی اور منصور نے انا الحق کہا تہا سیر حسینی سادات کہتے ہین ؎

نیستی راہست و ہستی منزل است — گفت مردے کاندرین رہ کامل است

چون فنا گردی فنا اندر فنا — از بقائے حق رسیدی در بقا

اور اسی کی طرف اشارہ ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین کی طرف یعنی فقر سے مراد دونون عالم سے فنا ہوجانا ہے۔

فنافی الشیخ۔ کہتے ہین کہ سالک اپنی وجود کو مرشد مین گم کردے اور اوسی کے افعال اور اقوال کی متابعت کرے اور اوسی کو ہر جگہہ موجود جانے ؎

حاضر و ناظر مرید اسطرح جانے پیر کو — جسطرح احوال بندی سے خدا آگاہ ہو

فنافی الرسول۔ کہتے ہین کہ سالک اپنے آپ کو وجود رسول مین فانی کردے اور اپنے وجود کو رسول کی وجود جانے

فنافی اللہ۔ کہتے ہین کہ سالک اپنی خودی کو نیست اور نابود اور فنا کردے حق مین وہ خواہ بہ سبب ذکر یا شغل وغیرہ کے ہو خواہ من جانب اللہ اور بعض کہتے ہین کہ زائل ہونا فرق اور تمیز کا درمیان حدوث اور قدم کے اسکو فنافی اللہ کہتے ہین ؎

چون جملہ فنا گشت ز تو ہیچ نماندہ — خواہی تو انا اللہ بگو خواہ ہو اللہ

فوائد کہتے ہین خاص کرنا حق کا اپنے راز کو کسی کے ساتھ جیسے کہ انسان ہو حدیث قدسی مین ہے الانسان سری وانا سرہ ؎

فہم زلف راز کے دریافت کرنے کو کہتے ہین

فیض عنایت آلہی وجذبہ باطن کو کہتے ہین ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

فیض اقدس تجلی ذاتی کو کہتے ہین کہ جس سے تقرر اعیان کا حضرت علم مین ہو قبل وجود خارجی کے

فیض مقدس تجلیات اسمائی آلہی کو کہتے ہین کہ جو اعیان ثابتہ کو خارج مین مطابق صور علمیہ کے وجود بخشتی ہین

باب تئیسوان حرف قاف کے اصطلاحات کے بیان مین

قامت ظہور ذات اور اسماء وصفات و آثار و افعال کو کہتے ہین اور عالم ارواح سے عالم اجسام تک کو قامت کہتے ہین اور بعض لوگ وجود عارف فانی کو بھی کہتے ہین اور قامت سے الف بسم اللہ یعنی احد بھی مراد ہے جیسے قامت بلا اور قد بالا بھی کہتے ہین

بہ قامت خون عالم ریختی پوشیدہ پوشیدہ قیامت دہمنت ابوسہ زد تر سیدہ ترسیدہ

قابلیت ثانی تعین اول کو کہتے ہین جو اصل الاصول تعینات کا ہے۔

قابلیت الظہور محبت ولی کو کہتے ہین جسکی طرف حقتعالی کے اس قول مین اشارہ ہے فاحببت ان اعرف

قاب قوسین و ادنے یعنی اسماء کا تقابل امر آلہی مین جسکو دائرۃ الوجود بھی کہتے ہین اور یہ اتحاد ہے حق کے ساتھ بالبقائی تمیز اور اثنینت اعتباریہ اور اسی مین ابداع اور اعادت اور عروج اور نزول اور فاعلیت و قابلیت ہے اور او ادنی سے تمیز اثنینت اعتباریہ کا ارتفاع

ؔ انسان مرا بھید ہے اور مین اوسکا بھید ہون ۱۲ ؎ بس دوست رکھا مین نے یہ پہچانا جاؤن مین ۱۲

کی طرف اشارہ ہی کیونکہ وحدت حقیقی منسوب بہ دو نسبت ہی ایک انتفاع تعدد دوسرے اثبات تعدد باعتبار انتفاع تعدد وحدت کے او ادنی ہے اور باعتبار اثبات تعدد قاب قوسین ہی حضرات صوفیہ کے نزدیک قاب قوسین سی اعلے کوئی مرتبہ نہین مگر مقام او ادنی کہ وہ احدیت عین جمع ذاتیہ ہی جس مین تمیز اور اثنینت اعتباریہ بنسبت فنا محض و طمس کلی کے مرتفع ہو جاتی ہے

قاف حقیقت انسانی کو کہتے ہین ؎

چو قاف قدرتش دم بر قلم زد ہزاران نقش بر لوح عدم زد

قبض اُن واردات کو کہتے ہین جنکے سبب سے سالک کو توحش اور ہجران اور انقباض طبیعت اور عدم رغبت عبادت کی اور معشوق حقیقی کی عارض ہوتی ہین اور قبض بعض وقت بسط کے بعد آتا ہی اور بعض وقت بسط کے قبل اور اکثر اوقات ترقی سالک کے لئے قبض واقع ہوتا ہی اور یہ قبض محمود ہے اسکا بیان حرف الباء مین آچکا ہے۔

قبلہ ہر مطلوب اور مقصود کہ دل اوسکی طرف متوجہ ہو۔

قدح ۔ مرادف ساغر۔

قدم اُس نعمت کو کہتے ہین جنکا ازل مین حقتعالے نے بندہ کے لئے حکم کیا تھا اور حق کی اُس آخری موہبت اور عطیہ کو بھی کہتے ہین جس سے عبد کی تکمیل ہوتی ہے

قدم صدق عبارت ہے نعماء جلیلہ سے جسکی خوشخبری حق تعالے اپنے بندہ صالح مخلص کو دیتا ہے جیسے کہ وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم[لہ]

[لہ] اور بشارت دی تو ان لوگون کو جو ایمان لائے ہین یہ کہ ان لوگونکے لئے نعمتین نزدیک پروردگار کے ۱۲

اور صدق ہر شئے سے بہتر ہوتا ہے۔

قرب فرائض کہتے ہین عبد کا نزول مقام جمع سے خلق کیطرف یعنی مقام فرق کی طرف اسوقت حق ظاہر عبد ہوتا ہے اور عبد باطن حق اس مقام مین حق فاعل ہے اور عبد آلہ اوسکا یہ حالت بعد فنا کے حاصل ہوتی ہے۔

قرب نوافل کہتے ہین سیر اور عروج کرنا عبد کا حق کی طرف یعنی مقام جمع کیطرف اسوقت عبد ظاہر حق ہے اور حق باطن عبد اور عبد فاعل اور حق آلہ یہ بعد فنائی صفات کے حاصل ہوتا ہے واضح ہو کہ منتہی کو چاہیے کہ مقام جمع مین اقامت کم کرے اور مقام فرق مین زیادہ تاکہ خلائق کو نفع پہونچاوے ؎

نگویمت کہ ہمہ سالہ مے پرستی کن ۔ سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا میباش

مراد سہ ماہ میخوردن سے عروج کرکے مقام جمع مین رہنا ہے اور مراد نہ ماہ پارسائی سے نزول کرکے مقام فرق مین رہنا ہے۔

قرب حقیقت قاب قوسین کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین کہ بندہ کا شریعت کیساتھ طریقت کا نگاہ رکھنا اور طریقت کیساتھ حقیقت کی محافظت کرنا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ قرب قیام بطاعت کو کہتے ہین اور قرب حق تعالے آیات قرآنی سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ہے وفی انفسکم افلا تبصرون ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اور حق تعالے کا بعد بھی ثابت ہے جیسا کہ قرآن مین ہے۔

؎ اور بیچ ذاتوں تمہاری کے ہے پس نہین دیکھتے ہو تم اور ہم قریب تر ہین طرف اوسکے تم سے اور لیکن تم دیکھتے ہو اور جب پوچھین تم سے بندے میرے مجھکو پس تحقیق مین قریب ہون ۱۲

لہ ان اللہ لغنی عن العالمین ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم و
من کفر فان اللہ غنی عن العالمین اس سے حق کا قرب اور بُعد
اور عینیت اور غیریت سب ثابت ہے پس باعتبار عینیت کے سب سے قریب ہے
اور باعتبار غیریت سب سے بعید ہے اور باعتبار ذات اور اطلاق کے سب کا
عین ہے اور باعتبار تعین اور تقید کے سب کا غیر ہے غیریت اعتباری
اور وہمی کے ساتھ اسلئے کہ غیر حق تعالے کا موجود ہونا محال ہے ؎
اے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی ؛ او در من و من در وی چون بو بگلاب اندر

قسمت۔ یہ دو قسم پر ہے ایک تقسیم عدد کل کے بے احاد اور وہی کے اجزار کیطرف جو موجب
انتفاء کل کا ہے جیسے کہ عدد عشرہ کی تقسیم پانچ پر کرنے سے اوسکی عشریت جاتی رہتی ہے
دوسری تقسیم مطلق کی ہے بنظر مقیدات اور متعینات اور مظاہر اور شیون کی یہ تقسیم
مبطل مطلق کی نہیں بلکہ اس سے تحقق اور ظہور مطلق ہوتا ہے۔

قشر۔ کہتے ہیں علم ظاہر کو جس سے علم باطن کی حفاظت کیجاتی ہے تاکہ وہ فاسد نہ ہو جیسے علم علما کا
قشر ہے اور علم باطن لب اور مغز ہے جیسے کہ علم شریعت قشر ہے علم طریقت کا اور
علم طریقت قشر ہے علم حقیقت کا ؎

شریعت پوست مغز آمد حقیقت ؛ میان این آن باشد طریقت

قضا و قدر۔ قضا حکم اجمالی حق کو اور قدر حکم تفصیلی حق کو کہتے ہیں اور اصطلاح حضرات صوفیہ میں
قضا حکم کلی حق تعالی کو کہتے ہیں جو اشیاء کے لئے حسب اقتضائے اعیان ثابتہ
اور استعدادات ازل اعیان کے ہوتا ہے اور قدر اوس حکم کلی کے اندازہ اور جزو معین

لہ جناب الٰہی اللہ بے نیاز ہے عالم والوں سے اگر کفر کرو تم پس اللہ بے نیاز ہے تم سے اور جس
شخص نے کفر کیا پس جناب اللہ بے نیاز ہے عالم والوں سے ۱۲

مخصوص کرنے کو زمانہ مخصوص ہین کہتے ہین یہ ایسا ہے کہ اوس سے ایک ذرہ بھی
کم وبیش نہین ہوتا ہے پس حق تعالی نے عالم کو خصوصاً انسان کو جامع جمال جلال
پیدا کیا اور ہر ایک کی تقدیر ہر ایک کی استعداد کے موافق رکھی اور ہر ایک کو
اوسکی حسب استعداد ایک ایک صفت اپنی صفات مین سے بخشی اگر استعداد
کسی بندے کی مائل بصفات جلال تھی کہ صفات جلالی اوسپر غالب آئینگے۔ تو
اوسکو ابلیس کا تابع کیا اور اوسکی جگہہ دوزخ مین مقرر فرمائی اور لقب اوسکا فر
اور فاسق اور منافق رکھا اور اگر استعداد کسی بندے کی مائل بصفات جمال تھی
کہ صفات جمال اوسپر غالب آئینگے تو اوسکو انبیاء کا تابع کیا اور اوسکی جگہ جنت
مقرر فرمائی اور اوسکا نام مومن اور مسلم رکھا پس یہ مطابق خواہش اور استعداد
عین ثابتہ ہر ایک کے کیا خود اللہ تعالی کلام مجید مین فرماتا ہی ولو علم اللہ[۱]
فیھم خیرا لاسمعھم یہ عین عدل اور حکمت جناب باری کی ہے۔

قطب ایک شخص ہوتا ہے عالم مین جو محل نظر حق ہوتا ہی ہر زمانہ مین دنیا کا کاروبار
اوسپر رہتا ہے اور یہ بر قلب اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہی اور اوسی کو غوث بھی کہتے ہین

قطبیۃ کبری یہ مرتبہ قطب الاقطاب کا ہی اور یہی باطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور یہ مرتبہ
مختص ہی بیرو رسول اللہ کے لئے بسبب آنحضرت کے مختص ہونیکے مقام اکملیۃ پر

قطاع الطریق اوس شخص کو کہتے ہین کہ جو نہ کسیکا مرید ہو اور نہ خلیفہ اور وہ دوسرونکو مرید کرے
اور اُنکے طریقہ اور سلوک کو خراب کرے اور یہ نہایت ممنوع ہی اسی واسطے ایسے
شخص کو قطاع الطریق کہتے ہین جسکے معنی راہزن یا ٹھگ کے ہین

---

[۱] اگرچہ جانا اللہ نے اُن لوگون مین خیر کو البتہ سُنایا اُن کو ۱۲

قطع ترک الم کو کہتے ہین جو علائق اور عوائق سے ہو۔

قلندر تجرید اور تفرید کے اختیار کرنے والیکو کہتے ہین کہ سوائے حق کے اور کسی طرف مائل نہو اور اگر مائل ہو تو وہ اہل غرور سے ہے اور قلندریت سے دور ہے

عالم ہمہ ز طائفہ صوفیان پُرست　　بسیار باشد ار بجہان یک قلندر است

اسکی اگر تفصیل دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب روض الازہر و تحریر الانوار فی تفسیر القلندر اور کبریت احمر مین دیکھیے اور بعض لوگ کہتے ہین کہ قلندر اوس شخص کو کہتے ہین کہ جو نقوش اشکال عادتی اور جمیع اعمال سے مجرد ہو اور قیودات رسمی سے خلاصی پاوے اور بالکل سب سے منقطع ہو اور طالب جمال با کمال حق ہو کر واصل ہو

قلاش اہل صفا اور فنا کو کہتے ہین جو لذات نفسانی اور شہوانی سے خلاصی پاوے اور بعضے کہتے ہین کہ قلاش اوسکو کہتے ہین جو تجلی کسی وقت سیر نہو اور ہمیشہ بحر وحدت مین مستغرق رہے اور نعرہ ہل من مزید مارے

بحر وحدت را جمالے نوش کرد　　کس ندید اور اگر امی جوش کرد

قلاشی سے مراد ہے سالک کا معاشرت و مباشرت کرنا اعمال صالحہ کیساتھ

قلب اوس جوہر نورانی کو کہتے ہین جو مجرد عن المادہ ہے اور متوسط ہے درمیان روح اور نفس کے اور انسانیت انسان کی اسی قلب سے متحقق ہے جسکا نام حکیم نفس ناطقہ رکھتے ہین اور روح اوسکی باطن ہے اور نفس حیوانی اوسکا مرکب ہے اور نفس حیوانی متوسط ہے درمیان قلب یعنی نفس ناطقہ اور جسد کے جیسے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے تشبیہ دی جسد کیساتھ مشکوۃ کی اور قلب کیساتھ زجاجہ کی اور روح کیساتھ

لہ کچھ اور بھی زیادہ ۱۲

مصباح کی اور نفس کی ساتھہ شجرہ کی اس آیۃ مین کہ مثل[۵۱] نورہ کمشکوۃ فیہا
مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد
من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ پس قلب جسد آدم مین ہے
جیسا کہ حدیث قدسی مین ہے ان[۵۲] فی جسد آدم مضغۃ وفی المضغۃ
قلب وفی القلب روح وفی الروح نور وفی النور سر وفی السر انا
جاننا چاہیے کہ جسد مین قلب جز اعظم ہے وہ ایک مضغہ ہے جو بشکل نیلوفری سینہ کے
بائین طرف ہی اور اوندھا لٹکا ہوا ہے اوسمین تین قلب ہین قلب غیب
قلب سلیم قلب شہید قلب غیب سے خطرات نیک ظاہر ہوتے ہین جنکو خطرات
روحی کہتے ہین جیسے کہ تقوی اور ریاضت اور عبادت اور ورع وغیرہ اللہ تعالی
کلام مجید مین ارشاد فرماتا ہی کہ من[۵۳] خشی الرحمان بالغیب وجاء بقلب منیب
اور قلب سلیم سے خطرات محبت اور ادراک عبد ورب وعلم وعرفان اور طلب اور
سلوک سرزد ہوتے ہین اللہ تعالے کا ارشاد ہے یوم[۵۴] لا ینفع مال ولا
بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور قلب شہید سے ہر شے مین
ذات باری تعالے کو پہچانتا ہے کلام مجید مین ہو ان[۵۵] فی ذلک لذکری
لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید واضح ہو کہ قلب مضغہ
ایک پارہ گوشت ہو جسکو قلب مجازی سے تعبیر کرتے ہین چونکہ قلب حقیقی اس سے

۵۱ ترجمہ اسکا حرف زار تحت لفظ حاجت نہین موجود ہی ۵۲ تحقیق انسان کے جسم مین ایک پارہ گوشت ہے اور اوسمین قلب اور قلب مین روح اور روح مین نور اور نور مین سر اور سر مین انا ہے ۱۲ ۵۳ جو ڈرے رحمان سے بالغیب اور لاوے دل مناجات کرنے والا ۱۲ ۵۴ اوس روز نہ نفع دیگا مال نہ اولاد مگر اوسکو جو خدا کے پاس قلب سلیم لایا ہے ۱۲ ۵۵ بے تحقیق اس مین سوچنے کی جگہہ ہے اوسکو جسکے دل ہو یا لگاوے کان دل لگا کر ۱۲

متعلق ہی اسواسطے اسکا بہی نام قلب رکھا گیا ہے اور قلب حقیقی قلب منیب اور قلب سلیم اور قلب شہید ہین یہ نہ یمین مین ہی نہ یسار مین نہ فوق مین نہ تحت مین نہ دور نہ نزدیک یہ قلب منیب ہین درمیان جبروت اور ملکوت اور ناسوت کے اور اسی قلب کو عرش بہی کہتے ہین قلوب المومنین عرش اللہ[1] اسی جگھہ سے حضرت بایزید بسطامی کا ارشاد ہے زیارت اہل القلب خیر من زیارۃ الکعبۃ سبعین مرۃً[2]

قلم وجہ خاص روح اعظم کی ہی کہ معتبر بنور محمدی و مظہر اسم البدیع ہی اسی سے تمام کائنات کا ظہور ہوا اور یہی تعین بشری محمدی کی روح ہی اسی جگھہ سے ملا عبدالرحمن جامی فرماتے ہین ؎

محمد کش قلم چون نامور ساخت زمیمش حلقۂ طوق وکمر ساخت

قناعت لغت مین تہوڑی چیز پر راضی ہونیکو کہتے ہین اور اصطلاح مین شب و روز حق تعالے سے اوسکی تقدیر اور احکام پر راضی رہنے اور اُس سے اوسیکو طلب کرنے کو کہتے ہین اور یہ ایک مقام ہی مقام ہیچگانہ مین سے

قوامع یہ عبارت ہی آن چیزون سے کہ قلع قمع کرتی ہین انسان کو اوس کے مقتضیات طبع اور نفس اور ہوا سے اور وہ چیزین امدادات اسمائیہ اور تائیدات الہیہ ہین کہ جو سیر و توجہ الی اللہ مین اہل عنایت کو ہوتی ہین۔

قوت غذائے عاشق کو کہتے ہین جو جمال قدم ہے اور عقل اوسکی ادراک کا احاطہ نہین کر سکتی ہے اور وہ معتبر بحسن مجازی ہے ؎

---

[1] بندون کا قلوب خدا کا عرش ہی ۱۲ [2] زیارت اہل قلب کی بہتر زیارت کعبہ ستر مرتبہ سے ۱۲

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایان ۔ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

قہر تجلی جمالی کو کہتے ہین یہ ایک تائید حق ہے طالب کیواسطے جو طالب کو فانی کر کے سرحد فنافی اللہ تک پہونچا دیتی ہے۔

قیام للہ سے مراد طالب کا خواب غفلت سے بوقت شروع سیر الی اللہ بیدار ہونا ہے

قیام باللہ سے مراد استقامت سالک ہے وقت بقا بعد فنا کے اور عبور سالک کا تمامی منازل پر اور سیر عن اللہ اور باللہ اور فنافی اللہ کا پورا کرنا تمامی رسومات سے نکل کر۔

قیامت اس سے مراد ہے جملہ اسماء وصفات کا شہود ذاتی جو ازل سے ہو رہا ہے اور سکا ہو چکنا حق نے جب ازل مین اپنے اسماء وصفات کا شہود فرمانا چاہا تو اونسے خطاب فرمایا کہ الست بربکم سب نے تصدیق کی کہ بلی بعدہ اون کا مشاہدہ عوالم ارواح ومثال وناسوت برزخ مین حسب استعدادات ازلی فرمایا گیا بالتفصیل اب امر آخر اسکو مقتضی ہے کہ پھر سب اسماء وصفات بیکدفعہ حاضر کر کے اُن سے انکی استعدادات کی کہ جو ازل مین تعین اور اعمال اور افعال کی کہ جو ناسوت مین کیگئی تصدیق کیجاوے اور وہ اپنے اپنے مقام پر ذات مین مستہلک ہون اسی کا نام قیامت ہے اس مقام پر پہونچکر جمالی یعنی مومنین جمال یعنی جنت کی طرف راجع ہونگے اور جلالی یعنی کفار جلال یعنی دوزخ کیطرف اسی کو قیامت کبری کہتے ہین اور قیامت صغری موت کو کہتے ہین حدیث مین ہے من مات فقد قامت قیامتہ

باب چوبیسوان حرف کاف کے اصطلاحات کے بیان مین

کامل اوس شخص کو کہتے ہین جو عرفان مین پکا ہو اور اپنی خودی سے بالکل علیحدہ اور ذات حق مین بالکل محو اور شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت مین مضبوط اور مرتبہ فنا و بقا مین پہونچا ہو۔

کاکل تجلی جلالی کو کہتے ہین جسکا مظہر شیطان ہے جیسا کہ کلام مجید مین ہے فاخرج منہا فانک رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین نیز کاکل تعینات مین پہنسا وہ کا نام ہے ؎

دو عالم بہ کاکل گرفتار داری   بہر مو ہزاران سیہ کار داری

کاہل مرید کاذب کو کہتے ہین جو نافرمان اور بے اعتقاد مرشد کامل سے ہو اور اپنے مرشد کے قول کو قبول نکرے اسی کو مردود طریقت بہی کہتے ہین

کافر کافر وہ ہے جو کفر حقیقی رکہتا ہو اور تفصیل اوسکی کفر کے بیان مین آئیگی۔

کافربچہ یہ مرادف گبر کا ہے یعنی وہ شخص جو عالم وحدت مین یکرنگ اور دل کو تمامی ماسوا اللہ سے علیحدہ کرکے سواد ہستی مین قرار پکڑے۔

کافہ صاحب مقام تفرقہ کو کہتے ہین۔

کباب کباب اوس دل کو کہتے ہین جو عین تجلیات مین جذبات عشقی سے سوختہ ہوا ہو

کبر عاشق پر صفات قہر کے تسلط کو کہتے ہین اور بعضون کے نزدیک کبر کفر سے مراد عالم لاہوت اور ملکوت ہین۔

کبودی تخلیہ صحبت کو کہتے ہین اور یہ نیلگونی کے معنی مین بہی ہے

---

[1] ابلیس یعنی تجلی جلالی تو بیرون تحقیق توحید است و درشان کبر غیرت بری اول قیامت تک تو یہی یعنی خداوند

کتاب مبین لوح محفوظ کو کہتے ہین اللہ تعالے کا ارشاد ہوکہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین[1]

کنز مخفی اوس حالت سے مراد ہی جسکو کنز مخفی کہتے ہین یعنی وجود اشیا ذات احدیت مین مخفی تھا

کتم عدم خوش خرامیدی تو از کتم عدم — خوش نہادی بر سر ہستی قدم

کثرت مخلوقات اور ظہور اسمار کو کہتے ہین جسکے مقابل وحدت ہے۔

کرامت امر خلاف عادت کے ظہور کو کہتے ہین جسکا ظاہر کرنے والا مدعی نبوت نہو کیونکہ انبیار علیہ السلام سے جو امور خلاف عادت ظاہر ہوتے ہین اون کو معجزہ کہتے ہین اور اولیار اللہ سے جو ظاہر ہوتے ہین اونکو کرامت کہتے ہین لیکن بعض عوام جو عجائبات دکہاتے ہین وہ کرامت نہین ہی بلکہ اوسکا نام استدراج ہی اور وہ دراصل فریب ہوتا ہے نہ امر واقعی۔

کرسی یہ عبارت ہی کل صفات فعلیہ کی تجلی سے اور یہی مظہر اقتدار آلہی و محل نفوذ اوامر و نواہی اور محل ایجاد و اعدام و منشار تفصیل و ابہام اور مرکز نفع و نقصان و فرق و جمع ہی یہین آثار و صفات متضادہ بالتفصیل ظاہر ہوتے ہین اسی سے امر الہی وجود مین ظاہر ہوتا ہے یہی محل قضا ہی اور قلم محل تقدیر اور لوح محفوظ محل تدوین و تسطیر یہ آفاق مین اوسی مرتبہ پر ہے جس مرتبہ مین انفس یعنی جسم انسانی مین طبیعت ہی اسلئے اسکو طبیعت کل کہتے ہین جیسے تمام اعضا کی بقا طبیعت سے متعلق ہی او طبیعت تمام اعضا اور جوارح کو محیط ہی اسی طرح یہی تمام اجسام مادی اور عنصری اور اجرام سماوی کو کلیۃ محیط ہی سب کا قیام اور ثبات اسی سے ہے کلام مجید مین ہی وسع کرسیہ السموات

---

[1] نہین تر اور نہ خشک مگر کتاب مبین مین ۱۲

والارض یعنی گنجائش ہو اوسکی کرسی مین آسمان اور زمین کی۔

کرشمہ جذبہ عالم باطن کو کہتے ہین تاکہ دل سالک کا سلوک مین متغیر نہو اور طلب مین استوار رہے اور بعضے کرشمہ توجہ حق اور تجلی جمالی اور انوار معرفت کے پرتو کو کہتے ہین

کشادن چشم مشاہدہ کرنے کو کہتے ہین۔ مولانا عطار ؎

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار متجلی است از در و دیوار

کشف کشف کے معنی کہلنے کے ہین اور اصطلاح مین کشف دو قسمون پر ہی کشف صغری اور کشف کبری کشف صغری کشف کونی اور کشف قبور اور کشف عالم ملکوت اور کشف عالم مثال اور کشف عالم علوی وغیرہ کو کہتے ہین یعنی سیر اور سلوک مین سالک اپنی ہمت کو مصروف کرے اور حالات زمین و آسمان اور اہل قبور اور لوح محفوظ اور عرش اور کرسی اور جنت صوری و معنوی اور دوزخ اور سمت کے چار اقطاب اور ارواح انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور تجلیات اور قرب صفاتی اور قلب اور نفس اور روح معلوم کرے اور رویت آنحضرت اور صحابہ کرام بہی واقع ہوتی ہو کیونکہ قلب مثل آئنہ کے ہے وقت مشاہدہ کے صفائی قلب مین کبھی فتور واقع ہوتا ہو اور اگر صفائی قلب برابر ہو ہرگز خطا نہ ہوگی اور کشف کبریٰ جسکو کشف الٰہی بہی کہتے ہین یہ ہے کہ جو کچھ موجود ہو حق ہو سوائے وجود حق تعالےٰ کے دوسرا کوئی موجود نہین اور موجودیت اشیاء کی بجز اضافت اور نسبت اور ظہور حق تعالے کوئی زائد امر نہین اور حقیقت تمامی اشیاء کی حق تعالے ہی کیونکہ غیر حق تعالے معدوم محض ہی بس سالک کو چاہیے کہ سوای حق تعالے کے دوسری کسی چیز کو نہ دیکہو اور ذات حق مین ہمیشہ محو رہو اور اپنے کو گم کرکے کامل توحید

حاصل کرے اور کسی کا خیال نہ رکھے اسی کشف سے سالک واصل ہوتا ہے سلوک میں
اصل مقصود یہی ہے اور اسی میں کوشش بلیغ کرے جو مقصود اصلی ہے نہ کشف صوری
کہ کشف کونی وغیرہ ہو۔

کعبہ کعبہ خانہ خدا کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس سے قلب صافی مراد لیتے ہیں ۵
کعبۂ مردان نہ از آب و گِل است ۔۔۔ طالب دل شو کہ بیت اللہ دل است

کفر بضم کاف ناشکری کے معنی میں ہے اور بفتح چھپا لینے کے اور اصطلاح میں کفر کی
دو قسمیں ہیں مجازی اور حقیقی مجازی وہ ہے جسکو کفار اور مشرک رکھتے ہیں کہ ایمان
شرک یا ناشکری واسطے حق تعالے کی ہے اور کفر حقیقی یہ ہے کہ ذات محض کو ظاہر کرے
اسطرح پر کہ سالک صفات حقانیہ میں صفات اور صفات کو عین ذات جانے چھپا
کرے اور ذات حق کو ہر جگہ دیکھے اور سوائے ذات حق کے کسی کو موجود نہ جانے
حقیقت میں توحید اور ایمان ہے اگرچہ عوام کو کفر معلوم ہوتا ہے بعض صوفیہ
لکھتے ہیں کہ کافر وہ مگر وہ شخص ہے کہ جو وحدت میں یکرنگ ہو کر ماسوی اللہ سے
پاک ہو گیا ہو بہر حال مرجع دونوں معنوں کا ایک ہے اور کفر کے معنی ظلمت کے بھی
آئے ہیں جیسا کہ الاسلام نور والکفر ظلمۃ[۵] کیونکہ نور سے ظہور ہے اور ظلمت سے خفا
با ہر دو باعشق تو در کافری ۔۔۔ اینچنین در کافرے دین من است

کل ایک اسم ہے حق تعالے کا باعتبار حضرت واحدیۃ الٰہیہ کے جو تمامی اسما کا جامع ہے
اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ احد ہے باعتبار ذات کے اور کل ہے باعتبار اسما کے
یہ مستلزم اجزا کا نہیں اور کبھی کل بمعنی مرکب کے ہوتا ہے اور وہ مستلزم اجزا کا ہے

[۵] اسلام نور ہے اور کفر ظلمۃ ۱۲

جیسے کہ معنی انسان کی مرکب ہیں حیوان ناطق سے

کلیتہ لغت میں تمامی کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں اوصاف بشری کا صفات حق میں مستغرق ہو جانا اور سالک کا ذات حق میں محویت حاصل کرنا ایسا کہ بوئے تعین باقی نہ رہے کیونکہ تعین ہی جزئیت ہے جب یہ رفع ہو گئی تو کلیتہ حق سالک کی کلیتہ ہے۔

کلیسا عالم ناسوت کو کہتے ہیں یہ مرادف دیر کا ہے

کلمہ ماہیات اور اعیان ثابتہ اور حقائق اور موجودات خارجیہ میں سے ہر ماہیتہ اور عین ثابتہ اور حقیقت اور موجود خارجی یعنی ہر ہر متعین کو کلمہ کہتے ہیں اور کبھی معقولات کو کہ ماہیات اور حقائق اور اعیان میں سے ہیں کلمات معنویہ و غیبیہ اور خارجیات کو کلمات وجودیہ اور مجردات متفرقات کو کلمات تامہ کہتے ہیں۔

کلمۃ الحضرۃ اشارہ ہے اللہ تعالے کے ارشاد لفظ کن کیطرف انما[۱] قولنا لشیٔ اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون یہ کلمہ صورت ارادہ کلیہ حق ہے

کلمات الٰہیہ اوسکو کہتے ہیں کہ جو حقیقت جوہریہ میں متعین اور موجود ہوا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے
قل[۲] لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر

کلمات قولیہ و وجودیہ یہ عبارت ہیں اُن تعینات دمیہ سے جو نفس پر واقع ہوتے ہیں لیکن قولیہ نفس انسانی کیواسطے مخصوص ہیں اور وجودیہ نفس رحمانی کے واسطے جو حامل صور عالم ہے مثلاً جوہر ہیولانی کہ یہ عین طبیعت نہیں ہے مگر یہ نسبت بہ عروض صورت پر ساری اور طاری ہے

کلبہ احزان ہجران محبوب کو کہتے ہیں۔

کنشت عالم تعین اور شہود اور معرفت کو کہتے ہیں۔

۱؎ اوسکا حکم ہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہ کہو اوسکو ہو وہ ہو جائے ۲؎ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں البتہ تمام ہو دریا

کُنہہ ماہیت الٰہی کو کہتے ہیں جو ادراک سے پرے ہے

کَنود لغت میں ناشکری کرنے کو اور اصطلاح شریعت میں تارک الفرائض کو اور اصطلاح طریقت میں تارک الفضائل کو اور حقیقت میں اوس شخص کو کہتے ہیں جو راہ باطن و معرفت الٰہی کیطرف توجہ نہیں کرتا اور کمال سے محروم رہتاہے حالانکہ یہ اعلیٰ ترین نعمت حق نے انسان کے لئے رکھی ہو پس اوس سے بے پروائی بھی ناشکری اور باعث حرمان ہوتی ہو اللّٰھم احفظنا من ھذ البلاء العظیم[۱]

کُنار- اسرار توحید کے دریافت کرنے اور ہمیشہ مراقبہ میں مستغرق رہنے کو کہتے ہیں۔

کنز الکنوز مرتبہ ورار الورار اور غیب الغیوب کو کہتے ہیں۔

کون ہر امر وجودی کو کہتے ہیں۔

کوئے مغان کوئی عالم باطن کو اور مغان مرشد کامل کو کہتے ہیں جسکی صحبت سے عشق اور شوق پیدا ہوتا اور اسرار الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔

کوکب الصبح اوس تجلی کو کہتے ہیں جو سب سے اول میں ہوتی ہو کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اوسکا مظہر نفس کلیہ پر جیسا کہ کلام مجید میں ہو فلما جن علیہ الیل رائی کوکبا[۲]

کوتاہ کردن زلف- رفع قیود کو کہتے ہیں۔

کیمیا یعنی موجود چیز پر قناعت کرنا و طلب کے ترک کرنے کو بھی کہتے ہیں جناب امیر کا قول ہے القناعۃ کنز لا ینفد[۳] اور نظر مرشد کامل اور عشق کو بھی کیمیا کہتے ہیں ؎ تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن۔

کیمیائے عوام متاع اخروی باقی کو اسباب دنیوی فانی کے ساتھ بدل دینا۔

---

[۱] اے اللہ محافظت کر تو ہماری اس بلائے عظیم سے ۱۲ [۲] پھر جب اندھیری کر دی او پر رات کی دیکھا ایک تارا ۱۲ [۳] قناعت ایک خزانہ جو خالی نہیں ہوتا ۱۲

کیمیائے سعادت تہذیب نفس کو کہتے ہین اور تزکیہ اور اکتساب فضائل اور تخلیہ کو بہی۔

کیمیائے خواص کونین سے خلاص پانے اور خالق کونین کے اختیار کرنے کو کہتے ہین

کین و کینہ نفس امارہ بالسوء کے تسلط کو کہتے ہین۔

باب چبیسوان حرف کاف فارسی کے اصطلاحات کے بیان مین

گبر اوسکو کہتے ہین جو عالم وحدت مین یکرنگ ہو اور ماسوا اللہ سے اعراض کرکے سواد نیستی مین قیام کرے۔

گرمی حرارت محبت کو کہتے ہین

گردن فرو ختن۔ وجود کے تسلیم کرنے کو کہتے ہین

گرہ زدن بر زلف } اس سے اسطرف اشارہ ہی کہ تعینات کو مضبوطی سے لینا بواسطہ تقید اور قیود اور نقوش اور کثرت کے اگرچہ علم اس بات کا ہو اور ہی کہ مبدا سب کا ایک ہی

گفتگو اشارات محبت انگیز کو کہتے ہین

گل نتیجہ عمل اور لذت معرفت کو کہتے ہین اور حسن مجازی سے بہی مراد لیتے ہین۔

گلزار مقام کشف اسرار کو کہتے ہین مطلقاً یعنی اگر کسی چیز پر اطلاق کرین یا اوسکی طرف مضاف کرین تو اوس سے باز رہین۔

گناہ ارتکاب معاصی کو کہتے ہین یہ کئی طرح پر ہے گناہ شریعت کہ جو باتین منع کیگئی ہین اوسکو کرنا اور جنکا حکم کیا گیا ہے اوسکو نہ کرنا گناہ طریقت کہ اپنے آپ کو دنیا مین منہمک کرنا اور حق سے غافل ہونا گناہ حقیقت کہ اپنے وجود کو اور حق کے وجود کو علیحدہ علیحدہ سمجھنا اور گناہ معرفت علم غیریت باقی رہنا گناہ محبت عاشق کا

اپنی خودی اور استحقاق کو معشوق کے روبرو ظاہر کرنا

گوشش اس سے مراد ہی اسم سمیع مین فنا حاصل کرنا اور اوسکا مظہر ہو جانا اور بیحرف وصوت کلام کیطرف متوجہ ہونا۔

گوہرسخن اشارہ واضح کو کہتے ہین جو مادہ اور غیر مادہ مین محسوس اور معقول ہو

گوہر معانی صفات اور اسمارالہی کو کہتے ہین

گوی عبارت ہی مجبوری اور مقہوری سالک سی تقدیر الہی کے سامنے اور اوس عارف کامل کو بہی کہتی ہین جسکو بسبب فیض صمدیت و عینیت ذاتی کے کل عوالم اور جملہ احوال یکسان ہوگئے ہون اور یہ تمکین کا درجہ ہے

گیسو طریق طلب کو کہتے ہین جو عالم ہویت مین ہو اور اسی کو حبل المتین بہی کہتے ہین اور کاکل بہی

ہمہ را بستہ گیسوی پریشان داری　　غمزۂ خاص بہر گبر و مسلمان داری

گداز اس سے مراد ہستی سالک کا ٹوٹنا ہے۔

باب چبیسوان حرف لام کے اصطلاحات کے بیان مین

لاہوت گنج مخفی اور مقام ہویت و عالم ذات الہی کو کہتے ہین جسمین سالک کو مرتبہ فنائی اسمین حاصل ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک اوس حیات کو کہتے ہین جو اشیائے ناسوتی مین ساری طاری ہے جسکا محل روح ہے۔

روح شمع وشعاع اوست حیات　　خانہ روشن ازو واوز ذات

اور بعضون کے نزدیک مرتبہ ذات کو لاہوت اور مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسمار کو ملکوت کہتے ہین۔

احدیت چو ذات حرف آمد   وحدت اسمت عالم اجمال

واحدیت چه عالم تفصیل   کین خیالات از و گرفت کمال

لائح لغت مین درخشان اور ظاہر ہونے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین اوس سے مراد وہ تجلی استتاری ہے جو تجلی ذات ہے بعض کہتے ہین کہ لائح وہ چیز ہے کہ جو نور تجلی سے ظاہر ہوتے اور سالک کو راحت دیتی ہے اور اوسکو بارقہ اور خطرہ بہی کہتے ہین اور کبہی اطلاق کیا جاتا ہے اوس چیز پر جو عالم مثال سے عالم حس مین ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ ساریہ کا حال حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پر اور یہ کشف صوری ہے اور اگر عالم مثال کیواسطے جناب قدس الہی سے حاصل ہو تو اوسے کشف معنوی کہتے ہین

لاشئے عدم حقیقی کو کہتے ہین اور موجودات و تعینات اعتباری سے بہی مراد لیتے ہین جنکا نام ممکنات ہے کیونکہ ممکن خود کچھ نہین ہے بلکہ وجود اوسمین وجود واجب کا ہے مولانا رومی

لاشئے بر لاشئے عاشق شده   ہیچ نہ بر ہیچ نہ راه زده

لاله عبارت ہے نتیجہ معارف سے جو مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے

درگلشن عالم چو بہی سرو چو لاله   ہم سرخ کلاه آمد و ہم سبز قبا شد

لااوبالی اوس شخص کو کہتے ہین جو کسی شئے سے خوف نہ رکہے جو کچھ سلوک مین اوسکو پیش آوے وہ کہے اور کرے

لا الہ الا اللہ یہی کلمہ طیبہ مفید معنی توحید کے ہے اور معنی اوسکے بطریق عوام یہ ہین کہ لا نفی جنس کیواسطے ہے اور الہ اوسکا ماخوذ اله سے ہے اور اله بدلیل آیۃ قرانی لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا کے معنی مین مستحق عبادت کے ہے کہ جو منحصر فرد واحد مین ہے اور جمع اوسکی الہ ہے بطریق مشاکلت اور بنظر اتحاد اون الہ کے مثل

لے اگر ہوتے یہ لوگ حاکم نہ پہونچتے اوسپر ۱۲

واتخذوا من دون الله آلهة لعلهم ينصرون وارد ہے پس اس سے
ظاہر ہوا ہو کہ الٰہ کلمہ طیبہ مین بمعنی مستحق عبادت کے اور الا بمعنی غیر کے ہے اور
اللہ نام ذات واجب الوجود کا ہے پس ترجمہ اسکا یہ ہوا کہ نہین کوئی الٰہ مستحق
عبادت کے سوائے خدا کے اگرچہ عامہ مومنین اس ایمان کے سبب ہی مستحق جنت کے
ہونگے لیکن اس معنی سے بالکلیہ استیصال شرک کا نہوا کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ جو الٰہ مستحق عبادت نہ ہو اگر غیر خدا کے موجود ہو تو مضائقہ نہین یہ عین شرک ہے
حضرات صوفیہ کرام کہ جو اخص خواص الناس ہین اوسکے معنی حسب محاورہ عرب
اور لغت یون بیان کرتے ہین کہ الٰہ لغت اور محاورہ عرب مین مطلق معبود کو
کہتے ہین خواہ مستحق عبادت ہو یا نہو جیسے کہ مضروب جسپر ضرب واقع ہو خواہ
وہ بوجہ حق ہو یا ناحق ہو اور نزول قرآن شریف کا عموماً اور کلمہ طیبہ کا خصوصاً
کہ جو اصل اصول دین ہے بمعنی اصطلاحی کے نہین ہے بلکہ حسب محاورہ عرب و
لغت ہے اسی واسطے کفار نے کلمہ طیبہ سے عینیت الٰہ کی حق کے ساتھ سمجھکر کہ برخلاف
اوسکے اپنے گمان مین غیریت جانتے تھے کہا کہ اجعل الآلهة الٰهاً
واحداً ان هذا لشئ عجاب پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ غیر حق کا
کوئی نہین اس صورتمین کلمہ کے یہ معنی ہونگے کہ نہین کوئی موجود زمین مین ہو یا
آسمان مین بلکہ تمام عالم مین سوائے خدا کے کیونکہ اوسکے معنی نے سب کو حصر
کرلیا ہے اس صورت مین عبادت بتون کی ناجائز ہوئی کہ معبود مطلق اور مرجع کل کی
نہین ہے اور جملہ آیات توحید اسی معنی پر دلالت کرتی ہین کیونکہ شل وجود حقیقی

ف اور پکڑتے ہین اللہ کے سوا اور حاکم شاید انکو مدد پہونچے کیا اوسنے کر دیا اتنونکی بندگی کے بدلے ایک کی بندگی یہ بڑی تعجب کی بات ہے

خارجی مطلق کے کوئی شئے نہین ہی کہ مقید مطلق کے ہو اس تقدیر مین معنی لیس[۱]
کمثلہٖ شیٔ اور فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور ھو الاول والاخر و
الظاھر والباطن اور ما یکون من نجویٰ ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا
خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم
اینما کانوا اور انہ بکل شیٔ محیط اور قل ھو اللہ احد بلا تاویل صحیح و درست ہے

لب شیرین یا کلام بے واسطہ کو کہتے ہین بشرط ادراک اور شعور کے۔

لب شکرین مثل منزلہ اور طرق مختلفہ کو کہتے ہین جو انبیاء اور اولیاء کو بوساطت ملک حاصل
ہوتے ہین اور وہ تصفیہ باطن کیساتھ ہوتے ہین۔

لب لعل و لعل لب بطون کلام معشوق کو کہتے ہین ؎

بخواب بوسہ لعل لبش میسر شد   چہ کامیاب نمود است بخت فیروزم

لب بالفتح کلام معشوق کو کہتے ہین اور بندگی شیخ جمال لکھتے ہین کہ عبارت ہی لطف
رب لو وود سے اور بعضون کے نزدیک نفس رحمانی کو کہتے ہین جو نیستی کو ہستی
کی صورت مین ظاہر کرتا ہے۔

لبس عبارت ہو ان صور عنصریہ سے کہ جن صورتون کے ساتھ حقائق روحانیہ ظاہر
ہوئے ہین جیسا کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہو ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا[۲]
وللبسنا علیھم ما یلبسون اسی جگہہ سے ہو کہ حقیقت حق تعالی کی صور
انسانیہ کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے۔

---

[۱] نہین جیسی مثل اوسکے کوئی چیز ۱۲ جس طرف منہ پھیرو تم ادسطرف اللہ کا منہ ہو ۱۲ وہی اول ہی اور وہی آخر اور ظاہر اور باطن ۱۲
نہین ہوتا ہے درمیان تین کا مگر وہی چوتھا اون کا اور نہ درمیان پانچ کا مگر وہی چھٹا اون کا اور نہ کم اس سے
اور نہ زیادہ مگر وہی ساتھ اونکے جہان کہ ہین ۱۲ تحقیق وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہو ۱۲ کہدے تو وہی اللہ ایک ہو ۱۲
[۲] اور اگر ہم رسول کرتے فرشتہ البتہ کرتے اوسکو کسی مرد کی صورت میں اور ان پر شبہ ڈالتے جو شبہہ وہ لوگ کرتے ہین ۱۲

لب اللب مراد اوس سے مادہ نور الہی قدسی ہے جس سے عقل تائید پاتی ہے اور بسبب اس تائید کے اوہام اور تخیلات سے مصفا ہوتی ہے اور اوس سے اُن علوم کو ادراک کرتی ہے جو ادراک قلب سے برتر ہیں کیونکہ ادراک اور علم قلب محجوب کا متعلق ہے اُن اشیاء کے ساتھ جنکو علم رسمی ادراک کراتا ہے اور یہ تصفیہ اور ادراک عقل مصفا کا بسبب عنایت حق کے ہوتا ہے۔

لب اصطلاح میں صفت حیات اور تجلی روحی کو کہتے ہیں اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ مراد لب سے وہ عقل ہے جو منور بنور قدسی ہے اور صاف ہے قشور اوہام اور تخیلات سے

لسان الحق انسان کامل اور حقیقت محمدی اور نور محمدی اور ذات محمدی کو کہتے ہیں یا اوس کامل کو جو مظہر اسم متکلم ہو اور اسی کو لسان الغیب بھی کہتے ہیں۔

لطائف ستہ یہ چھ لطیفہ ہیں اول لطیفہ نفس ہے جسکا محل ناف ہے اور مراد لطیفہ نفس سے تجلی نفس ہے دوسرا لطیفہ قلب ہے محل اوسکا دل ہے جو سینہ کے بائیں طرف ہے تیسرا لطیفہ روح ہے جسکا محل سینہ کے داہنی طرف ہے چوتھا لطیفہ سر ہے اور اسکا محل درمیان سینہ کے ہے پانچواں لطیفہ خفی ہے جسکا محل پیشانی ہے اور بعض کہتے ہیں لطیفہ نفس کا محل پیشانی ہے چھٹا لطیفہ اخفی ہے جسکا محل تالوی سر ہے ان چھ لطیفوں کو اطوار ستہ بھی کہتے ہیں لطائف ستہ کو اکثر حضرات طریقہ نقشبندیہ بترتیب ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سالک جبتک کہ ان لطیفوں میں ذکر نہ کرے اور اوسکو یہ لطائف نہ کھلیں مراتب علیا اور معرفت میں داخل نہوگا لیکن محققین صوفیہ کرام اور عارفین کامل فرماتے ہیں کہ سالک کو ان لطائف کے ذریعہ سے ہرگز معرفت الٰہی حاصل نہ ہوگی اور نہ وہ وصل بالذات ہو سکتا ہے

کیونکہ یہ لطائف تجلیات صفات کے ہین وصال ذات کو اونسے کچھ نسبت نہین
بلا راہ وحدت الوجود کے کہ جو نتیجہ ذکر کلمہ طیبہ کا ہو وصال ذات کا ممکن نہین
کیونکہ توحید ہی سے نفی غیریت اور خودی کی ہوتی ہو۔

لطیفہ ایک اشارہ ہو امر دقیق المعنی کیطرف جو دل مین مفہوم ہوتا ہے عبارت اور بیان مین
نہین آسکتا ہے جیسے کہ علوم اذواق ہین۔

لطیفۂ انسانیہ یہ عبارت ہو نفس ناطقہ سے جسکو قلب بھی کہتے ہین اور نفس ناطقہ کی دو جہتین ہین
ایک جہت روح کی طرف ہو اور دوسری جہت روح حیوانی کی طرف جہت اول کو
صدر اور جہت ثانی کو فواد کہتے ہین

لطف تجلی جمالی کو کہتے ہین اور تائید حق کو جو بقائی سالک کیواسطے ہوتی ہو۔

لقاء عبارت ہو ظہور معشوق حقیقی سے اسطرح پر کہ عاشق کو یقین ہو کہ اسی نے صورت
انسانی مین ظہور کیا ہو اور اوسکی طرف اشارہ ہو المجاز قنطرۃ الحقیقۃ سے
مولانا احمد جام فرماتے ہین ؎

ببین بر عارض خوبان جمال پاک مولانا — کہ در صورت توان دیدن کمال حسن معنی را
دیدہ بینا انلقائے حق شود — حق کجا پنہان ازو بر احمق شود

لوائح اسرار ظاہر کے ظاہر ہونے کو کہتے ہین اور انوار غائبہ کو بھی۔

لوح محفوظ اصطلاح مین نفس کل کو کہتے ہین جو عبارت ہو نور الٰہی حقی سے کہ جو شہید خلقی ہین
منجلی ہوا ہین موجودات منطبع ہین بانطباع اصلی یہی لوح محفوظ ام الہیولا ہو
کیونکہ ہیولا اوسی صورت کو چاہتا ہو جو لوح محفوظ مین منطبع ہوتی ہو اسلیے کہ قلم

۱؎ مجاز پل حقیقت کا ہو

قلم اعلیٰ لوح محفوظ مین بالایجاد جاری ہو اسی قلم سے بذریعہ لوح عوالم آفاقی کی تخلیق
ہوئی جیسا کہ حدیث شریف مین اسکی طرف اشارہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے فرمایا کہ مینے شب معراج مین قلمونکی آوازین سنین جو لوحون پر چلتی تھی اور وہ قلم
تین سو ساٹھ ہین اور لوحین بھی تین سو ساٹھ اور یہی حضرت شیخ اکبر نے فتوحات
مکیہ مین لکھا ہو اور یہ بھی لکھا ہو کہ ان قلمون اور لوحونکا مرتبہ قلم اعلیٰ اور لوح محفوظ
سے کم ہے اسلئے جو کچھ لوح محفوظ مین لکھا ہو وہ مٹ نہین سکتا اسی سبب سے
اوسکو لوح محفوظ کہتے ہین۔

لوح کتاب مبین کو کہتے ہین بعضون کے نزدیک یہ چار ہین ایک لوح قضا جو سابق ہے
محو اور اثبات پر اور اسی لوح کو عقل اول کہتے ہین دوسری لوح قدر یعنی لوح نفس ناطقہ
کلیہ جسمین کلیات لوح اول مفصل ظاہر ہوتے ہین اور اوسکے اثبات کے ساتھ
متعلق اسی کو لوح محفوظ کہتے ہین تیسری لوح نفس جزئیہ سماویہ ہو اوسمین جو کچھ
کہ عالم مین ہو بشکل و ہیئت و مقدار منقش ہوتی ہو یہ بمنزلہ عالم خیال کے ہے چوتھی
لوح ہیولے ہو کہ جو عالم شہادت مین ہو۔

لوامع یہ وہ انوار ہین کہ ضعیف الخلقت مبتدیون پر ظاہر ہوتے ہین اولاً خیال مین اور
خیال سے حس مشترک مین منعکس ہوتے ہین پھر حواس ظاہری سے ستارون اور
چاند سورج کی طرح سے چمکیلے نظر آتے ہین اور گرد و پیش روشن کر دیتے ہین اور یہ بھی
کہا جاتا ہو کہ اگر یہ انوار جلالی و قہری ہوتے ہین تو سرخی مائل اور اگر جمالی اور لطف
کے ہوتے ہین تو سبزی مائل ہوتے ہین۔

لہو کہتے ہین ذات کا اعتبار بحسب غیبت و فقدان ہ

غایب ز حق است لہو ازان میگوید — گم کردہ ہوئیت بہ ہوائے جوید

لیلۃ القدر یہ وہ رات ہی جسمین سالک ایک تجلی خاص کے ساتھ مختص ہوتا ہی اور بسبب اسکے سالک اپنی قدر کو محبوب کے نزدیک پہچانتا ہی اور یہ وقت ابتدا و وصول سالک کا ہی عین جمع کی طرف اور یہی مقام کامل المعرفت ہے۔

باب ستائیسوان حرف میم کے اصطلاحات کے بیان مین

ماہتاب تجلی دل سالک کو کہتے ہین

ماہرو تجلیات صوری کو کہتے ہین جسپر سالک کو اطلاع ہوتی ہی۔

ماہروی اُن تجلیات صوری کو کہتے ہین جسکی کیفیت پر سالک کو اطلاع واقع ہو اور یہی وہ تجلیات ہین جو خواب یا حالت بیخودی مین ہوتی ہین اور بعض کے نزدیک مراد اِس سے صباحت ہے جو حُسن مجازی کا ایک جزو ہی

ماء القدس اُس علم کو کہتے ہین جسکے حصول سے نفس نجاسات رذائل طبعیہ سے باہر ہوجاتا ہے اور شاہد شہود حقیقی کا ہوتا ہی تجلی قدیم مین جو ازالۂ حوادثات ہی کیونکہ حوادثات نجس ہین اور مراد اِس علم سے علم حقائق ہے

ماسوی اللہ کائنات کو کہتے ہین۔

مالک الملک اطلاق اسکا حق پر کیا جاتا ہی وقت جزا و بدلا دینے کے بندے کیواسطے اُن اعمال پر کہ جسکے کرنے کا حق نے امر کیا تھا ؀

مالک الملک لا شریک لہٗ ۲؎ — وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

۱؎ شاہدہ کرنیوالا ۲؎ مالک ملک نہین کوئی شریک اُسکا یکتا ہی نہین کوئی معبود سوائے اُسکے۔

ماسک والممسوک ماسک اور ممسوک لغت مین چنگل مارنیوالے کو اور جسکی وجہ سے چنگل مارا جاتا ہے اوسکو کہتے ہین اور اصطلاح مین مراد اس سے وہ شیون معنوی ہے جو حقیقت انسانی ہے جس سے قیام آسمان اور زمین کا ہے اسی واسطے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لولاک لما خلقت الافلاک[1] حضرت شیخ اکبر اپنی کتاب نسخۃ الحق مین لکھتے ہین الحمد للہ الذی جعل الانسان الکامل معلم الملک وادار سبحانہ تعالیٰ تشریفا وتنویھا بانفاسہ الفلک[2] اور شیخ ابو طالب لکھتے ہین ان الافلاک تدور بانفاس بنی آدم[3] اس سبب سے اشارہ ہے حقیقت انسانی کی طرف جو مقوم الافلاک وغیرہم ہے۔

مبدا لغت مین محل آغاز اور محل ظہور کو اور اصطلاح مین ذات واجب تعالیٰ اور اسمائے کلی کونی کو کہتے ہین ذات کی ابتدا یہان ہو ہے یعنی احدیت ذاتیہ سے اور ترتیب نزول ذات کی یون ہو کہ ذات حق سے سر پیدا ہوا اور سر سے نور اور نور سے نار اور نار سے باد اور باد سے آب اور آب سے خاک اور خاک سے انسان کامل یا یون کہ احدیت سے وحدت اور وحدت سے واحدیت اور واحدیت سے ارواح اور ارواح سے مثال اور مثال سے عالم شہادت خصوصاً انسان کامل پیدا ہوا اور نسل انسان مین بترتیب مذکور نزول پاکر رحم مین منی اور منی سے علقہ ہوتا ہے بعد اوسکے مضغہ بعد اوسکے طفل جوان بعد اوسکے پیر بعد اوسکے موت حاصل ہوتی ہو شرح گلشن راز مین ہو کہ ہر ایک کا مبدا اوسکا اسم ہی

---

[1] اگر نہ پیدا کرتا مین تجھکو نہ پیدا کرتا مین افلاک کو ۱۲ [2] سب تعریفین اللہ کے لئے ہین جس نے گردانا انسان کامل کو معلم ملک اور قایم کیا اوسے اللہ پاک و برتر نے از روے بزرگی کے بذریعہ انفاس اوسکی فلک کو ۱۲ [3] بیشک افلاک قایم ہوئے انفاس بنی آدم کے ساتھ ۱۲

اور اُسی اسم سے ظہور ہوتا ہے کما بدأکم تعودون[۱] یعنی ہر شے ایک اسم کا مظہر ہے اور اوسکا مبدا و معاد اوسی اسم سے ہے مگر انسان کامل کہ جو مظہر اور عارف کل اسمار کا ہی۔

مبدئیتہ مبدا سے ذات مراد ہی اور مبدیۃ ایک نسبت محض ہی درمیان احدیت اور واحدیت کے باعتبار تقدم ذات احدیت کے واحدیۃ پر جو منشار تعینات اور صفات اور اسمار ہے اور یہان پر اضافت محض باعتبار تجلی کے ہے۔

مبادی النہایات۔ اِس سے مراد فرائض اور عبادات ہین جو نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ ہین یہ سب مبادی نہایات کے ہین کیونکہ نماز بدایت ہے اور نہایت اوسکی کمال قرب اور مواصلت حقیقت ہی اسی واسطے الصلوٰۃ معراج المومنین[۲] ہی ایسی ہی زکوٰۃ بدایت ہی اور نہایت اوسکی ماسوا اللہ کو بخشدینا خلوص اور محبت حق کے ساتھ اسی طرح سے روزہ کا رکھنا بدایت ہی اور نہایت اوسکی روکنا رسوم خلقیہ سے ہے اور اوس چیز سے کہ جو رسوم خلقیہ کو تقویت دیتی ہو فنا کے ساتھ اسی واسطے حدیث ہی کہ الصوم لی وانا اجزی بہ[۳] اور اسی طرح حج بھی بدایت ہے اور نہایت اوسکی وصول الی المعرفت ہی اور تحقق بقا بعد فنا کے ساتھ کیونکہ تمامی مناسک اور افعال حج موضوع ہین تمامی منازل اوس سالک کیساتھ جو سلوک کرتا ہی نہایت مراتب اور مقام احدیت جمع اور فرق ہین۔

مبنی التصوف عبارت ہی مین خصلتون سے جنکو ابو محمد رویم نے ذکر کیا ہی وہ یہ ہین کہ اختیار کرنا فقر اور افتقار کو اور ثابت رہنا بذل اور ایثار کے ساتھ اور تعرض اور اختیار کو

[۱] جیسا کہ ابتدا کی تمنے پلٹو گے تم[۲] نماز معراج مومن کی ہی[۳] روزہ میرے واسطے ہی اور مین اوسکی جزا ہون

ترک کرنا اور بعض کے نزدیک توحید کو اختیار کرنا اور بیباک ہونا راہ طلب مین

اور تکلف کو برطرف کرنا مراد ہے

المتحقق بالحق متحقق بالحق وہ شخص ہی جو مشاہدہ کرتا ہے حقتعالے کو ہر تعین مین بلاتقید کے

اسی متعین کے ساتھ کیونکہ حق تعالے اگرچہ مشہود ہی مقید اور متعین ہین ساتہ کسی

اسم یا کسی صفت یا کسی اعتبار یا کسی تعین یا کسی حیثیت کے لیکن وہ اوسمین مقید

اور منحصر نہین ہی پس حق تعالے مطلق مقید اور مقید مطلق ہی کہ منزہ ہی تقید اور

لاتقید اور اطلاق اور لااطلاق سے۔

المتحقق بالحق والخلق متحقق بالحق والخلق وہ شخص ہی جو دیکھتا ہی کہ مطلق کے لئے ایک وجہ خاص ہے

ہر مقید مین اور ہر مقید کے لئے ایک وجہ خاص ہی مطلق مین بلکہ وہ دیکھتا ہے

تمامی موجودات کو کہ ایک ہی حقیقت ہی اور اوس ایک حقیقت کے لئے

ایک وجہ مطلق ہے اور وجہ مقید ہر مقید کے ساتہ پس جس نے اس طریقہ سے

مشاہدہ کیا وہ متحقق بحق وخلق اور فنا وبقا ہوگا

متشابہ مراد اس سے آیات متشابہات قرانی ہین معانی ان آیتون کے بہ نظر تشابہ وجوہ کے

معانی کی سوائے حق اور راسخین فی العلم کے عوام نہین جانتے جیسا کہ قول شافعیہ

کا ہے اور حنفیہ کے نزدیک سوائے خدا اور رسول کے اور کوئی نہین جانتا کیونکہ

نزول مین شرط منزل علیہ کا جاننا ہی جیسا کہ بعض مفسرین لکھتے ہین۔

مثال بالکسر اصطلاح صوفیہ مین عینیت ہی اور شرع مین غیریت اور بعضے لکھتے ہین

نہ عین ہی اور نہ غیر بعض نے فرق کیا ہی یعنی مثل مین ایک قسم کی مشابہت

ثابت ہی لیکن مثال مین شبہ تام چاہیے اس واسطے کہ حروف کی کثرت معنی کی

کثرت پر دلالت کرتی ہے اور کہا گیا ہی علی العکس اور عالم مثال بالاتر عالم شہادت سے ہے اور فروتر عالم ارواح سے اور عالم شہادت سایۂ عالم مثال ہی اور عالم مثال سایہ ارواح ہے اور جو کچھ اس عالم مین ہے وہ سب عالم مثال مین ہے اور اسے عالم نفوس بھی کہتے ہین اور خواب مین جو چیز دیکھی جاتی ہے اسے صور عالم مثال کہتے ہین۔

مجاہدہ نفس کی مخالفت اور خواہش کے ترک کرنے کو کہتے ہین تفصیلی بیان اسکا اگر دیکھنا منظور ہو تو قول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مصنفہ حضرت مولانا شاہ علی انور قلندر قدس سرہ مین دیکھیے۔

مجذوب وہ ہی جو ایک شئے کی ماہیت مین گم ہووے اور ترقی نہ کرے اور اوسکی لذت مین محو ہووے اور بعض صوفیہ کہتے ہین کہ مجذوب وہ ہی جسکو حق تعالے نے اپنے نفس کے لئے پیدا کیا ہی اور پسند کیا اوسکو اپنی انسیت کے لئے اور پاک کیا اوسکو کدورات غیریت سے پس جمع کیا اوسنے جمیع انعام اور مواہب الٰہیہ کو اور فائز ہوا وہ تمامی مقامات پر بلا کلفت و تعب مجاہدات کے جاننا چاہیے کہ مجذوب اسم مفعول ہی اور مصدر اسکا جذبہ ہی جسکے معنی کھینچنے کے ہین پس جذبات الٰہیہ مختلف الانواع ہین اور استعدادات انسانیہ بھی متفاوت ہین ان مین سے جسکو جذب تام ہوا اور اوسکی استعداد نے اوسکو پوری طرح پر لے لیا اوسکو تمام مدارج آن واحد مین طے ہو گئے اور مراتب صفات سے ذات تک پہونچگیا اسکو مجذوب سالک کہتے ہین اور جسکی استعداد اعلیٰ نہین ہی مگر کوئی جذبہ اوسکو پہونچا اور وہ اوسکی لذت مین مقید و مبتلا رہا تو اوسکو مجذوب صرف

کہتے ہیں اور سالک مجذوب اوسے کہتے ہیں جس نے مجاہدہ و ریاضت سے

اولاً تزکیہ نفس وغیرہ حاصل کیا اور منتظر جذبہ کا رہا کہ یکایک جاذبہ آیا اور اوسکو

واصل کر دیا اور محض سالک وہ ہی کہ محنت و ریاضات کرتا ہے اور جاذبہ کا

محتاج ہے کیونکہ حق کو کوئی بلا جاذبہ کے پا نہیں سکتا جیسا کہ خود ارشاد ہے لیس

الصراط الا بالجذبہ یعنی نہیں ہے راستہ مگر ساتھ جاذبہ کے پس

ترتیب یہ ہوئی مجذوب سالک۔ سالک مجذوب مجذوب صرف سالک صرف

مجاز لغت میں راستہ اور جائے گذار اور ضد حقیقت کو کہتے ہیں اور اوس کلمہ کو بھی

کہتے ہیں جو معنی غیر موضوع میں مستعمل ہو اور معنی موضوع بھی متروک نہوں اور

اصطلاح میں حقایق اشیاء کونی کو مجاز کہتے ہیں واضح ہو کہ وجود انسان میں

مثلاً جو کچھ کہ جواہر اور اعراض موجود ہیں وہ ظہورات اسماء الٰہی ہیں جیسا کہ

آتش اور باد اور آب اور خاک وجود انسانی میں موجود ہیں پس باد ایک عنصر ہے

عناصر اربعہ سے جس نے اسم حی سے ظہور پایا ہے اور وہ اوسی اسم سے متجلی ہوا

اور اسم حی ایک اسم ہے اسماء الٰہی سے یعنی جو حرکت کہ جسم انسان میں ہے

باد سے ہے اور آتش ایک عنصر ہی عناصر اربعہ میں سے جس نے اسم قابض کے

ظہور پایا اور اوسی سے متجلی ہوا اور قابض ایک اسم اسماء الٰہی سے ہے یعنی بعد

حرکت کے شوق لذت سے جو جوش حاصل ہوتا ہے وہ آتش ہے اور آب بھی ایک

عنصر ہے عناصر اربعہ میں سے جس نے اسم محی سے ظہور پایا اور متجلی ہوا اور

آتش اور باد سے آب حاصل ہوا یعنی جبکہ شوق لذت بہت غالب ہوا اور

کمال غلبہ سے جو چیز ظاہر ہوئی اوسکا آب نام رکھا گیا۔ اور خاک ایک عنصر ہے

عناصر اربعہ مین سے جو اسم محیت سے ظاہر و متجلی ہوا اور اسم محیت بھی ایک اسم ہے
اسماء الٰہی مین سے پس عنصر خاک بعد باد اور آتش اور آب کے ظاہر ہوا ہے
یعنی منی جب رحم مین قرار پائی خاک کی حیثیت پیدا کی پس اسطرح تمامی اسماء
مجاز ہین بہ نسبت مسمے کے مسمے حقیقی ہے اور سب اسماء کا ظہور انسان مین ہے اور
مجاز عالم حس اور عالم اجسام اور شہادت اور خلق اور عالم ملک اور کل کائنات
موجودات اور ماسوا اللہ کو بھی کہتے ہین۔

المجالی الکلیة والمطالع والمنصات ان تینون لفظون کے معنی قریب ہین مراد ان سب سے مظاہر تین ہیں
ان مفاتح غیوب کے کہ انکی وجہ سے وجود کے درمیان ظاہر اور باطن جو حجاب
کہ سدود تھے وہ کھل گئے ہین اور ان مظاہر اور مجالی کے پانچ مراتب ہین اول
مجلے ذات احدیہ اور عین جمع اور مقام او ادنے اور حقیقة الحقائق کا ہے اور
یہ مجلے غایت الغایات اور نہایت النہایات کا ہے اور دوسرا مجلے برزخیہ
اولے اور مجمع البحرین اور مقام قاب قوسین اور حضرت جمعیت اسماء الٰہیہ
کا ہے اور تیسرا مجلے عالم جبروت اور ارواح کا ہے اور چوتھا عالم ملکوت اور روحانیات
سماویہ اور قائمین بامر اللہ کا ہے عالم ربوبیت مین اور پانچوان عالم ملک
اور شہادت کا ہے ساتھ کشف صوری اور عجائب عالم مثال اور مدرکات
کونیہ کے عالم سفلی مین۔

المجالی الاسمائیة الفعلیة یہ عبارت مراتب کونیہ سے ہے کہ جو اجزائے عالم اور آثار افعال اسماء کی ہین۔

مجمع البحرین یہ عبارت ہے قاب قوسین سے کہ دونون بحر وجود وجوب اور امکان کے
اوسمین مجتمع ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ عبارت ہے جمع وجود سے باعتبار

اجتماع اسمار الٰہیہ اور حقائق کونیہ کے۔

مجمع الاہوا یہ عبارت ہے جمال مطلق سے کیونکہ یہ فیض جمالی سے متعلق ہے

مجمع الاضداد عبارت ہے ہویت مطلقہ سے کہ جو معانق اطراف کے ہے۔

مجمع الجمع و المحق الحقیقی } یعنی کثرت کا وحدت مین فنا کرنا۔

مجالس۔ آیات اور اوقات حضور حق اور بعض شاہدہ واحدیت کو کہتے ہین کہ وہان تمام اعیان علم حق میں حاضر ہین اور بزم اور محفل اسکے مرادف ہین۔

مجمل در مفصل اس سے رویت ذات احدیت کثرت مین مراد ہے۔

محبت یہ مشتق ہی حبہ سے حبہ اوس تخم کو کہتے ہین جو زمین مین پڑتا اور پوشیدہ ہو جاتا ہی پانی بھی اوسپر برستا اور دھوپ بھی پڑتی لیکن وہ متغیر نہین ہوتا بلکہ اپنے وقت میں اوگتا اور پھلتا اور پھولتا ہے اسی طرح محبت جب دل مین قایم ہوتی ہی تو وہ حضور اور غیبت بلا اور محنت راحت اور لذت فراق اور وصال سے متغیر نہین ہوتی بلکہ بڑھتی رہتی ہی اور باعث حیات قلب اور غذائے روح ہوتی نہایت محبت ہی کو عشق کہتے ہین اور بدایت محبت کو موافقت بعد موافقت میل پھر موانست پھر مودت پھر ہوا پھر خلت پھر محبت پھر شغف پھر تیم پھر وَلہ ہے بعد ان سب کے آخری درجہ عشق ہی موافقت یہ ہی کہ دشمنان حق یعنی دنیا ونفس وشیطان سے علیحدگی کی دشمنی رکھی اور دوستان حق سے دوستی اور انہین کی ملازمت وصحبت اختیار کرے یہانتک کہ انہین لوگون کا منظور نظر ہو جائے میل وموانست یہ ہی کہ تمام سب سے اعراض کرکے اور حق کا

خواہان وجویان رہے اور اسی خیال سے موانست پیدا کرے مودت یہ ہی
کہ خلوت دل مین بعجز وزاری واشتیاق وبیقراری مشغول رہے ہوا یہ ہے کہ
ہمیشہ مجاہدہ کرتا رہے اور اپنے آپ کو بالکل محبوب کی یاد مین فانی کردے
خلت یہ ہے کہ بجز محبوب کے کسی دوسرے کو اپنے دل مین جگہہ نہ دے محبت یہ ہے
کہ اوصاف ذمیمہ بشری سے پاک ہوجائے اور اوصاف حمیدہ ملکی سے متصف ہو
شغف یہ ہے کہ غایت شوق مین محبت کو چھپائے تا کہ کسی پر دلکی حالت ظاہر نہو
تیم یہ ہے اپنے کو اسیر وبندہ محبت کردے اور تفرید باطنی وتجرید ظاہری اختیار
کرے وَلَہ یہ ہے کہ اپنے آئنہ دل کو جمال معشوق کے مقابل رکھے اور اوس سے
مست وسرشار ہوتا ہے اور عشق یہ ہے کہ اپنے کو گم کرے اسکا بیان اوپر ہو چکا ہے محبت
کے بھی بہت سے اقسام اور درجے ہین جنکا بیان کبھی تمام ہو ہی نہین سکتا ہی ورنہ تمام ہونیوالی چیز ہی نہین ہے

محبت اصلیہ محبت ذاتیہ کو کہتے ہین جو اپنی ذات کیلئے ہو نہ باعتبار کسی امر زائد کے کیونکہ ذاتیہ
اصل تمامی محبتون کی ہے پس جو محبت کہ درمیان دو شے کے ہوتی ہے وہ یا تو
بسبب مناسبت ذاتیہ کے درمیان اون دونون کے ہوتی ہے یا بسبب اتحاد کے
درمیان اون دونون کے کسی وصف یا مرتبہ یا حال یا فعل مین

محفوظ محفوظ وہ شخص ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی مخالفت سے بچایا اور اوسکا
قصد وفعل اور ارادہ عین حق کا قصد وفعل اور ارادہ ہے

محو ارباب الظاہر - اس سے مراد خصائل ذمیمہ کا دفع کرنا اور احکام عبادت کو ثابت وقائم کرنا
اور خصائل حمیدہ کا اکتساب کرنا اور اپنے اوصاف اور عادات کا اوٹھا دینا ہے

محو ارباب السر - ازالہ علل وآفات کو کہتے ہین اور آفات مواصلات کو بھی اور یہ بسبب

رفع اوصاف اور رسوم اور اخلاق اور افعال عبد کے ہوتا ہو تجلیات صفات

اور افعال حق کیساتھ جیسا کہ خود اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہو کنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ[۵۱]

محو العبودیت و محو عین العبد

اس سے مراد اسقاط وجود اضافی ہو اعیان ثابتہ مین جیسے کہ نفس الامر مین ہو

اسلئے کہ اعیان شیون ذاتیہ ہین جو باعتبار علم اور عالمیت حق کے مرتبہ

واحدیت مین ظاہر ہوئے ہین پس اعیان نفس الامر مین ہمیشہ معدومات العین

ہین کبھی انکو وجود خارجی حاصل نہین مگر یہ کہ وجود حق اُن صور علومیہ مین ظاہر

ہوا ہے پس اعیان کے لئے باوجود ممکن معدوم ہونے کے آثار ہین جو وجود

ظاہر ہوئے ہین اعیان اور انکے صور معلومہ کے ساتھ اور وجود عین حق تعالے

کا ہے اور اضافت وجود جو اعیان کی طرف ہو یہ نسبت محض ہو اوسکو لئے

خارج مین کوئی وجود نہین اور افعال اور تاثیرات وجود کے تابع ہین کیونکہ

معدوم کے لئے نہ کوئی فعل ہو اور نہ تاثیر پس نہ کوئی فاعل ہو اور نہ کوئی سوا

حق کے موجود ہے پس حق ہی عابد ہے باعتبار تعین اور تقید کے بصورت عبد

اور صورت عبد ایک شان حق کی ہو شیونات ذاتیہ مین سے اور حق تعالے

معبود ہو باعتبار اطلاق اور عین عبد ہمیشہ اپنے عدم مین باقی ہو اسی جگہہ سے

حضرات صوفیہ کرام فرماتے ہین۔ الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود[۵۲]

پس عبد اور عبودیت دونون کو محویت ہو جیسا کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہو

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی[۵۳] اس آیت مین حق نے

عبد اور عبودیت یعنی فعل عبد دونون کی نفی کی اور فرمایا۔

---

[۵۱] ہوں مین کان اوسکے ایسا کہ سنتا ہے ساتھ اوسکے ۱۲ ۔ [۵۲] اعیان نے وجود کی بو نہین سونگھی ۱۲

[۵۳] نہ تیر پھینکا تو نے جب کہ تیر پھینکا تو نے لیکن اللہ نے تیر پھینکا ۱۲

۵۱ مایکون من نجوی ثلثة الاهو رابعهم اور دوسری جگہ ارشاد
۵۲ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة پس ان دونون آیتون سے
صاف ظاہر ہے کہ حق تعالی رابع ثلثہ ہے نہ ثالث ثلاثہ کا اسلئے کہ حق تعالے
اگر ثالث ثلثہ ہوگا تو اونکی طرح ممکن ہوجاویگا ۵۳ تعالے اللہ عن ذلک
علوا کبیرا لیکن جبکہ حق تعالے رابع ثلثہ ہوگا پس ثلثہ کا غیر ہوگا باعتبار
اونکے تعینات کے اور باعتبار حقیقت کے اونکا عین ہوگا۔

محق یعنی عبد کا اپنے وجود کو ذات حق مین فنا کرنا جیسا کہ محو سے مراد فنا فعل عبد ہے فعل حق مین اور جیسے کہ مراد طمس سے فنا صفات عبد ہے صفات حق مین پس شخص اول عالم وجود مین کسی شے کا وجود بجز حق کے نہین دیکھتا اور شخص ثانی کسی شے کا کوئی فعل بجز حق کے نہین دیکھتا اور شخص ثالث کسی شے کی کوئی صفت بجز حق کی صفت کے نہین دیکھتا۔

محاضرہ کہتے ہین قلب سالک کا حضور مع الحق اوسکے اسماء سے استفاضہ کیوقت

محاذاۃ یعنی حضور سالک بتوجہ تام مراقبہ مین اسطرح کہ اپنے آپ کو غائب کردے یعنی بسبب اپنے غایب ہونے کے اپنا غیر کسیکو نہ دیکھے۔

محبوب تجلی صفات کو کہتے ہین اور بعض جمال کو کہتے ہین

محجوب اس سے مراد وہ شخص ہے جو خدا سے بالکل غافل ہے

محجوب مطلق اس سے مراد وہ شخص ہے کہ مقام حیرت پر فائز ہو اور کسی چیز کی اوسکو خبر نہو

۵۱ کبھی نہین ہوتا مشورہ تین کا جان وہ نہین اونکا چوتھا ۱۲ ۵۲ بیشک کافر ہوگیا اون لوگون نے جنہون نے کہا کہ اللہ تین مین کا ایک ہے ۱۲ ۵۳ برتر ہے اس سے برتری بزرگ سے ۱۲

بسبب شدت محویت اور استغراق کی حیرت کا مفصل بیان حرف حا میں موجود ہے

مجادثہ لغت میں کلام کرنے کو کہتے ہیں مراد اس سے خطاب کرنا حق کا واسطے کسی عبد کے کسی ایک صورت میں صور عالم شہادت سے جیسے کہ ندا ر موسے علیہ السلام کیواسطے صورت نار شجرہ میں سے۔

محقق جسپر حقایق اشیا منکشف ہون اور یہ اسکو میسر ہے جو حجت اور برہان سے گذر کر مرتبہ کشف الہی مین پہونچا ہو اور بدیدہ دل شاہدہ کرتا ہو اسطرح پر کہ حقایق اشیا ر کے اگرچہ حق اور ثابت تو ہین لیکن وہ سب وجود واحد حق تعالے سے ہین کیونکہ سوائے وجود حق دوسرا کوئی موجود نہین اور وجودات اشیائے سوائے وجودات اضافیہ کے اور کچھ نہین۔

محو نابود ہونے اور عادات و اوصاف بشری کے زائل کرنے کو اور اپنے افعال فعل حق مین فنا کر دینے کو کہتے ہین۔

محنت یعنی عاشق کا رنج اختیاری و بے اختیاری جو معشوق سے عشق مین پہونچے اوسکو کہتی ہین

محمود یہ استعارہ ہی حقیقت حقہ کی طرف۔

مقام محمود اسکے معنی درجہ اعلے حسنات کے ہین یہ مقام خاص مقبولیت مطلقہ کا ہی کہ جو مستلزم محبوبیت مطلقہ کو ہے۔

محو الجمع اس سے مراد فنائے کثرت ہے وحدت مین۔

محو الحقیقی مرادف محو الجمع کے ہے۔

محو ذات اوس عاشق کو کہینگے جو ابش انوار ذات مین محو ہو گیا ہو۔

محراب ہر مقصود و مطلوب جس کی طرف دل متوجہ ہو۔

محافظت مراقبۂ اوقات کو کہتے ہین

محب صاحب محبت کو کہتے ہین عام اس سے کہ طلب اوسکی مقارن اُس پایہ کی ہو یا نہو۔

محتسب متشرع ظاہری کو کہتے ہین ۵

محتسب را حد بیحد و حساب — از برائے بادہ میاید زدن

مخدع بفتح میم موضع قیام نشر قطب کا ہے افراد واصلین سے یہ اسم ظرف ہے انکی معنی پوشیدہ مکان کے ہین جسکو نہانخانہ اسرار کہتے ہین اور یہ افراد واصلین قرب اور وصول کی وجہ سے اس مقام پر پہونچے ہین کہ کسی کا دہان گذر نہین حضرت غوث پاک کا شعر بہی اس مقام کا شعر ہے انا الحسنی والمخدع مقامی

مخلص بفتح لام جسے خدائے تعالے نے شرک و معاصی سے صاف فرمایا اور بکسر لام جسنے کہ خدائے تعالے کے لئے اخلاص کیا اور شریک اوسکا نہ کیا اور حق تعالیٰ کا عصیان نہ کیا اور کہا گیا ہے کہ مخلص اپنے حسنات کو مثل اپنے سیات کی مخفی کرتا ہے۔

مخموری نقص سرور کو کہتے ہین ۵

مغربی را مدام از لب و چشم — در جہان مست دارد و مخمور

اور مخمور مست اور مسرور کو کہتے ہین۔

مدہوشی اس سے مراد استہلاک ظاہری و باطنی ہے ۵

عین این وادی فراموشی بود — گنگی و کری و مدہوشی بود

مدد وجودی سے مراد ہر ہر ممکن کو اوسکی بقا اور قیام وجود کے لئے پے درپے حق تعالیٰ کی طرف سے مدد پہونچنا کیونکہ حق تعالے اپنے وجود کو بذریعہ نفس رحمانی کے مدد دیتا ہے تاکہ اوسکا وجود اوسکے عدم پر جسکا اقتضائے ذاتی بدون موجود کے

---

۵ مین حسنی ہون اور مخدع میرا مقام ہے ۱۲

عدم سے ترجیح پا وے۔

مراتب کلیہ اونہین مجالی کلیہ کو کہتے ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مگر وہ پانچ ہین عالم شہادت تک اور یہ چھ ہین چھٹا مرتبہ انسان کامل ہی اور انکو مراتب ستہ بھی کہتے ہین

مراۃ الکون وجود حقانی کو کہتے ہین کیونکہ اکوان اور اوصاف اور احکام اکوان اسی وجود حقانی مین ظاہر ہین اور وجود حقانی بسبب ظہور اکوان کے اسمین پوشیدہ ہے جیسے کہ وجہ آئنہ بسبب ظہور صورت پوشیدہ ہو جاتا ہے

مراۃ الحضرۃ عبارت ہی ان تعینات سے جو شیون باطنہ کیطرف منسوب ہین جنکی صورتین اکوان ہین اسلیئے کہ شیون باطنی ہین اور وجود کونی متعین ورتعینات اکوان کیساتھ ظاہر ہوئی ہی سے شیونات سب ایک ہی وجود کے آئنے ہین ور وہ وجود ان شیونات کی صورتون مین متعین ہے۔

مراۃ الحضرتین یعنی مرآت حضرت وجوب و حضرت امکان کا انسان کامل ہی اور ایسا ہی مرآۃ حضرت الٰہیہ کا بھی انسان کامل ہی کیونکہ انسان کامل مظہر ذات اور جمیع اسماء کا ہی

مرات اصطلاح مین علم الٰہی کو کہتے ہین کیونکہ علم الٰہی مین اعیان ثابتہ ہین اور ان ہی اعیان مین وجود منعکس ہوا ہے ؎

اے مظہر حسن لایزالی　　مرات جمال ذوالجلالی

مراتب ستہ صوفیہ کی اصطلاح مین تنزل ہونے کے چھ مرتبہ مقرر ہین اول احدیۃ ہی جسمین فقط اعتبار ذات ہی اور احدیت کو عالم غیب بھی کہتے ہین بعض مرتبہ اول وحدت کو کہتے ہین جو تعین اول اور برزخ کبریٰ اور قابلیت محض ہے اور مرتبہ ثانی واحدیت کو کہتے ہین جسمین ذات کیساتھ تفصیلاً اسماء کا بھی

اعتبار ہے اور مرتبہ ثالث ارواح مجردہ ہین جسمین عقول عالیہ اور ارواح انسانیہ
ہین اور مرتبہ رابع ملکوت ہے جسمین نفوس سماویہ اور انسانیہ ہین اور اسکو
عالم مثال بھی کہتے ہین اور مرتبہ خامس عالم ملک ہے کہ عالم اجسام اور اعراض ہی
اور اوسکو عالم شہادت بھی کہتے ہین اور مرتبہ سادس عالم انسان کامل ہے
جو جامع جمیع مراتب ہے اور بعض صوفیہ یون کہتے ہین کہ اول احدیت اور ثانی
وحدت اور ثالث واحدیت اور رابع عالم ارواح اور خامس عالم مثال اور
سادس عالم شہادت انکو مراتب تنزلات ستہ کہتے ہین۔

مراقبہ یعنی دل کو حقتعالے کے ساتھ حاضر رکھنا اور قلب کو حضوری حق مین ایسا
رکھنا کہ خطرات دوئی اور خودی نہ آنے پاوین اور اگر آوین تو دفع کرو و جمع ہو
کہ صوفیائی کاملین کے نزدیک چار اصول ہین اول مراقبہ جمع وہ یہ ہے
کہ سالک ذات حق کو ہر شئے مین جانے اور بغیر ذات حق کے کسی شی کو نہ دیکھے
کیونکہ نفس الامر مین بھی ایسا ہی ہے دویم مراقبہ صوری وہ یہ ہے کہ سالک یہ سمجھے
کہ مین اللہ سے جانتا ہون اور اوسی سے سنتا ہون اور اوسی سے کلام کرتا ہون
سویم مراقبہ ناظرہ ہے وہ یہ ہے کہ سالک یہ سمجھے کہ اللہ میری صورت پر ظاہر ہے
اور مجھی سے دیکھتا اور سنتا اور کرتا اور چلتا اور کہتا ہے چہارم مراقبہ
جمع الجمع ہے وہ یہ کہ سالک یہ جانے کہ جو مین کہتا ہون اللہ سے کہتا ہون
اسی جگہ سے ایک بزرگ نے کہا ہے ؎

حقیقت کز تعین شد معین — تو او را در عبارت گفتہ من

مراد عبارت ایسے شخص سے ہے جو اپنے ارادون سے نکل گیا ہو اور مراد اوسکی

محبوب حقیقی ہو اور اوسکے خصائص یہ ہے کہ شدائد مین شاکی نہو اور کسی چیز اور کسی حال کا مشتاق و متمنی نہ ہو اپنے احوال مین اور اگر ہو تو محب نہین ہے۔

مرشد جو راہ راست پر چلا وے۔ حضرت صاحب ؎

مرشد برحق کے صدقہ جائیے　　راہ حق کی جو ہمین بتلا گیا

مرید بالضم جو کہ اپنے ارادہ سے متجرد ہو اور ابو حامد نے کہا مرید وہ ہے جسکے لئے اسمار کا دروازہ کشادہ ہو اور وہ اُن لوگون کے زمرہ مین درآوے جو اللہ کی جانب اوسکے اسمار کے ذریعہ سے توصل ڈہونڈہتے ہین فتوحات مکی مین لکھا ہے کہ مرید وہ ہے کہ نظر اور استبصار سے خدائے تعالے کی طرف منقطع ہو اور ارادہ سے خالی ہو اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ وجود مین آتا ہے وہ بارادہ خدا ہے نہ بارادہ غیر پس ارادہ اوسکا ارادہ حق مین محو ہوتا ہے اور وہ کچھ نہین چاہتا ہے مگر وہی جو خدا چاہے اور جو ایسا نہو وہ مرید مجازی ہے مرید اصلی ہے ؎

پیش و پس گردد مرید ناخلف　　چون خرابی ابلہ بے آب و علف

اور بعض جگہ مرید مراد کے معنون مین بھی آتا ہے۔

مسامرۃ افسانہ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین گفتگو حق کی بندہ سے سر مین اس سے مراد ہے اور مناجات شبینہ کو بھی کہتے ہین۔

مسالک جوامع الالہیۃ مراد اس سے ذات حق تعالے کی ہے ساتھ اسمار ذاتیہ کے بغیر اسمار جمالی اور جلالی اور فعل مقیدہ کے اور ثنا اور ذکر حق تعالے کا اسمار ذاتیہ کے ساتھ افضل اور اعلی ہے کیونکہ ذات مطلقہ اصل تمامی اسمار حق تعالے کی ہے پس اجل اور اعظم

وجوہ تعظیم حق تعالے کی تعظیم مطلق ہو اور یہ حاصل نہین ہوتی ہے مگر بسبب ثنا
اور ذکر اس اسم کے جو کل اسمار کو شامل ہو اسلئے کہ ذاکر جسوقت ثنا اور حمد اور
ذکر حق کریگا اسمار مقیدہ مثل علیم و قدیر و مرید وغیرہ سے تو وہ مقید کریگا تعظیم کو
اوصاف مقیدہ کے ساتھ اور جب تعظیم اور ثنا اسمار ذاتیہ مثل قدوس اور
سبوح اور سلام اور علی اور حق کے ساتھ کریگا تو اوسوقت وہ کل اسما حق کی
معہ جمیع کمالات کے تعظیم کریگا۔

مستوی الاسم الاعظم عبارت ہو اوس بیت محرم اور عرش عظیم سے کہ جس نے حق کو سما لیا ہو وہ قلب انسان کامل ہے۔

مستند المعرفۃ مرتبہ حضرت واحدیت کو کہتے ہین جسمین تفصیل اسمار و صفات ہے

مستہلک اوس شخص کو کہتے ہین کہ جو ذات احدیہ مین فانی ہو اسطرحپر کہ اوسمین کوئی رسم نہ باقی ہو نشان

مسئلہ غامضہ اس سے مراد بقائے اعیان ثابتہ ہو اپنے عدم اصلی پر باوجود تجلی حق کے
اسم نور کے ساتھ یعنی ظہور وجود کا اعیان ثابتہ کی صورتون پر مع اونکے ظہور کے
اعیان ثابتہ احکام کے ساتھ اور بروز وجود کا خلق جدیدہ کے ساتھ انات
مثالیہ مین اوس وجود کی اضافت کے ساتھ اعیان ثابتہ کیطرف اور تعین اوس
وجود کا اعیان ثابتہ کے ساتھ معہ بقار اعیان کے اپنے عدم اصلی مین
کیونکہ اگر ترجیح وجود اعیان ثابتہ کی طرف نہوتی اور وجود اعیان کے ساتھ
متعین نہوتا تو اعیان ثابتہ ظاہر نہوتے۔

مستریح لغت مین طالب راحت کو کہتے ہین اور اصطلاح مین مستریح اوس شخص کو
کہتے ہین کہ جسکو اللہ تعالے نے سر قدر پر مطلع کیا کیونکہ یہ ہر اوس مقدور کو

دیکھتا ہی جسکا وقوع وقت معلوم پر ضروری ہے اور اوس شئے کو دیکھتا ہی
جو مقدور نہین ہے اور اوسکا وقوع ممتنع ہی پس ایسا شخص راحت پاتا ہے
طلب اور انتظار سے اوس چیز کے جو واقع نہین ہوئی اور حزن وحسرت
مافات سے فراغت پاتا ہے ولہذا[1] قال انس بن مالک رضی
اللہ عنہ خدمت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر سنین
فلم یقل لشئ فعلتہ لم فعلتہ ولا لشئ ترکتہ لم ترکتہ
پس انسان کامل ان امور کو ملایم سمجھکر اُن سے راحت پاتا ہی۔

مستی یعنی عاشق کا معشوق حقیقی کے عشق مین من جمیع الوجود گرفتار ہونا اور اُس
گرفتاری سے خوش رہنا ہے

مستی من از خمار چشم مست ساقی است ۔ بندہ پیر مغان خاک در میخانہ ام

مست سالک مستغرق کو کہتے ہین ہے

مستم از بادہ شبانہ ہنوز ۔ ساقی ما نہ رفت خانہ ہنوز

مسجد مظہر تجلی جمالی اور آستانہ مرشد اور بعضے حریم حرمت سے مراد لیتے ہین ہے

مسجدے کان اندرون اولیاست ۔ سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

مسخرہ جو مجمع مردم مین کشف وکرامات اپنی بیان کرے اور لاف زنی درویشی و
معرفت کی کرے جسکو محاورہ اردو مین ڈینگ مارنا کہتے ہین۔

مست وخراب جو عشق مین بیہوش ہو اور مستغرق جمال محبوب مین ہو ہے

رند بد مست وخراب بادہ ام ۔ پیر مغ را صاحب سجادہ ام

[1] اور اسی واسطے فرمایا انس بن مالک نے کہ خدمت کی مینے حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دس برس پس نفرمایا
کسی چیز کو جسکو مینے کیا کہ کیون کیا اور نہ کسی چیز کو جسکو مین نے چھوڑا کیون چھوڑا ۱۲

مشتاق اصطلاح مین مرید صادق کو کہتے ہین جو طلب مین ہوشیار و تیز ہو و کاہل نہو

مشاہدہ صور تجلیات حق کو بغیر حجاب اشیار کے دیکھنا اور اشیار کو دور کرکے نظر باطن کو ذات حق پر محکم رکھنا اسی کو مشاہدہ کہتے ہین حضرات صوفیہ نے اس امر مین اختلاف کیا ہی کہ عارف کے لئے ہمیشہ مشاہدہ حاصل ہے یا نہین بعض کہتے ہین کہ ہمیشہ حاصل ہے اور بعض عدم دوام کی طرف گئے ہین جیسا کہ بعض عارفین کا قول ہے کہ مشاهدة الابرار بین التجلی والاستتار[۱] اور حق یہ ہے کہ جبتک ربط اور اتصال قلب محکم اور متحقق ہو تب تک مشاہدہ حاصل ہی اسی جگہہ سے ہو کہ انوار اور انکشافات کبھی ہوتے ہین اور کبھی نہین یہ ہی اس قول کے معنی ہین کہ الوقت[۲] سیف قاطع وبرق لامع

مشارق الصبح یہ عبارت ہین تجلیات اسمائیہ سے کیونکہ تجلیات اسمائیہ مفتاح اسرار غیب وتجلیات ذات ہین۔

مشارق شمس الحقیقۃ یہ عبارت ہین تجلیات ذاتی سے قبل فنائے تام کے عین احدیۃ جمع مین۔

مشرف الضمائر اوس شخص کو کہتے ہین جسکو اللہ تعالے نے آدمیون کے قلوب پر مطلع کیا ہے اور اوسپر اسم باطن حق کا تجلی ہوا اسی سبب سے وہ قلوب پر مشرف و مطلع ہوتا

مشیت عبارت ہی تجلیات ذاتیہ سے ایجاد معدوم اور اعدام موجودیت عالم کے لئے

مصباح مراد اس سے روح ہی جس سے جسم کی حیات ہو اور بعض دل کو بھی کہتے ہین جس سے جسم روشن ہوا ہے (دیکھو لفظ زجاجہ)

مصقلہ اصطلاح مین ذکر آلہی اور فکر اور شغل اور مراقبہ وغیرہ کو کہتے ہین کہ بسبب اوسکے

---

[۱] ابرار کا مشاہدہ درمیان تجلی اور استتار کے [۲] وقت مثل تلوار کاٹنے والی اور بجلی چمکنے والی کے ہے ۱۲

آئینہ قلب زنگ نفسانیت اور خطرات سے پاک ہوتا ہے حدیث مین ہے لکل[١]
شیٔ مصقلۃ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ تعالی

المضاہات بین الشیون والحقایق

مضاہات کہتے ہین لغت مین ایک چیز کا دوسری چیز سے مشابہت رکھنا اور اصطلاح مین مرتب ہونا حقایق کونیہ کا حقایق آلہیہ کے ساتھ کہ جو اسمائے آلہیہ ہین اور یہ مرتب ہین شیون ذاتیہ پر اور اکوان ظلال اور صور اسمار کے ہین اور اسمار ظلال شیون کے ہین۔

المضاہات بین الحضرات والاکوان

اس سے مراد تشابہ اور ترتب ہونا اکوان کا ہے حضرات ثلثہ کی طرف جو عبارت ہے حضرت وجود اور حضرت امکان اور حضرت جمع بین الوجوب والامکان سے پس اکوان مین سے جس معنی کی نسبت واجب الوجود کی طرف اقوے ہوگی وہ شے اشرف اور اعلے ہوگی اور حقیقت اوسکی علوی یا روحی یا ملکی یا بسیط اور جس شے کی نسبت اونہین اکوان مین سے امکان کی طرف اقوے ہوگی وہ شے اخس اور ادنے ہوگی اور اوسکی حقیقت سفلی عنصری ہوگی خواہ بسیط ہو یا مرکب جس شے کی نسبت جمع کی طرف اشد ہوگی حقیقت اوسکی انسانی ہوگی اور جس انسان کا میلان امکان کی طرف زیادہ ہوگا احکام کثرت امکانیہ کی اوسمین زیادہ تر اور غالب تر ہونگے پس وہ انسان کفار و مردودین مین سے ہوگا اور جس شخص کا میلان وجوب کی طرف زیادہ ہوگا اور احکام وجوب کی اوسمین زیادہ تر اور غالب تر ہونگے پس وہ شخص سابقین اولین انبیا اور اولیا مین سے ہوگا اور جسکی نسبت درمیان وجوب اور امکان کے مساوی ہوگی پس وہ شخص

---

[١] ہر شے کے واسطے مصقلہ ہے اور مصقلہ قلب کا اللہ کا ذکر ہے ١٢

مقصد و متوسط ہوگا مومنین ہین سے اور بسبب اختلاف میلان کے مومنین قوت
اور ضعف ایمانی مین مختلف ہونگے

مطلق الغنا مرتبۂ احدیت اور مجہول النعت کو کہتے ہین کہ اوس مرتبہ مین کسی طرحکا وصف اور
نعت نہین ہوسکتی۔

مطرب اصطلاح مین مرشد کامل کو کہتے ہین جو مرید صادق کو فیض پہونچاتا اور کامل
کرتا ہے اور بعض کے نزدیک حق ہے کہ صاحب نغمۂ الست ہے ؎

مطربا اسرار ما را باز گو — قصہ ہائے جان فزا را باز گو

مطالعہ لغت مین نظر کرنا کسی چیز مین واقف ہونے کے لئے اور اصطلاح مین مراد
اوس سے توقیفات حق ہین عارفین کے لئے ابتدا مین یعنی قبل سوال کے لیکن
توقیفات (بمعنی وقوف ۱۲) وقت سوال یا بعد سوال اون چیزون مین ہین کہ مرجع اونکا حوادث
ہین اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے مطالعہ کا شروع مشاہدہ پر وقت طوالع اور
مبادی بروق توقیفات کے۔

مطلع لغت مین معنی اسکے خبر دینے والے کے ہین اور اصطلاح مین مقام شہود متکلم
کا ہے وقت تلاوت قرآن کے جس حال مین کہ متجلی ہو متکلم اوس صفت کیساتھ
اور وہ صفت مصدر اوس آیت کی ہو جیسے کہ حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ فرمایا اونہون نے کہ تحقیق تجلی کی حق نے اپنے کلام مین
واسطے اپنے بندون کے لیکن وہ نہین دیکھتے ہین ایک روز حضرت امام موصوف
نماز مین تھے پس گر پڑے بیہوش ہو کر لوگون نے سبب اسکا پوچھا آپنے جواب دیا
کہ ایک آیت کو ذوق کے ساتھ تکرار کرتا تھا یہانتک کہ سنی اوسی آیت کو متکلم سے

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہین کہ لسان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اوس وقت مثل شجرۂ موسے کے تہے وقت ندا حق کے شجرہ مین سے کہ انی انا اللہ ہے واضح ہو کہ مطلع اعم ہے آیات قرانی کے ساتھ خصوصیت نہین ہی کیونکہ مقام شہود حق تعالے کا ہر شے مین ہی اسلئے کہ حق متجلی ہی ہر شے مین اُن صفات کے ساتھ کہ وہ شے مظہر اُن صفات کی ہی لیکن جبکہ حدیث نبوی مین وارد ہی ما من اٰیۃ الا ولہا ظہر و بطن ولکل حرف حد و مطلع خاص کیا حضرات صوفیہ نے مطلع کو ساتھ آیۃ کے اور عالم مین ہر شے اور ہر تعین کلمہ اور آیت حق تعالی کا ہی پس ہر شی مین شہود حق ہے اور وہی اوسکا مطلع ہے

مطلق شے غیر مقید کو کہتے ہین اور یہ چند قسم پر منقسم ہے اول کلی بہ نسبت اپنی جزئیات کے اس صورتمین حمل کلی کا اپنے جزئیات پر بالمواطات صحیح ہی جیسے کہ کہتے ہین کہ زید اور بکر اور خالد انسان ہین دوسرے یہ کہ ایک شے اگرچہ بنفسہ جزئی شخص معین مقید ہے لیکن بنظر شیون اور حالات اور اطوار اور اوصاف کے مطلق ہو جیسے کہ زید مثلاً ایک شخص معین ہی لیکن بہ نسبت نوم اور یقظہ وغیرہ شیون اور اطوار اور اوصاف کے مطلق ہی پس اسجگہ حمل بالمواطات صحیح نہین البتہ حمل بالاشتقاق صحیح ہی جیسے کہ کہتے ہین زید نائم اور مستیقظ ہی نہ نوم اور یقظہ اور جن اطوار اور شیون وغیرہ کا اشتقاق صحیح نہین ہی بوجہ جامد ہونے کے پس اس تقدیر مین لفظ ذو یا صاحب کو

(۱) نہین ایسد ہون ... نہین ہی کوئی آیت مگر واسطے اوسکے ظاہر و باطن اور (۲) ہر حرف کے حد و مطلع (۲)

اضافت کیساتھ حمل کرینگے ایسا ہی واجب الوجود کہ اپنے مرتبہ مین لیس کمثلہ شیٔ ہی مشخص معین ہے بہ تعین حقیقی اوسکو باعتبار تنزلات شیون اور حالات اور اطوار اور اوصاف ہین نہ جزئیات جیسا کہ بعض گمان کرتے ہین کیونکہ وہ تحت مین کسی کلی کے نہین بلکہ سب سے اعم اور مطلق ہے باوجود اسکے مشخص معین ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ پس واجب الوجود پر ان شیون وغیرہ کا حمل **بالمواطات** صحیح نہین ہے البتہ حمل **بالاشتقاق** صحیح ہے

مطلوب عبارت ہے حضرت حق عز اسمہ سے جسوقت کہ اوسکو ڈھونڈہتے ہین ورنہ وہ برتر اس سے ہے کہ دوستی کے ساتھ منسوب ہو۔

مظہر جائے ظہور کو کہتے ہین اور مظاہر جمع مظہر کی ہے اعتبارات واقعیہ کو کہتے ہین کہ وجود مطلق سے منتزع ہین پس جبکہ فی الواقع سوائے وجود حقیقی واجبی خارجی کے جملہ اعتبارات واقعیہ عالم خیال محض ہین کہ وجود حقیقی سے منتزع ہین جیسے کہ دوائر صغار وکبار وجود کرہ سے اسی واسطے صوفیہ کرام سوائے ہستی مطلق حقانی کے عالم کو وہم کہتے ہین اور عالم کا عکس اور ظل اور مرآت اور آئنہ بھی نام رکھتے ہین جیسے کہ کسی نے بطریق مانعۃ الخلو[1] کے کہا ہے شعر

کلما فی الکون وہم او خیال[2] او عکوس فی مرایا او ظلال

بعض ناواقف اس شعر کے تردید کو مانعۃ الجمع[3] پر حمل کرکے حیران ہوئے ہین

مظہر اتم حضرات صوفیہ کے اصطلاح مین یہ ایک مسئلہ مشہور ہے اسطرح پر کہ اصل مین

---

[1] مانعۃ الخلو کہتے ہین کہ دو چیزین ایک ساتھ کاذب آنے مین جمع نہ ہو سکین ۱۲ [2] جو چیز کہ دنیا مین ہے وہم اور خیال ہے یا عکوس آئینون مین یا سایہ ۱۲ [3] مانعۃ الجمع کہتے ہین کہ دو چیزین ایک ساتھ صادق آنے مین جمع نہ ہو سکین ۱۲-

مظہر اتم لقب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اسلیئے کہ حضرت خاص
مظہر اول ذات پاک حضرت رب العزت کے ہین اور باقی تمامی اشیار واشخاص
مظہر آنحضرت کے ہین پس جبکہ آنحضرت مظہر اسم مبارک اللہ کے ہین اور اسم
جامع جمیع اسمار کا ہے اور ہر شئے افراد عالم مین ہو مظہر ایک ایک اسم خاص کا ہے
اور وہی ہر ایک شئے خاص بالقوے مظہر تمامی اسمار کی ہے پس اس صورت سے
ہر شئے مظہر اتم ہوئی۔

معاد لغت مین جائے بازگشت کو کہتے ہین اور اصطلاح مین عکس مبدا کا ہے
یعنی انسان خاک ہوا اور خاک سے آب اور آب سے باد اور باد سے نار
اور نار سے نور اور نور سے سر اور سر سے ذات حق مین فنا ہوا یا یون کہ
انسان نے مثال مین ترقی کی اور مثال سے ارواح مین اور ارواح سے
واحدیت مین اور واحدیت سے وحدت مین اور وحدت سے احدیت مین
یعنی ذات حق مین ترقی کر کے محو اور فنا ہوتا ہے اسکو شغل مبدا و معاد
کہتے ہین اور اسمار کلی کونی کو کہ جو بدیع اور باعث وغیرہ ہین اسکو بھی مبدا
کہتے ہین اور اسمار کلی کیانی یعنی کونی کو جو عقل کل اور نفس کل وغیرہ ہین
اوسکو بھی معاد کہتے ہین۔

معائنہ انوار تجلیات جو بیجہت و بے مثل سالک کے دلپر وارد ہون اور اون
تجلیات مین سالک محو ہو کر اپنی خودی سے برطرف اور حق مین گم ہو۔

معیت حضرات صوفیہ کے یہان یہ ایک مسئلہ مشہور ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ
وھو معکم اینما کنتم یعنی حق تعالے تمہارے ساتھ ہی ذاتاً وصفتہً جہان ہو

کیونکہ مخلوقات آثار افعال اور اسماء اور صفات ہین اور اسماء اور صفات
ذات کو لازم ہین اور ذات اسماء اور صفات کو لازم ہے وجود حقیقی ہین یہ
تلازم ضرور ہے بخلاف عدم حقیقی کے یہان اسم بغیر مسمے کے ہے کیونکہ عدم
کا موجود ہونا محال ہے پس وجود حقیقی کو اسم با مسمے کہتے ہین اور ظہور ہین
آثار اور افعال اور اسماء اور صفات کی معیت ذات کیساتھ ثابت ہوئی۔

معالم / اعلام الصفات

معلم بفتح میم لغت مین کسی چیز کے نشانہ کو کہتے ہین اور جمع اوسکی معالم ہے
اور علم بفتح عین ولام اوسکو کہتے ہین کہ جس سے آدمی مشہور ہو اور جمع اوسکی
اعلام ہے اور اصطلاح مین اعضا کو کہتے ہین جیسے کہ آنکھ اور ہاتھ
اور کان اور ناک وغیرہ ہین اسلئے کہ انہین اعضاء سے ظاہر ہوئے ہین
معالم اور اصول صفات کے او معلم محل ظہور کا ہے جیسے کہ کہتے ہین معالم الدین
اور معالم الطریق۔

معرفت

ذات کو ذات اور صفات کو صفات پھر ذات کو صفات کیساتھ اور صفات کو
ذات کیساتھ پہچاننے کو معرفت کہتے ہین اور معرفت کی تین قسمین ہین معرفت
عقلی معرفت علمی اور معرفت کشفی معرفت عقلی یہ ہے کہ عقل سے بغیر دلائل قطعیہ کے
حق کو پہچانے جیسے کہ معرفت فلاسفہ وغیرہ کی ہے یہ ناقص ہے کیونکہ عقل مشوب
بالوہم ناقص اور حادث ہوتی ہے اور حق تعالے قدیم اور کامل ہے ناقص اور
حادث قدیم کامل کو نہین پہچان سکتا ہے اور معرفت علمی یہ ہے کہ حق کو دلائل
عقلی و نقلی سے پہچانے اور معرفت کشفی یہ ہے کہ سالک اپنے نفس کیساتھ
مجاہدہ کرکے سلوک تمام کرے اور واصل بحق ہووے اور حقتعالے کو حقتعالی ہی سے

پہچانے یعنی اپنی خودی کو بالکل نیست ونابود کردے اور داخل بحق ہو یہ معرفت
سب سے افضل ہے اور یہ عنایت حق پر موقوف ہے اور بعضونکے نزدیک
معرفت کی تین قسمین ہین معرفت افعالی معرفت صفاتی معرفت ذاتی معرفت
افعالی یہ ہے کہ افعال سے حق کو اسطرح پہچانے کہ مخلوق کا ہر فعل حق کے ارادے سے
ہے اور بغیر ارادہ حق کے کسی فعل کا صدور مخلوق سے محال ہے پس افعال
ظہور مین آئے حق تعالے ہی سے ہین اور معرفت صفاتی یہ ہے کہ ازروے
صفات کے ذات کو پہچانے یعنی ہر صفت کو ظہور ذات کا جانے مثلاً کسی نے
کلام کیا اور سالک نے سماعت کی تو خیال کرے کہ ذات حق کے ساتھ
صفت کلیم اور سمیع کی دونون مین ظاہر ہے اگر دل مین وہم اور خیال اور
خطرہ گذرے تو سالک اوسکو باطن حق تصور کرے اور سالک اپنے تئین ظاہر
حق خیال کرے اگر کسیکو کوئی چیز دے تو جانے کہ حق صفت معطی اور قابض
کے ساتھ ظاہر ہے اور کسی نے کسی سے کوئی چیز منع کی تو جانے حق صفت
مانع اور ممنوع کیساتھ ظاہر ہے اور اسی طریقہ سے کل صفات مین اور معرفت
ذاتی یہ ہے کہ ہر شئے مین ذات حق کو دیکھے اور جانے کہ سوائے ذات
حق کے ظہور اور کسیکا ممکن نہین ہے کیونکہ سوائے ذات حق کی دوسرے کا ظہور محال ہے

معشوق حق تعالے کو کہتے ہین حقیقتاً جسوقت کہ طالب بکوشش تمام ڈہونڈہے اسی
سبب سے وہی مستحق دوستی ہے من جمیع الوجوہ اور مجازاً ہر مطلوب کو کہتے ہین ع
حافظ منشین بے می ومعشوق زمانے　　ایام گل و یاسمن و عید صیام است

معائینہ کہتے ہین کہ سالک اپنی خودی سے خلاص ہو کر ذات حق مین غائب ہو اور

مرتبہ ذات غیب الغیوب ہی تو سالک بہی اوسمین پہونچنے سی غایب ہوجاتا ہے

مغرب الشمس مراد اس سے استتار حق تعالے کا ہے تعینات کے ساتھ اور استتار روح کا جسد کے ساتھ ہو

با مغربی مغارب اسرار گشته ایم — بے مغربی مشارق انوار بوده ایم

مغبچہ عالم معنی و روحانی جو صفات ذمیمہ اور نفس امارہ سے تغیر اور تبدیل ہو کر متصف بصفات حمیدہ ہو گیا ہو اور وارد ذات غیبی عالم لاریبی سے اوسکی دل پر وارد ہوتی ہو

گر چنین جلوہ کند مغبچہ بادہ فروش — خاکروب در میخانہ کنم مژگان را

مفتاح سر القدر مراد اس سے اختلاف استعدادات اعیان ممکنہ کا ہی ازل مین۔

مفتاح اول مراد اس سے اندراج تمام اشیا کا ہی جو نفس الامر مین ہین حضرت احدیت مین کہ غیب الغیوب ہی جیسے درخت گٹھلی مین اور حرف سیاہی مین اور نام ان اشیا کا حروف اصلیہ بھی ہے۔

مفیض ایک اسم ہے اسمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیونکہ آنحضرت متحقق ہین اسمار الہی کے ساتھ اور واسطہ ہین افاضہ نور ہدایت کی خلق پر۔

مفرح الاحزان و مفرج الکروب عبارت ہی ایمان بالقدر سے اور ایمان بالقدر تقدیر الہی پر صابر و شاکر رہنا ہے۔

مفصل مجمل رویت کثرت ہے ذات احدیت مین بے ملاحظہ شہود فی الخارج۔

مقام اصطلاح مین سالک کے ایک مقام مین مقیم ہونے کو کہتے ہین اسطرح پر کہ اول سالک آغاز سلوک مین عبادت اور ذکر اور شغل اور مراقبہ مین کہ عند الصوفیہ مقرر ہین مشغول رہی اور اوسکے توسل سے منزلون کو طے کرے اور ترقی کیا جاوے

اور مقام اخیر مین کہ جو مقام فنار الفنار کا ہے مقیم ہوئے یہان منازل عروجی کی سو منزلین ہین حسب تعداد اسمار حسنہ ننانوے ۹۹ تو مراتب تلوین کی ہین کہ اُنہین سے ترقی کرنا چاہئے۔ ورنہ سالک ناقص رہ جاویگا اور منزل اخیر کو جو سوین منزل ہے اوسکو مقام تمکین کہتے ہین اور یہی مقام اقامت سالک کا ہے اس سے اور ترقی نہین ہوسکتی ہے سوائے بقا باللہ کے اس مقام کو فقر اور مقام غنا کہتے ہین۔

مقعد صدق مقام قدس کو کہتے ہین جہان عیش و نشاط و سرور محض کے سوا کچھ نہین کلام مجید مین ہے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی مقام قدس مین نزدیک بادشاہ مقتدر یعنی صاحب قدرت کے۔

مقام تنزل الرحمانی } مراد اس سے نفس رحمانی ہی یعنی وجود حقانی کا مراتب تعینات ہین۔

مقصود محبوب ومطلوب معنوی کو مقصود کہتے ہین کہ ذات مطلق ہے اور مقصود تجلی روحی کو بہی کہتے ہین۔

مکنون المکنون مرتبۂ احدیت اور گنج مخفی اور منقطع الاشارہ اور مقام محویت کو کہتے ہین۔

مکاشفہ اسرار کے ظاہر ہونے کو کہتے ہین اور امور غیبی کو سالک کے دل پر اسطرح کہ سالک چشم ظاہری کو بند کرے اور مراقب ہوکر قلب کو حق کی طرف متوجہ کرے اور قلب کی آنکھہ سے دیکھے اوسوقت قلب پر تجلیات وارد ہونگے یعنی شہود ذات کا صفات کی صورت پر مشاہدہ کریگا اس کشف کو کشف صغرےٰ اور کشف کونی بہی کہتے ہین۔

مکانت اس سے مراد علوے رتبہ ہے اور یہ وہ منزلت عالی ہے کہ سب منزلون سے اعلی ہے اورکبھی اطلاق کیا جاتا ہے اوسکا اوس مکان کی طرف کہ حقتعالی کے ارشاد فی مقعد[1] صدق عند ملیك مقتدر میں اسکی طرف اشارہ ہے

مکر لغت مین حیلہ کرنے اور بد اندیشی اور فریب دہی کو کہتے اور اصطلاح مین اُوسے عطا کرنا حق کا نعمتون کو بندے پر باوجود مخالفت بندی کی حق کے ساتھ اور باقی رکہنا حال بندے کا باوجود سوء ادبی کو حق کیساتھ اور ظاہر کرنا عبد کا آیات اور کرامات کو بغیر امر حق کے۔

ملک عالم ناسوت اور عالم شہادت کو کہتے ہین۔

ملکوت عالم غیب کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک یہ ملائکہ کا عالم ہی اور ملک و ملکوت دونون عالم شہادت فی الخارج مین ہین اور عالم غیب انکے ماورا ہے۔

ملحد لغتاً راہ حق سے اعراض کرنے والے اور فاسق اور بیدین کو ملحد کہتے ہین اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین ملحد پانچ قسم پر ہین ایک ملحد شریعت ہے کہ وہ عملاً و اعتقاداً خلاف شرع شریف کے کرتا ہے اور برتاؤ اوسکا خلاف احکام شرع شریف کے ہے اور کلام بے شرع کرتا ہے دوسرا ملحد طریقت ہے کہ وہ کاروبار دنیاوی مین مصروف ہوکر خدا سے غافل ہی باوجود اسکے کہ فن اپنے آپ کو فقیر کہلاتا ہے تیسرا ملحد حقیقت ہی کہ وہ اپنے معبود کو چھوڑکر دنیا دارون کی تملق و چاپلوسی اور خوشامد کرتا ہی اور خود فقیر کہلاتا ہے چوتھا ملحد معرفت ہی کہ وہ عارف کہلاتا ہے اور غیر بین ہی اور پانچوان ملحد وحدت ہے کہ وہ حق کو

[1] بیچ مقام قدس کے نزدیک بادشاہ صاحب قدرت ۱۲

حی۔ علیم۔ قدیر۔ سمیع۔ کلیم۔ بصیر وغیرہ صفات کمال کیساتھ متصف جانتا ہی اور سمجھتا ہی کہ وہ ہر جگہ مین موجود ہے اور کوئی جا اوس سے خالی نہین پھر تصور کرتا ہے کہ وہ کہان ہے آیا بالائے عرش ہے یا لامکان مین یا عالم مین داخل ہے یا عالم سے خارج اور بعض حضرات صوفیہ نے لفظ ملحد کو ایسے شخص کے معنی مین استعمال کیا ہے جو بالکل ذات حق مین فانی ہو جاے یہان تک کہ حق کی انا اوسکی انا ہو جائے حضرت مولانا روم نے یہین سے فرمایا ہے ؎

ای عاشقان ای عاشقان من ملحد برینہ ام   ای صادقان ای صادقان من ملحد دیرینہ ام

ملامتی وملامتیہ لغت مین مخالف شرع شریف کو کہتے ہین اور اصطلاح مین اوس گروہ فرقہ فقرا مراد ہین جو ظاہر مین بدنام اور باطن مین ہوشیار یعنی اپنی عبادت کو غیر سے پوشیدہ رکھتے ہین اور کسی خوبی کو نہین ظاہر کرتے اور اپنے شر اور برائیون کو ظاہر کرتے ہین تاکہ خلق مین حقیر اور بدنام ہون حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین وہم اعلی الطائفۃ وتلامذتہم یتقلبون فی اطوار الرجولیۃ یعنی وہ لوگ اعلی گروہ کے ہین اور انکے تلامذہ بدلتے رہتے ہین اطوار رجولیۃ سے یعنی اچھے حالات اور کیفیات سے۔

ملجا لغت مین جائی پناہ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین دل کا اعتماد کرنا حق تعالی پر حصول مراد کیلئے

ملا عالم تشبیہ کو کہتے ہین۔

منتہی [illegible] کمال الٰہی کو کہتے ہین کہ کوئی شخص اوسکی نہایت کو نہ پہونچے کہ مطلق [illegible] ہو جائے۔

ممکن اصطلاح مین عالم ارواح سے عالم اجسام تک جو کچھ کہ ہے اوسکو ممکن کہتے ہین۔

ممکن الوجود اصطلاح مین وجود مثالی کو کہتے ہین اور علمای ظاہر کے نزدیک ممکن الوجود وہ ہے

کہ جسکا نہ ہونا ہی ضروری ہو اور ہونا ہی ضروری ہی یعنی سلب دونون جانب سے ہو وہ مخلوق ہے

ممتنع الوجود عدم کو کہتے ہین۔

ممد الہمم اِس سے مراد خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ آپ واسطہ ہین واسطی مدد امتون کے اور متصرف ہین عالم مین بسبب قطبیت اور خلافت مطلقہ کے اور ہادی ہین راہ مستقیم کے اور مظہر ہین اسم اعظم کے۔

منحار اصطلاح مین دل کی آفت سے خلاصی پانے کو کہتے ہین۔

منشار الکثرت اصطلاح مین مرتبہ واحدیت اور مرتبہ تفصیل و مجمع الارواح اور مرتبہ باطن کو کہتی ہین

مناصفہ اصطلاح مین باہم انصاف کرنے کو کہتے ہین یعنی حسن معاملہ خدا اور خلق کے ساتھ

منہج اول لغت مین راہ راست کو کہتے ہین اور اصطلاح مین مراد اس سے ظاہر ہونا احدیت کا وحدت ذاتیہ سے ہے اور کیفیت ظہور جمیع اسما و صفات کے مراتب ذات سے اور جسکو حق نے ترتیب اسما و صفات پر جمیع مراتب ذات مین مطلع کیا تو اوسکو حق نے اقرب طرق الی اللہ منہج اول سے بتا دیا۔

منقطع حدانی۔ مراد اس سے حضرت الجمع ہے کہ اوسمین کسی غیر کا دخل نہین کیونکہ وہ محل انقطاع ہے اور وہی عین الجمع ہی اور اوسی کو منقطع الاشارہ اور حضرت الوجود بھی کہتے ہین۔

منتہی المعرفت یہ عبارت ہی حضرت واحدیت سے اور نام اُسکا منشار السوی ہی کیونکہ انتشار اور ظہور نفس رحمانی کا واحدیت ہی سے ہے اور نفس رحمانی ہی سے ظاہر ہوتی ہین صور معانی وجود کے ساتھ اور صور معانی وہی صور علمیہ ہین اور نام رکھا جاتا ہی اُسکا منزلۃ التدلی بسبب تنزل حق کے اوسمین صورت خلق کی طرف اور اُسکو منزلۃ التدانی بھی کہتے ہین بسبب نزدیک ہونے خلق کے حق کیساتھ

اِس مقام مین اور اسی کو منبعث الوجود بھی کہتے ہین کیونکہ وہ مقام ابتدأً
فیضان وجود حق کا ہے اسمار کی طرف۔

مناسبت ذاتیہ یہ درمیان عبد اور حق دو وجہون پر ہے وجہ اول یہ کہ احکام تعین اور
صفات کثرت عبد کے احکام وجوب اور وحدت حق تعالے کو مؤثر نہین
ہوتے ہین اور کثرت عبد کی ہمیشہ نور وحدت سے روشن ہو جاتی ہے
دوسری یہ کہ عبد صفات حق کیساتھ متصف اور تمامی اسمار حق کے ساتھ
متحقق ہوتا ہو اگر دونون وجہین کسی عبد مین متفق اور جمع ہون تو وہی عبد کامل
مکمل اور بعینہ مقصود حق ہو اور اگر وجہ اول بلا وجہ ثانی کے متفق اور جمع ہون
تو وہ محبوب مقرب ہو اور بغیر وجہ اول کے وجہ ثانی کا حاصل ہونا محال ہو
اور ان دونون وجہون کے درمیان مین مراتب کثیرہ ہین بحسب شدت
وضعف کے یعنی وجہ اول مین جیسا نور وحدت کا کثرت پر غلبہ وشدت
یا ضعف ہو اور احکام وجوب کا احکام امکان پر جیسا استیلا یا ضعف ہو
اور وجہ ثانی مین جیسا تحقق عبد کا اسمار کیساتھ ہو اگر کل اسمار کیساتھ ہو تو
مناسبت بہت اعلی ہوگی اور اگر بعض اسمار کے ساتھ ہو اور بعض کے ساتھ
نہو تو ویسی ہی مناسبت کم ہوگی۔

منزل جائے قیام سالک کو کہتے ہین اور منزلین چار ہین۔ ناسوت۔ ملکوت
جبروت۔ لاہوت منزل ناسوت جسم ہو اور جسم کے فنا کرنے سے سالک
منزل ملکوت مین پہونچتا ہے جو جسم مثالی ہے اور جسم مثالی کے فنا کرنے سے
سالک منزل جبروت کو پہونچتا ہو کہ ارواح ہین اور اوسکو فنا کرنے سے

منزل لاہوت پر پہونچتا ہی اور لاہوت اعیان ثابتہ ہین اور اسکو منزل لاہوت
اسواسطے کہتے ہین کہ یہ مراتب داخلی ہین ہے کہ احدیت اور واحدیت اور
وحدت ہین اور اعیان مرتبہ واحدیت مین ثابت ہین پس یہ تینون مراتب
ذاتی تنزیہی داخلی ہین اور بجاے ایک مرتبہ کے ہین پس فقط اعیان کا لاہوت
نام رکھنا مثل تسمیۃ[1] الکل باسم الجزء کے ہوا اور بعض عالم اسما اور
صفات کو جبروت کہتے ہین اور بعض صوفیہ اسکی تشریح یون کرتے ہین کہ
منزل ناسوت وہ ہی کہ سالک غیر حق کو فراموش کرے اور منزل ملکوت وہ ہے
کہ یاد حق مین ہمیشہ قائم رہے اور منزل جبروت وہ ہی کہ سالک اپنی خودی کو
فراموش کرے اور منزل لاہوت وہ ہی کہ ہمیشہ نظر سالک کی حق پر رہے۔
موحد اوسکو کہتے ہین کہ جو توحید حق اور اوسکی وحدت مین استوار اور مضبوط اور
یگانہ رہے اور مستغرق ہو اور بجز یگانگی حق کے اور کسیکو نہ دیکھتا ہو اور ذات
حق مین ایک ہو اور اپنی خودی اور غیریت سے خلاص اور عینیت حق مین مستغرق
ہو اور جو کام کرتا ہو حق تعالیٰ ہی سے کرتا ہو نہ از خود اور ہر شے مین ذات حق کو
دیکھتا ہو اور سواے حق کے اور کسیکو نہ دیکھتا ہو اور ہر جگہہ ذات ہی کا مشاہدہ
کرتا ہو اور اوسنے اپنی چشم بصیرت اور بصر کو ایک کر دیا ہو اور موحد کی علامت
استغراق یاد الٰہی ہے اور موحد کا مرتبہ عارف سے بہت بلند ہی اور موحد شاہد اور
انتقال موحد کا ایسا ہوتا ہی جیسے معشوق کی طرف خوشی سے واصل ہوتا ہے
اسی شخص کو موحد کامل مکمل کہتے ہین۔

[1] نام رکھنے کل کے اسم جزو کے ساتھ ۱۲

موت اصطلاح مین موت اوسکو کہتے ہین کہ سالک اپنے نفس کی خواہشات کا قلع قمع
کردے اور لذات اور شہوات اور مقتضیات طبعیہ بدنی کی طرف میلان نکرے
کیونکہ یہ سب جہات سفلیہ ہین اور اگر جہات سفلیہ کی طرف میلان کریگا
تو نفس حیوانی قلب کو جو عبارت نفس ناطقۂ انسانیہ سے ہے جہات سفلیہ کے
مرکز کی طرف جذب کریگا اور نفس ناطقہ حیات حقیقیہ علمیہ سے بسبب حب
جہل کے مرجائیگا اور اگر نفس حیوانی کا قلع قمع ہوگیا تو پھر قلب بالطبع
اور بالمحبۃ اصلیہ اپنے مرکز کی طرف رجوع کریگا کہ جو عالم قدس اور نور حیات
ذاتیہ ہے جسکے لیے حیات ابدی ہے اس حالت مین وہ پھر کبھی نہ مریگا افلاطون
اشراقی کا قول ہے مت بالارادۃ تحیی بالطبیعۃ[1] حضرت امام
جعفر صادق کا قول ہے کہ موت عبارت ہے توبہ سے اللہ تعالے فرماتا ہے
توبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم[2] اور جب آنحضرت نے کفار سے
جہاد کیا تب آپ نے فرمایا ہے کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد
الاکبر قالوا یا رسول اللہ ما الجہاد الاکبر قال ہو مخالفۃ النفس[3]
اور دوسری حدیث مین ہے کہ المجاہد من جاہد نفسہ[4] کیونکہ مخالفت
نفس جہاد اکبر ہے اسواسطے کہ کفار کے جہاد مین آدمی ایک مرتبہ مرجاتا ہے
اور نفس کے جہاد مین ہر روز بلکہ ہر وقت موت ہے تو جب سالک ہوائے نفس سے
مرگیا تو وہ حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہوگیا کہ جو ہدایت اور معرفت ہے

[1] مرتو ساتھ ارادہ کے اور زندہ ہو ساتھ طبیعت کے ۱۲ [2] توبہ کرو اپنے رب کی طرف پس قتل کرو اپنی جانون کو ۱۲ [3] ہم رجوع کیے ہیں جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے آپ نے فرمایا مخالفت نفس کی ۱۲ [4] مجاہد وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے ۱۲

اور اوس سے مراد موت ابدی ہے جو ضلالت اور جہالت ہی رہائی پاوے اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ اومن کان میتاً فاحییناہ یعنی وہ موتِ ضلالت اور
جہالت کیساتھ مردہ تھا ہمنے اوسکو علم حیات اور معرفت کیساتھ زندہ کیا۔
حضرات صوفیہ اس موت کو موت جامع کہتے ہین کیونکہ یہ موت سب اموات کی جامع ہے

موت ابیض حضرات صوفیہ کے نزدیک بھوک کو کہتے ہین کیونکہ بھوک سے باطن اور
قلب مومن کا منور ہوتا ہے توجب سالک شکم کو ہمیشہ خالی رکھیگا تو وہ موت
ابیض سے مرجاویگا یعنی اوسکا قلب منور ہوجاویگا اور اسوقت زندگی
حاصل ہوجاویگی یعنی اوسکی فطانت اور دانائی زیادہ ہوجاویگی کیونکہ جسکا
شکم ہمیشہ بھر ا رہتا ہے اوسکی فطانت اور دانائی کم ہوجاتی ہے اور گرسنگی کو
ابیض اسوجہ سے کہتے ہین کہ نورانیت قوت مدرکہ اور سرعت ادراک
لوازمات گرسنگی ہی سے ہے۔

موت اخضر اصطلاح مین گدڑی پہننے کو کہتے ہین کہ جسمین ایسے پیوند جڑے ہون کہ
قیمت دار نہون پس جسوقت سالک ایسے لباس پر قناعت کریگا جس سے
ستر پوشی اور نماز صحیح ہو تو وہ شخص موت اخضر سے مرجاویگا بسبب اخضرار
اور تباہ اور سیاہ ہونے عیش ظاہری کے کیونکہ اوسنے نور جمالی ذاتی
سے منور ہوجانے پر قناعت کی جس سے وہ حیات ابدی کیساتھ زندہ ہوا
اور تجمل عارضی سے مستغنی ہوا۔

موت اسود سے مراد تحمل اور برداشت کرنا ہے ایذائے خلق پر کیونکہ جب سالک ایذائے خلق سے
اپنے نفس مین کوئی حرج نہین پاتا ہے اور نفس اوس ایذا سے متالم نہین ہوتا

بلکہ لذت پاتا ہے کیونکہ وہ اوسکو اپنے محبوب کی جانب سے دیکھتا ہی تو وہ
موت اسود سے مرجاتا ہے پس یہی فنافی الافعال ہے کیونکہ سالک افعال
خلق کو اپنے محبوب کے فعل مین فانی دیکھتا ہے بلکہ کل مخلوق کو اپنی محبوب مین
فانی دیکھتا ہے اسکو موت اسود کہتے ہین۔

موت اختیاری اصطلاح مین سالک کے اپنے آپ کو فنا کرنے اور حق کو باقی رکھنے کو
موت اختیاری کہتے ہین اور موتوا قبل ان تموتوا[1] سے اسی طرف اشارہ ہے
اور موت اضطراری موت طبعی کو کہتے ہین

موجود کہتے ہین لغت مین جو کچھ کہ قایم بذات ہو اور محتاج کسیکا نہو اور اصطلاح مین
ذات حق کو کہتے ہین جو خود بخود موجود ہے اور ہمیشہ سے قائم اور اپنی موجودیت
مین کسی کا محتاج نہین اور تمامی اشیا اوسی سے موجود ہوئین اور موجود مطلق
اول جو شے موجود ہوئی ہے وحدت ہی پھر موجود دو قسم پر ہے ایک واجب الوجود
دوسرا ممکن الوجود پس واجب الوجود وہ ہی جو واجب بالذات ہو یعنی جسکا
وجود ضروری ہو باعتبار اوسکی ذات کے جیسے حق سبحانہ تعالے ہے کہ بسیط
محض ہے نہ مرکب جنس اور فصل سے اور ممکن الوجود وہ ہے جسکا نہ وجود ضروری
ہو اور نہ عدم جیسے کہ مخلوق ہے اور اصطلاح مین حضرات صوفیہ کے ممکن الوجود
خواہ جواہر ہون خواہ اعراض تمامہ اعراض وجود مطلق ہین کہ
جنس عالی ہی لیکن فلاسفہ اور اہل منطق اور متکلمین کے نزدیک ممکن الوجود
دو قسم پر ہے ایک جوہر یہ عبارت ہی اوس ممکن سے کہ قائم بذات ہو اور وہ

[1] مرو تم قبل اسکے کہ مارے جاؤ تم ۱۲

محتاج کسی محل کا ہو اور اوسکی پانچ قسمین ہین ایک جسم جو قابل ابعاد ثلاثہ ہے
یعنی جسمین طول عرض عمق ہو دوسرا ہیولا تیسرا صورت چوتھا نفس ناطقہ
پانچوین عقل جسکو بلسان شرع شریف فرشتہ کہتے ہین یہ حکماے مشائین
کے نزدیک دس عقول پر منحصر ہین اور حکماے اشراقین اور متکلمین اور
حضرات صوفیہ کے نزدیک غیر محصور ہین دوسری قسم ممکن الوجود کی عرض ہے
جو بالذات موجود نہین ہے اور محتاج کسی محل کا ہے اسکی نو قسمین ہین اور وہ کیفیت
اور کم اور این اور متی اور اضافت اور وضع اور فعل اور انفعال اور ملک ہے
اسکی تشریح حرف عین مین ہو چکی

موت احمر — مخالفت نفس کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک اس سے فنا یا العشق الصرف
مراد ہے یعنی عشق مین فنا ہونا اور یہ فنا فی الذات ہے کیونکہ عشق اصطلاح
حضرات صوفیہ مین خدا کا نام ہے ؎

اللہ طلبی رو بہرہ عشق نظامی — العشق ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ

موے — ظاہر وجود مراد ہے کیونکہ ہر شخص کو معرفت وجود کی علماً حاصل ہے اور یہی اہل تعینات ہے

موے میان — اس سے عدم اضافی مراد ہے

مہربانی — صفت ربوبیت کو کہتے ہین

مہ زلف — اس سے مراد معلوم کرنا راز کثرت کا ہے۔

مہر — مہر سے مراد عشق پر سوز ہے کیونکہ مہر کے لغوی معنی دو ہین ایک محبت اور یہی
عشق ہے اور دوسرے آفتاب ۔ و عشق اپنی گرمی اور تاثیر مین مثل آفتاب کے ہے
بلکہ اس سے بھی کہین زیادہ مگر چونکہ آفتاب سے زیادہ گرم کوئی چیز عالم مین نہین ہے

لہذا اوسکی تمثیل عشق سے صادق آسکتی ہے۔

بیہوشان یہ وہ لوگ عالیین ہیں کہ مشاہدہ جمال الٰہی مین ایسے بے خبر ہین کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ حق نے آدم کو پیدا کیا ہے یا نہیں اور اونکو اسی بیخبری کیوجہ سے حضرت آدم کے سجدہ کا حکم نہیں ہوا کیونکہ انہیں کسی شئے کی گنجائش ہی نہیں اور نہ انہیں ماسوے اللہ کا ہوش ہے۔

میزان اوس چیز کو کہتے ہین جسکے وسیلہ سے انسان ارادات صائبہ و اقوال شدیدہ اور افعال جمیلہ کو پہچانتا ہے اور تمیز دیتا ہے اونکو انکے اضداد سے پس مراد اسی چیز سے عدالت ہے کہ وہ ظل وحدت حقیقیہ کا ہے اور علم شریعت اور طریقت کو شامل ہے اسلیے کہ ان علمون کے ساتھہ کو متحقق نہوگا مگر وقت تحقق مقام احدیت جمع اور فرق کے کیونکہ میزان اہل ظاہر شریعت ہے اور میزان اہل باطن وہ عقل ہی جو بنور قدسی منور ہے اور میزان اہل خاصہ علم طریقت ہے اور میزان اہل خاصۃ الخاصہ عدل الٰہی ہی کہ متحقق نہین ہوتا ہے اوسکے ساتھہ سوائے کامل کے ؎

این ترازو را اگر دست دہد | جان من صد بوسہ بر دست دہد

مے لعل مستی عشق کو کہتے ہین جو بحالت مشاہدہ زور کرتی ہے۔

میخانہ عالم لاہوت کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک ناسوت الطف مراد ہے جسمین جملہ عوالم یکرنگ ہوگئے ؎

بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ | کہ از پائے خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم

مے اصطلاح مین اوس ذوق کو کہتے ہین جو عالم باطن سے سالک کو دلیر واد ہو کر

اوسکے ذوق اور شوق اور طلب حق کو تیز کرے اور اسکی بیشمار قسمین ہین

ہی بیرنگی وہی ہے تجلی ذاتی جو رنگ افعال اور بوئے صفات سے خالی ہو وہ مراد ہے ؎

ہے وہ کہ دارد نہ رنگے نہ بوے پیاؤ سدا اور ربونت سبہالے

سیان سابقہ جو درمیان طالب اور مطلوب کے رہا ہو سیر اور مقام حجاب کو اور یہی برزخ ہی

میدان مقام شہود کو اور بعض عالم اطلاق کو کہتے ہین حضرت صاحب فرماتے ہین ؎

کون اس راہ مین قدم رکہے یہ تو میدان نامرادی ہے

اس سے مراد عالم اطلاق ہی ہے جہان کوئی مراد نہین اور استغنا محض ہے

چنانچہ پھر فرماتے ہین ؎

اسکی بے لطفی و استغنا سازو سامان نامرادی ہے۔

میکدہ باطن عارف کامل کہ اسمین ذوق اور شوق اور معارف الٰہی بہت ہوتے ہین

اور بعض حسن ظاہری کو کہتے ہین چنانچہ امام غزالی فرماتے ہین ؎

شاید کہ درین میکدہ ہا دریابم آن یار کہ در صومعہ ہا گم کردیم

میل اپنے اصل کی طرف رجوع کرنا شعور اور آگاہی کیساتھ مراد ہے نہ مثل جمادات

و نباتات کے رجوع طبعی کے بے اختیار اپنے اصل کی طرف مائل ہین

باب اٹھائیسوان حرف نون کے اصطلاحات کے بیان مین

ناز لغت مین معنی درخت نورستہ اور درخت سرو و صنوبر وغیرہ اور اصطلاح مین

صفت معشوق حقیقی کو کہتے ہین کہ عاشق پر ظاہرا و باطنا تجلی فرماتا ہی اور اوسکی

بشریت اور ہستی مجازی کو فنا کرتا ہے۔

ناسوت عبارت ہی عالم شہادت سے کہ محل جمال ہے ۵

یکے منزل کہ آن ناسوت نام است ... پُر از اوصاف حیوانی تمام است

ناقوس انتباہ کو کہتے ہین جو توبہ اور انابت کیطرف لائے اور اُس جذبہ کو بھی جو حق سے خبردار کرے اور نفس سے خلاصی دے اور طاعت اور قناعت کی طرف دعوت کرے اور خواب غفلت سے بیدار کرے اور بعض کہتے ہین کہ آفاق مین ناقوس ظاہری سنکھ ہی جو اہل ہنود مین رائج ہی اور ناقوس باطنی صور اسرافیل ہی اور انفس مین ناقوس شریعت اذان ہے اور ناقوس طریقت سماع اور ناقوس حقیقت لفظ الست اور ناقوس معرفت صوت سرمدی ہے جسکو صدای جرس بھی کہتے ہین۔

نالہ اِس سے مراد وہ مناجات عاشق کی ہی کہ جو معشوق کی طرف ہو اور بعضوں نزدیک دعای عاشق کو کہتے ہیں

نالہ زار طلب محبت کو کہتے ہین

نالہ زیر الطاف محبوب کو کہتے ہین جو محب پر ہو اور وہ باعث حیات محب ہو۔

نامرادی عبارت ہے اوس مقام سے کہ جہان سالک کو کوئی خواہش اور ارادہ نرہی ارادہ اوسکا عین ارادہ حق اور رضا اوسکی عین رضا حق ہو جائے یعنی بشریت بالکلیہ مرتفع ہو جائے اور اپنے کو عین حق جانے اور ہویت حقہ مین ایسا گم ہو کہ اپنی یافت سے کہ علم کو بھی بھول جائے ۵

نامرادی کی ہی طلب تر ہے ... یہی پایان نامرادی ہے

اِسی سے مراد عشق ہے ۵

عاشقی کان نامرادی ہے ... عشق وہ کان نامرادی ہے

کون اس س راہ مین قدم رکہے   یہ تو میدان نامرادی ہے

نام کہتے ہین خلق سے حرمت اور جاہ کی توقع رکہنا اور طلب شہرت اور جاہ اور خودنمائی اور خودستائی اور نیکنامی چاہنا۔

ناموس یہ غیرت اور محل غیرت مین آتا ہے اس سے مراد عصمت و عفت اور تدبیر اور سیاست ہی جمع اسکی نوامیس ہی نوامیس آلہیہ ملائکہ کو کہتے ہین اسوجہ سی کہ وہ معصوم ہین اور معنی مین قاعدہ اور دستور اور شریعت کے بہی آیا ہے چونکہ اجراے شریعت انبیا علیہم السلام سے متعلق ہی اسلئے انکو بہی ناموس کہتے ہین اسکے معنی صاحب راز کے بہی ہین ناموس اکبر سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہین اور عورت کو جو ناموس الٰہی کہتے ہین اسوجہ سے ہے کہ وہ محل تخلیق واقع ہوئی ہے۔

نبوۃ اس سے مراد جن و انس وغیرہ کو حقایق آلہیہ سے خبر دینا ہے اوسکی دو قسمین ہین ایک نبوۃ التعریف دوسری نبوۃ التشریع نبوۃ التعریف سے مراد خبر دینا معرفت وصفات و اسماء حق سے ہے اور نبوۃ التشریع سے مراد ہی کہ نبوۃ التعریف کیساتھ تبلیغ احکام اور تادیب اخلاق اور تعلیم حکمت وغیرہ بہی ہو اور یہ مختص ہی رسالت کے ساتھ حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ الولایتہ[۱] افضل من النبوۃ اس سے مراد رسول کی ولایت ہی نہ ولی کی ولایت اسلئے کہ ولایت سے مراد نزدیکی حق ہی یعنی نبی کی دو جہتین ہین ایک حق سے لینا دوسری خلق کو پہونچانا اور ولی کی ایک جہت ہی کہ حق سے لیتے ہین اور نبوت منقطع ہوئی بسبب اسکے کہ دنیا سے متعلق ہی اور صفات خلق مین ہی اور ولایت منقطع نہین ہوتی کہ صفات حق مین ہے

[۱] ولایت افضل ہے نبوت سے ۱۲

نبی اونکو کہتے ہین جو حق کے احکام بطریق بصیرت اہل عالم کو پہونچادین اور واصل بحق کرین اور مرشد کامل کو بھی کہتے ہین اسلئے حضرات صوفیہ نے لکہا ہے کہ نبوۃ تشریع منقطع ہوئی نہ نبوۃ تعریف۔

نجبا جمع نجیب بمعنی بزرگ اور اصطلاح مین یہ چالیس ولی ہین جنکو حق نے اصلاح امور خلق کیلئے مقرر فرمایا ہے اور یہ لوگ متصرف ہین حقوق خلق مین۔

نخست اس سے مراد روز ازل ہے۔

نرگس اس سے مراد چشم عارف ہے جو حیرت محمودہ سے سرفراز ہو ؎

غمزہ اش درعین مستی دل زہشیاران ربود نسبت ہم چشمیش گو نرگس سرشار را

نزدیکی عبارت ہے شعور معارف اسماء وصفات وافعال سے۔

نسیم عنایت کو کہتے ہین جسکے دلفریب جھونکے طالبین کی ہمت کو عبادت کیلئے برانگیختہ کرتے ہین

نسبت کہتے ہین سالک کا ملکات محمودہ سے ملکہ حاصل کرنا اسطریقہ پر کہ وہ اوسکی روح کو کل جہات سے احاطہ کرلے جو حالت اس صفت کیساتھ لازم ذات ہوجائے اوسکو نسبت کہتے ہین

نشستن اس سے مراد سالک کے کسی حال کا مقام ہوجانا ہے۔

نصیحت کہتے ہین بلانا اسطرف جسمین بھلائی ہو اور منع کرنا جسمین فساد ہو ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

نصح کہتے ہین عمل کا شوائب فساد سے خالص ہونا۔

نظر لغت مین نگاہ اور فکر کو کہتے ہین اور اصطلاح مین دیکھنا سالک کا حق کو حجاب صفات کیساتھ کہ ظہور حق کی ذات کا صورت صفات مین ہو اور بدون حجاب

صفات ذات کو دیکھنا محال ہو خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین اگرچہ کیفیت رویت مین فرق ہے۔

نظر بر قدم یعنی نظر پشت پا پر ہونا کہ دل پراگندہ نہو جس جگہ کہ نہ چاہئین نہ پڑے اور نظر قدم اشارہ سیر عارف سے بھی بلحاظ قطع مسافات ہستی اور طے عقبات خود پرستی کی ہو سکتا ہے یعنی جس جگہ کہ منتہے ہو فی الحال قدم اسپر رکھے۔

نغمہ اِس سے صوت سرمدی مراد ہے ؎

چنان پر گشت گوش از نغمۂ دوست کہ در وے بانگ زیر و بم نگنجد

نفی نیست اور نابود کرنے کو کہتے ہین اور صفات مذمومہ نفسانیہ کو بھی کہ قابل نیست و نابود کرنے کے ہین اور کبھی اوس سے نفی و اثبات مراد لیتے ہین۔

نفس کل سے مراد بعض کے نزدیک لوح محفوظ اور بعض کے نزدیک عرش اور بعض کے نزدیک حقیقت محمدی ہے قول اول صحیح ہے۔

نفس ناطقہ روح انسانی کو کہتے ہین اور یہی قل الروح[1] من امر ربی سے مراد ہے اور یہ برزخ ہے درمیان قلب اور روح القدس کے اور روح حیوانی اوسکا مرکب ہے اور قلب جب منصفے ہو جاتا ہے تو وہ بھی روح کا رنگ پکڑ لیتا ہے اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے قلب کو بھی نفس ناطقہ کہدیا ہے

نفس الامر اعیان ثابتہ اور صور علیہ کو کہتے ہین۔

نفس قدسیہ وہ ہے کہ جسے ملکۂ استحضار بروجہ یقین حاصل ہو یعنی وہ جس وقت جو کچھ چاہے حاضر کر سکے

نفس رحمانی مراد اس سے وجود اضافی ہو کہ جو واحد ہے باعتبار اپنی حقیقت کے اور متکثر ہے

[1] کہو تم روح امر رب میری کا ہے ۱۲

باعتبار صور معانی کے جو عبارت اعیان ثابتہ و احوال اعیان ثابتہ سے ہین اور وجہ تسمیہ اسکی مناسبت اور تشبیہ ہے نفس انسانی کیساتھ کہ متکثر اور مختلف ہے بہ سبب صور حروف کے اور پھر صرف ایک ہوائے سادہ ہی اور یہ نفس رحمانی راحت پہونچاتا ہے ان اسمار کو کہ جو تحت مین اسم رحمٰن کے ہین یعنی وجود انکی راحت ہی کیونکہ عدم ظہور کیوجہ سے معدوم تھے اور عدم باعث کرب تھا۔

نفس سانس کو کہتے ہین اور جمع اسکی انفاس ہی اور اس سانس کو اصطلاح مین حرکت اور تجلی ذاتی بھی کہتے ہین اور بفتح نون و سکون فا روح اور حقیقت شی اور ہستی اور عین ہر شے کو کہتے ہین اور یہی نفس جو معنی مین روح کے ہی ایک جوہر بخاری لطیف ہے جو حامل قوت حیات اور حس اور حرکت ارادیہ ہے جسکا نام حکما روح حیوانی رکھتے ہین اور یہ نفس واسطہ ہی درمیان قلب کے اور جسد انسانی کے اور اس نفس کی چار قسمین ہین ایک نفس امارہ جسکا میلان طبیعت جسدیہ کیطرف ہے اور وہ لذات اور شہوات کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہی اور قلب کو جذب کرتا ہی جہت سفلیہ کیطرف اور یہی ماوای شرور اور منبع اخلاق ذمیمہ و افعال سیئہ ہی کلام مجید مین ہی کہ انّ[1] النفس لامارۃ بالسوء اور یہ نفس قلب کیساتھ متعلق ہی جہل اور خشم اور کینہ اور حسد و بغض و کبر و بخل و کفر وغیرہ اسکے صفات ہین دوسرا نفس لوامہ ہی یہ نفس بسبب ہدایت نور دل کسی گناہ کی ارتکاب پر اپنے کو بہت ملامت کرتا ہی اور جب کوئی گناہ صادر ہوتا ہے اُس سے متنبہ ہوکر منفعل ہوتا ہی اور توبہ کرتا ہی اور یہ نفس قلب کیساتھ متعلق ہے

---

[1] بیشک نفس سکھاتا ہے برائی کو ۱۲

عبادت اور تقوے اور ورع اور ذکر اور فکر اور مراقبہ و جہاد فی سبیل اللہ اور
صوم اور صلوٰۃ اور اعمال حسنہ وغیرہ اسکے صفات ہین حق تعالے اسکو اپنی
قسم کے ساتھ یاد فرماتا ہے کہ لا اقسم بالنفس اللوامۃ تیسرا نفس مطمئنہ ہی
یہ نفس نور قلب سے منور اور صفات ذمیمہ سے پاک وصاف اور اخلاق حمیدہ
اور صفات پسندیدہ سے متصف اور قرب الٰہی مین فائز ہوتا ہی حق نے اوسکی طرف
خطاب فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یہ نفس قلب سلیم کے ساتھ
متعلق ہی چوتھا نفس ملہمہ ہی یہ نفس جمیع نفوس سے منزہ اور افضل ہے یہ نفس انبیاء
اور اولیاء کیلئے ہے اعمال حسنہ و علم عبد و رب اور حکمت و قرب اور محبت
وغیرہ اسکے صفات ہین اور یہ نفس قلب شہید کیساتھ متعلق ہی جاننا چاہیے کہ
قلب مضغہ مین بہت سے غشاوہ ہین یعنی پردے اور ہر پردے مین سر الٰہی ہی
اول غشاوہ سیاہ اوسکی پشت پر قلم قدرت سے کلام مرقوم ہی اوس سے شہوات
اور لذات فانیہ خطور کرتے ہین سالک کو چاہیے کہ اونپر عمل نکرے کیونکہ عمل سے
غشاوہ سیاہ مین ترقی ہوتی ہی ایسی کہ تمام مضغہ کو سیاہ کر دیتی ہی اس منزل کو
ناسوت بھی کہتے ہین اور غشاوہ کو سویدا بھی اور یہ نفس امارہ سے متعلق ہی بعد
اوسکے ایک غشاوہ صندلی رنگ کا ہے اسکی پشت پر قلم قدرت سے اللہ
مرقوم ہی اسکو منزل ملکوت کہتے ہین اور یہ نفس لوامہ سے متعلق ہی اسکے بعد
غشاوہ سفید ہی اسکی پشت پر قلم قدرت سے الا اللہ مرقوم ہے اسکو منزل

لہ قسم کہاتا ہون ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے ۱۲ اے نفس مطمئنہ پھر جا طرف رب اپنے کے تو اوس سے
راضی و پسندیدہ راضی پھر داخل ہو بیچ بندون میرے کے اور داخل ہو بیچ جنت میری کے ۱۲

جبروت کہتے ہین اور یہ نفس مطمئنہ سے متعلق ہے بعد عشادہ بعض اکو جیلات

بیرنگ ہی ہو کہ اوسکا رنگ تمیز نہین پذیرفت یعنی جو لکھا ہی اوسکو منزل لاہوت

کہتے ہین یہ نفس ملہمہ سے متعلق ہے

نقاب نقاب وہ مانع جو عاشق کو معشوق سے باز رکھے موافق ارادہ معشوق کی کیونکہ

عاشق کو ہنوز استعداد تجلی کی حاصل نہین ہوئی ہے

ز روئے ذات بر افگن نقاب اسمارا نہان باسم مکن چہرہ مسمی را

نقبا جمع نقیب کی ہی یہ تین سو ولی ہین انکو حق نے واسطے ادراک باطن حال انسان

کے مقرر فرمایا اور یہ لوگ متحقق ہین اسم باطن حق کے ساتھ لہذا ادمیون کے

باطن پر مطلع ہوتے ہین اور کسی حکمت سے پوشیدہ باتون کو بھی ظاہر کرتے ہین

نقطہ شک عالم فانی اجسام کو کہتے ہین اور بعض وہم غیریت کو کہتے ہین اور بعض مرتبہ

وحدت مین اجمال تشبیہی کو کہتے ہین اور یہی نقطہ کمال ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے

حضرت حق کو مرتبہ استغنا غیب الغیب سے تشبیہ کیطرف توجہ ہوئی ہے۔

نقطہ ذات بحت اور مرتبہ سلب صفات کو کہتے ہین جو منقطع الاشارہ ہے اور اسکو

نقطہ ذات کہتے ہین کہ نقطہ بار بسم اللہ سے ذات مراد لیتے ہین

نقطہ خال اشارہ ہے وحدت حقیقی کی طرف اسواسطے کہ نقطہ خال بسبب ظلمت کے نقطہ

دل کے ساتھ کہ مقام اخفائے شعور اور ظہور ادراک ہی مناسبت رکھتا ہے

کیونکہ بے شعوری اور عدم ظہور ادراک موثر ظلمت سے ہوتا ہے جیسا کہ تجلی ظہوری

معبر نور سے ہوتی ہی اور بندگی شیخ جمال کے نزدیک خال عبارت نقطہ روح انسانی ہی

نقل معانی و اسرار کے کشف کو کہتے ہین۔

نکتہ لغت مین باریکی اور شخص پاکیزہ اور پوشیدہ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین مراد اس سے ایک بھید ہی جو درمیان عبد و رب کے ہے اور پیام پہونچاتا ہی عبد کو آناً فاناً اور رسول اور پیامبر کو بھی کہتے ہین اور بعض کے نزدیک اس سے مراد خواطر ہین اور بعض کے نزدیک اس سی مراد بھید ہے اور بعض نکتہ کو ذات بحت سے تعبیر کرتے ہین جسکو نقطہ بھی کہتے ہین

النکاح الساری فی جمیع الذراری مراد اس سے توجہ حُبّیِ حق ہی جسکی طرف اشارہ ہے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف الخ سے پس قول کنت کنزاً مخفیاً سے اشارہ ہے خفا اور غیبت اور اطلاق کے سابق ہونے کی طرف ظہور اور تعین پر سبقت ازلی کیساتھ اور فاحببت ان اعرف سے اشارہ ہی میلان و حبّ ذاتی کیطرف اور حب ذاتی ایک وصل ہی اور ارتباط درمیان اوس خفا و ظہور کے اور یہی ارتباط نکاح ساری ہی جمیع ذراری مین کیونکہ وحدت جو مقتضی ہے حب ظہور شیون احدیت کی وہ کل تعینات مین سرایت کرتی ہی اور اُس سے کوئی شئے خالی نہین۔

نگاہ داشت اِس سے مراد مراقبہ خواطر ہی جیسے کہ ایک سانس مین چند بار کلمہ طیبہ کو کہے یا خیال غیر کے نیز نفس کو ذمائم سے بچانا اسکو بھی نگاہداشت کہتے ہین۔

نگار معشوق کو اور بعض ذات مع الصفات کو کہتے ہین ؎

رو بیک بادیار نگارم خبر بیار ۔ برخیز اے صبا ز بہارم خبر بیار

نما اِس سے مراد عشرت پانا ہی کہ جس سی بڑھکر کوئی عیش سالک کیلئے متصور نہین۔

نمط اِس سے مراد مقام حضور اور مشاہدہ ہے۔

نماز اِس سے مراد توجہ باطن الی اللہ اور اعراض از ماسوی اللہ ہے ؎

روئے دل شویم ز آب توبہ باز   با وضو ر خون دل سازم نماز

یہ بھی تین طرح پر ہے نماز عام نماز خاص نماز خاص الخاص نماز عام کی یہ ہی کہ نماز پڑہے فرض ہو یا واجب یا سنت یا نفل اوقات مقررہ مین نماز خاص یہ ہو کہ خطرات نفسانی کو دور کر کے حضور قلب کیساتھ نماز پڑھے نماز خاص الخاص یہ ہو کہ ماسوی اللہ کو اپنے اوپر حرام کرے دنیا سے وضو کرے اور آخرت سے غسل نفس کو قربان کر کے دریائے فنا مین غوطہ لگاوے اور اپنے وجود کو ترک کرے یہی نماز عاشقون کی ہے ؎

نماز عاشقان ترک وجود است   نماز زاہدان سجدہ سجود است

قیام و قعدہ و تکبیر و نیت   ہمہ محو است در عین معیت

من مست خرابات نماز تو کہ گذارم   در وے نہ قیامی نہ رکوعی نہ سجودے

ننگ و ناموس اس سے مراد آوازہ نیک نامی چاہنا ہے۔

نور اوس وجود کو کہتے ہین جو طاری ہو تمامی صور اکوان مین اور بعض کے نزدیک ذات اور تجلی ذات کو بھی نور کہتے ہین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اللہ نور السموات والارض اور نور سے اشارہ ہو وحدت کی طرف کہ اوس مرتبہ مین حق ظاہر ہے اپنے واسطے اور مظہر ہو اپنے غیر کیواسطے جیسا کہ بعض صوفیہ کہتے ہین النور[له] ھو الظاہر لنفسہ والمظہر لغیرہ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے نور کا ان امور مکشوفہ پر کہ جو مستعد ہو علوم ذاتیہ و واردات آلہیہ مین

نور الانوار اس سے مراد ذات واجب ہے۔

نوال مراد اس سے وہ چیز ہو کہ جو حق عطا کرتا ہو اہل قرب کو رضا اور تسلیم وغیرہ

[له] نور وہی ظاہر ہے اپنی ذات مین اور ظاہر ہونیوالا ہے اپنے غیر مین ۱۲

مقامات میں سے اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے فیض آلہی سے کہ جو مبدء فیاض سے سالک کے قلب پر وارد ہوتا ہی بالخصوص اور بالعموم اس سے فیض رحمانی مراد ہو کہ تمام خلق کو شامل ہی اسلیے کہتے ہین کہ عم نوالہ[۵]۔

نوالہ اِس سے مراد خلعت خاص ہی کہ جو افراد کے لئے ہی اور کبھی خلعت مطلقہ کو کہتے ہین

نوروز اِس سے مراد مقام تفرقہ ہے۔

نون اسم آلہی و تجلی حق باسم ظاہری صور مجموع اکوان مین و بعض کے نزدیک علم اجمالی کو نون کہتے ہین

نہایت سفر اول اِس سے مراد رفع حجابات کثرت کونیہ ہی بوجہ وحدت کی اکوان مین یعنی مربوبات کونیہ مین

نہایت سفر ثانی اِس سے مراد رفع حجابات کثرت علمیہ باطنیہ ہی وحدت کیوجہ سے مربوبات علمیہ مین۔

نہایت سفر ثالث۔ مراد اس سے زوال تقید ضدین ہی احدیت مین و ضدین عبارت ہی ظاہر و باطن سے

نہایت سفر رابع مراد اِس سے رفع اضمحلال خلق ہی حق سے یہان تک کہ بسبب حصول سالک ملاحظہ کرتا ہی اس مقام وحدت کو کثرت مین اور کثرت کو وحدت مین۔

نیاز لغت مین حاجت کو کہتے ہین اور اصطلاح مین ایک صفت ہی عاشق کو کہتے ہین کہ جس سے وہ معشوق کو اپنے اوپر اور اوسکی ہر بات کو اپنی ہر بات پر ترجیح دیتا ہے حضرت ابوبکر صدیق کا قول ہی کہ قسم اوسکی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قرابت کو زیادہ دوست اور عزیز رکھتا ہون اپنی قرابت سے یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی صفت نیاز تھی۔

نیست نما ممکنات اور مخلوقات کو کہتے ہین کہ یہ فی نفسہ نیست و نابود ہین لیکن جو ہستی کہ دکھلائی دیتی ہی ہستی ان مخلوقات کی نہین بلکہ یہ ہستی حق کی ہی اور یہ ممکنات اور مخلوقات

---

[۵] عام ہوئی بخشش اوسکی ١٢

وجود عاریتی سے نمودار ہین اسلئے کہ صورت تمامی مخلوقات کی جو صور علمیہ تعین قوالب موہومہ ہین اور وجود حقانی اُن قوالب موہومہ کیساتھ نمودار ہوا اور ہی لئے وہ وجود مطلق ہین ملجاینگے جیسے کہ امواج بحر ہین اور کل من علیہا فان[۱] ہین سب نیست ہو جاینگے جیسے کہ اصل ہین نیست تھے اور اسوقت نیست ہست نما ہین اور حسب آیہ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام[۲] کے وجود حقیقی ہمیشہ باقی رہیگا اسی جگہہ سے صوفیہ کا قول ہے کہ الاعیان ماشممت رائحۃ الوجود[۳] یا جیسا کہ شیخ اکبر نے فصول الحکم مین فرمایا کہ الحق محسوس والخلق معقول

نے نے سے مراد ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جیسا کہ آواز نے کی در حقیقت آواز نائی کی ہی اسی طرح تمام افعال واقوال وحرکات وسکنات آنحضرت کے حق سے تھے نہ خود سے ؎

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند　　　　فی الحقیقت از دم نائی کند

اِسی سے مراد انسان کامل ہے۔

نیستی فنا کو کہتے ہین ؎

گم شدن در گم شدن دین من است　　　　نیستی در ہست آئین من است

نیل اس سے مراد دوستی حق ہی بطلب وجد تمام

نیم مستی اس سے مراد استغراق مین آگاہی اور استغراق پر نظر رکھنا ہے۔

---

[۱] ہر چیز فانی ہے ۱۲ [۲] اور باقی ہے وجہ تیرے رب کی جو بزرگی اور بخشش والا ہے ۱۲

[۳] اعیان نے وجود کی بو نہین سونگھی ۱۲

باب ونتیسوان حرف واؤ کے اصطلاحات کے بیان مین

واجب اوسکو کہتے ہین جو اپنی بقا مین کسی کا محتاج نہو۔

واقعہ اوسکو کہتے ہین جو سالک کے دلپر غیب سے نازل ہو اسکا ادراک اکثر بین خواب و بیداری کے ہوتا ہے۔

واقع محل صور علمیہ و اعیان ثابتہ و تقدیر الٰہی و علم آلہی کو کہتے ہین۔

واجب الوجود وہ ذات ہے جو مقتضی اپنے وجود کی ہو اور خود بخود موجود ہے اور اپنے وجود مین کسی شے کی محتاج نہین اوسکا وجود عین ذات اور قدیم اور باقی ہے۔

واحدیت یہ مرتبہ ذات کا ہے تفصیل اسمار و صفات کیساتھ اور اوسمین صور علمیہ کہ مراد اعیان ثابتہ سے ہین ظاہر ہوئے ہین اور یہی تمام کثرت کی اصل اور سب کا منشا ہے

واحد اسم ذات کا ہے باعتبار اسمار و صفات کے اور مراتب ثلثہ احدیت وحدت واحدیت پر اطلاق کیا جاتا ہے

وارد اس سے مراد وہ معانی غیبیہ ہین جو بغیر کسب کے سالک کے دلپر وارد ہوتے ہین

واسطۃ الفیض اس سے مراد انسان کامل ہے جو درمیان خلق اور حق کے رابطہ و واسطہ ہے

واسطۃ المدد خصوصًا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تعالی لولاک لما خلقت الافلاک[1]۔

واحد الوجود ہر سہ مراتب داخلی کے مجموعہ کو کہتے ہین اور اسی کا نام حق ہے کہ مقابل خلق کے ہے اور اسی کو عارف الوجود اور شاہد الوجود بھی کہتے ہین۔

وادی ایمن مقام شہود کو کہتے ہین گلشن راز ؎

درآ در وادی ایمن کہ ناگاہ
درختے گویدت انی انا اللہ

[1] کہا اللہ نے اگر نہ پیدا کرتا مین تجھکو اے محمد نہ پیدا کرتا مین آسمانون کو ۱۲

واسطہ اس سے مراد برزخ مرشد ہی کہ وقت ذکر مرید اپنی نظر اوسپر رکھتا ہے۔

واصل[1] اس سے مراد وہ شخص ہی جو خودی سے چھوٹکر خدا سے ملے اور تخلقوا باخلاق اللہ سے موصوف ہوا اور بے نام ونشان اور بے سروپا ہوکر بحرنیستی مین غوطہ لگائے ایسا کہ پھر اثر اوسکا ظاہر نہو جیسے کہ قطرہ دریا مین محو ہوگیا۔

چو نتو من باشی ومن بر تو دوام ہر دو تن باشیم یکے تن والسلام

تو در و گم شو کہ توحید این بود گم شدن گم کن کہ تفرید این بود

وتر مراد اس سے ذات بحت ہے باعتبار سقوط جمیع اعتبارات کے اس لئے کہ نہ احدیت کی نسبت کسی شے کی طرف ہو نہ کسی شے کی نسبت احدیت کیطرف کیونکہ اسمرتبہ مین کسی شے کا اعتبار نہین بخلاف اوس شفع کے کہ جسکے اعتبار کے لئے اعیان ثابتہ اور حقایق اسما متعین ہوئے ہین۔

وثقیٰ مراد اس سے عوام کے واسطے طاعات ہین اور خواص کے واسطے محبت آلہی کہ انکو ظلمات وجود سے فانی اور انوار اور اخلاق آلہی کے ساتھ باقی کرتے ہین۔

وجوب مراد اس سے مقتضی ہونا ذات واجب کا اپنی وجود کو اور ناممکن اور ممتنع ہونا اوس کے عدم کا ہی اور بعض وجوب سے محض ذات حق مراد لیتے ہین۔

وجود ذات بحت اور ہستی مطلق اور احدیت کو کہتے ہین جو مرتبہ سلب صفات ہی اسکی تین قسمین ہین ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود تیسرا ممتنع الوجود۔

وجدان اس سے مراد ذات حق کو ہر جگہ اور ہر شے مین پانا اور سمین گم و محو ہونا اور اس سے لذت لینا

وجہ لغت مین ذات اور حقیقت اور چہرہ اور طور اور طریق کو کہتے ہین اور اصطلاح مین

[1] اخلاق سیکہو تم اخلاق اللہ کے ساتھ ۱۲

ذات واجب الوجود حقیقی کو کہتے ہین کلام مجید مین ہی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

وجود عام وجود خلایق کو کہتے ہین اور اضافت او نسبت ذات حق کو بھی کہتے ہین

وجود اکبر وجود اور وحدت اجمالی کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک احدیت کو بھی کہتے ہین

وجہ الغایۃ اس سے مراد جذب و سلوک ہی اور یہ دونون وجہین ہدایت کی ہین۔

وجہ الاطلاقیہ والتقید } دونون وجہین باعتبار ذات کے ہین ایک تو باعتبار سقوط جمیع اعتبارات ذات کے ہے دوسری باعتبار اثبات آن اعتبارات کے اسلئے کہ ذات حق عبارت ہی وجود بحت سے اور وجود ایک حیثیت کے ساتھ مطلق ہی اور دوسری حیثیت سے مقید۔

وجہ الحق کہا جاتا ہی وجہ الشئی ذات الشئی اس سے مراد ذات حق ہی اور ذات حق ذات ہر شئی کی ہی

وجہ جمیع العابدین۔ اس سے مراد حضرت الوہیت ہے

وجد اس سے مراد فیض سے لذت و سرور حاصل کرنا ہے ؏

کسے کہ حالت او نقد جملہ حالات است
کجا بوجد و بحالات سر فرود آرد

وحدت الوجود مراد اس سے یہ ہی کہ سوائے وجود حق کے کوئی چیز موجود نہین اور باقی معدوم محض ہے اور معدوم محض کا موجود ہونا محال ہی او معدوم محض کوئی چیز نہین ہی۔

وحدت ذات مع علم اجمالی اور حب ذاتی اور حقیقت محمدی اور برزخ کبرے کو کہتے ہین اور وحدت پانچ قسم پر ہے ایک وحدت شخصی جیسے کہ زید خالد و بکر وغیرہ دوسری وحدت نوعی جیسے کہ انسان بہ نسبت زید و خالد و بکر وغیرہ کے تیسری وحدت جنسی جیسے جوہر بہ نسبت انواع موجودات کے چوتھی وحدت ارادی جیسے مومن حق کو انبیاء کے تبلیغ احکام پر واحد جانتا ہی پانچوین وحدت حقیقی کہ جسمین تعین اول کہ

ورا الورا ذات بحت اور احدیت کو کہتے ہیں کلام مجید میں ہے واللّٰہ[۵] من ورائہم محیط

ورا اللبس مراد اس سے ذات حق ہے مرتبہ وحدیت میں حق ملبس ہوتا ہے بلباس وحدت بعد اوسکے ملبس ہوتا ہے بلباس معانی اسماء وحقایق اعیان بعد اوسکے بلباس صور روحانیہ بعد اوسکے بلباس صور مثالیہ بعد اوسکی بلباس صور حسیہ

الوصف الذی للحق مراد اس سے مرتبہ احدیت الجمع و وجوب ذاتی وغنی عن العالمین ہے

الوصف الذی للخلق مراد اس سے امکان ذاتی اور فقر ذاتی ہے

وصلت صفت عاشق کو کہتے ہیں کہ جو خواہش وصال معشوق کی رکھتا ہو

وصال کہتے ہیں دوئی کا خیال دل سے دور کرنا اور ذات میں محو ہونا ؎

تو مباش اصلا کمال اینست وبس تو درو گم شو وصال اینست وبس

وصل مراد اس سے وحدت حقیقی ہے کہ جو واصل ہے اور رابطہ ہے درمیان بطون اور ظہور کے اور کبھی مراد لیجاتی ہے اس سے سبقت رحمت محبت کیساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ وصل عبارت ہے نسیان خودی سالک سے بسبب شہود انوار وجود حق کے اور منقطع ہو جانا ما سوی اللہ سے اور عدم التفات تمامی اکوان کیطرف سے اور منہمک اور مستہلک ہو جانا بے رنگی صرف اور اطلاق محض میں جسکا مقدمہ بیخودی اور غیبت ہے تمامی حواس سے

وصل الفصل مراد اس سے جمع الفرق ہے یعنی ظہور وحدت کثرت میں کیونکہ وحدت اپنی کثرت میں اور متفرقات کیلئے جامع اور واصل ہے جیسا کہ فصل الوصل عبارت ہے ظہور کثرت سے وحدت میں اسلئے کہ کثرت فصل کرنے والی ہے وصل وحدت میں

---

[۵] اللہ نے انکے گرد سے گھیرا ہے ۱۲

اور بکثرت اوسکی بہ سبب تعینات کہ جو سبب ہی تنوع ظہور وحدت کیلئے قوابل مختلفہ ہین

وصل الوصل مراد اس سے عود ہی بعد ذہاب اور عروج بعد نزول کے اسلئے کہ ہر ایک نے نزول کیا ہی اعلی مراتب سے ادنے مراتب کیطرف مراد اعلی مراتب سے عین جمع احدیت ہی کہ جو وصل مطلق ہے ازل مین اور مراد ادنی مراتب ہی عالم عناصر متضادہ ہین

وفا توفیق ازلی کو کہتے ہین۔

وفا بالعہد مراد اس سے عہد میثاق ہی کہ جو ازل مین الست[1] بربکم سے واقع ہوا ہے اس سے مراد عوام کیلئے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے اجتناب کرنا اور خواص کے لئے صدق نیت و تصحیح نسبت ہی اللہ کیطرف اپنے طریق سلوک مین بغیر کسی طمع یا غرض کے اور اخص الخواص کیواسطے عبودیت ہی مراد اس سے حاضر کرنا نفس کا ہے اپنے رب کی عبادۃ مین اور عبادت رب کی مقام جمع اور فرق دونون مین اور تبری کرنا اپنی حول و قوت سے اور نگاہ رکہنا قلب کا غیر محبوب سے اور نسبت ہر نقص کی اپنی طرف اور ہر کمال کی اوسکی طرف

وفا بحفظ عہد التصرف مراد اس سے ذہولی اور نسیان اختیار کرنا ہے اپنی عبودیت سے اور عجز اپنا ظاہر کرنا وقت تصرفات اور خرق عادات کے۔

ورقا نفس کلیہ کو کہتے ہین جو لوح محفوظ ہے۔

وقت دایم مراد اس سے آن دایم ہے جسکی تحقیق الف مین مذکور ہوچکی ہی۔

وقفہ عبارت ہی سالک کا درمیان دو مقام کو ٹہرنا مقام اول حقوق پورا کرنے کے لئے اور دوسرے مقام کے واسطے مستعد ہونے کے لئے۔

[1] کیا نہین ہین رب تمہارا ۱۲

وقت اوسکو کہتے ہین کہ سالک جسمین ہو اگر دنیا مین ہے تو وقت اوسکا دنیا ہو اگر عقبیٰ مین ہے تو وقت اوسکا عقبےٰ ہو اور اگر سالک حق کے نزدیک حاضر ہو تو وقت اوسکا حاضر ہو اور غائب ہو تو وقت بھی غائب حدیث مین ہو لی مع اللہ وقت[له] لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل خواجہ عبد اللہ انصاری فرماتے ہین کہ اے عزیز ماضی تو گذر گیا پھر نہین آتا ہو اور مستقبل پر اعتماد نکرنا چاہئے وقت کو غنیمت جان کہ اوسکا قیام نہین صوفی کو چاہئے کہ ہمیشہ وقت کا تابع رہو اسی واسطے کہتے ہین کہ الصوفی ابن الوقت اور جسکا وقت تابع ہو اوس صوفی کو ابو الوقت کہتے ہین یہ کامل مکمل کو حاصل ہو۔

وقوف صادق اس سے مراد وقوف اور قیام سالک ہے حق کیساتھ

وقوف زمانی محاسبہ اوقات کہ جو زمانہ اچھائی مین گذرا اوسپر شکر کرے اور جو برائی مین گذرا اوسکے لئے استغفار کرے اور اولیاء اللہ کے مراتب کا لحاظ رکھنے کو بھی وقوف زمانی کہتے ہین

وقوف عددی اس سے مراد رعایت اعداد ذکر قلبی ہے جمیع خواطر متفرقہ کے ساتھ

وقوف قلبی اس سے مراد بیداری اور حضور قلب جناب باری کے ساتھ ہو اسطرح پر کہ قلب کو غرض سوائے اوسکے نہو۔

ولی اوسکو کہتے ہین کہ جو فانی ہو ذات حق مین اور باقی ہو بقائے حق اوسکو سوائے حق کے کسی سے کام نہو اور سوائے حق کے کسیکو نہ دیکھے اس حالت مین حق اوسکا متولی ہوتا ہے اور اوسکو عصیان سے محفوظ رکھتا ہو اور اوسکو کمال کو

[له] واسطے میرے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ نہین سماتا ہے اوسمین فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل ۱۲

درجہ تک پہونچا ہو کلام مجید مین ہے وہو یتولی الصالحین ۵۱ اور ولی کے
بہت سے اقسام ہین بعض اونمین سے وہ ہو کہ حق کے نزدیک تو ولی ہو اور خلق
اوسکو ولی نہین جانتے بلکہ وہ شخص خود اپنے کو ولی نہین جانتا اور بعض
وہ شخص ہو کہ جو حق کے نزدیک ولی ہے اور اپنے علم مین بھی لیکن خلق کے
نزدیک نہین اور بعض وہ ہے کہ جو حق اور خلق اور اپنے علم مین بھی ولی ہو
یہ سب دراصل ولی ہین اور بعض وہ کہ جو اپنے علم مین اور خلق کے نزدیک
ولی ہو لیکن حق کے نزدیک نہین اور بعض وہ ہے کہ جو اپنے علم مین ولی ہو
اور خلق اور حق کے نزدیک نہین یہ دونون جھوٹے ہین اور ولی نہین ہین

ولی کو جز ولی ہرگز نہین پہچانتا کوئی ۔۔۔ جو بندے خاص ہین حق کے وہ دنیا سے گذر جاتے ہین

ولایت کہتے ہین حق سے قربت حاصل کرنا اور اپنی خودی فنا کرنا اور نہایت مقام قرب تک پہونچنا

باب تیسوان حرف ہا کے اصطلاحات کے بیان مین

ہا یہ اعتبار ذات کا ہے بحسب ظہور اور وجود کے اور بعض کے نزدیک یہ اعتبار
ذات کا ہی بحسب بطون اور غیب ہویت کے ۔

ہبا عبارت ہو مادۃ المواد سے جسمین حق نے صور عالم کو مفتوح فرمایا جسکو عنقا اور
ہیولی بھی کہتے ہین اور یہی ہیولی دو قسم پر ہے ایک روحانی جسکو روح اعظم اور
ابو الارواح اور روح قدسی کہتے ہین اور اوسکو روح محمدی سے بھی تعبیر
کرتے ہین اور اسی روح سے تمامی ارواح ظہور مین آئے دوسرا ہیولا جسمانی

۵۱ اور وہی متولی ہے صالحین کا ۱۲

جسکو مادۃ المواد کہتے ہین جو مادہ جمیع اجسام کا ہے۔

ہجر اس سے مراد محجوب و محروم رہنا مشاہدۂ حق سے بوجہ حجاب و موانع خلقیہ کی خواہ وہ موانع لطیف ہون یا کثیف ؎

برائے عاشقان از ہجر و صلش ہزاران درد و درمان آفریدند

ہجوم اس سے مراد وہ ہے جو دلپر وارد ہو بغیر کسی عمل کے۔

ہدیہ کہتے ہین کہ عالم ظہور مین جو اعیان کی استعدادات کھلے ہین موافق اونکی اعمال نیک و بد کی انکا نام ہدیہ ہو کیونکہ جسطرح اول مین اعیان کی اجمالی استعدادات ملاحظہ فرما کر حضرت حق نے ہر ایک کا اندازہ مقدر کر دیا تہا اوسی طرح آخر مین اُن اعیان کی تفصیلی استعدادات پیش ہونگی اور اسی کو سر القدر بھی کہتے ہین۔

ہر شی مظہر اسم اللہ واسم محمد یہ ایک مسئلہ ہو مسائل مشہورہ سے یہ کہ وجود ہر شے کا وجود حق سے ہو اور وجود حق عین ذات حق ہو اور ذات مجمع الصفات والکمالات کا نام اللہ ہو پس ہر شئے اللہ کے وجود سے موجود ہوئی اور جس شئے کا نام اللہ ہو اوسکو حقیقت محمدی کیساتھ تعبیر کرتے ہین جسکو وحدت بھی کہتے ہین پس اللہ عین محمد اور محمد عین اللہ ہین اسی وجہ سے ہر شئے حقیقت محمدی سے ظاہر ہوئی اور اسی وجہ سے ہر شئے مظہر اسم اللہ و مظہر محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی۔

ہستی نیست نما عبارت ہو وجود مطلق اور موجود حقیقی سے کہ ہمیشہ موجود ہو باعتبار تنزہ کے کسیکی نظر مین نہین آتا ہو کیونکہ بغیر حجابات اسماء و صفات کے ذات بحت کا دیکھنا محال ہو اسلئے کہ ذات بحت منزہ اور مطلق ہو قید نظر مین کیونکر آسکتی ہو وجود حق سوائی حق اور کوئی نہین دیکھ سکتا اسوجہ سے بعض اکابر کہتے ہین تا و نشوی او را نشناسی

ہستی وجود حق اور بقا کو کہتے ہین ؎

خوش خرامیدی تو از کتم عدم　　خوش نہادی بر سر ہستی قدم

ہشیاری اس سے مراد افاقہ غلبۂ عشق ہی صفات درونی اور بیرونی کو اور یہی صحو ہی بعض صوفیہ غلبات عشق سے پہرنا مراد لیتے ہین ؎

چون توان ہشیار بودن چون پیاپی میدہد　　ہر زمان ساقی شراب دیگر از جام دگر

ہفت منزل اُن سات وادی کو کہتے ہین جنکو منطق الطیر مین خواجہ فریدالدین عطار نے بیان فرمایا ہی پہلے طلب دوسری عشق تیسری معرفت چوتھے استغنا پانچوین توحید چھٹے حیرت ساتوین فقر اور فنا۔

ہمت قلب کا تمام قوای روحانیہ کیساتھ حق کیطرف متوجہ ہونا اور بلا یافت حق کے کسی چیز سے راضی نہونا اور کسی چیز سے نہ ڈرنا اور بخنگ بیباک ہونا۔

ہمہ از وست اسکو اصطلاح مین توحید افعالی کہتے ہین کیونکہ افعال سے بہی توحید اور یگانگی ذات ثابت ہوتی ہی اسطرحپر کہ خیر و شر رنج و راحت نفع و ضرر موت و حیات کفر و ایمان طاعت و عصیان وغیرہ جو کچہہ کہ افعال عالم مین ہین حق ہی سے ہین جو فاعل حقیقی ہی تمامی افعال کا اور اوسکی تقدیر سے ہے والقدر خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالے وارد ہی پس اس صورت سے توحید افعالی ثابت ہوئی اسکو مرتبہ شریعت کہتے ہین

ہمہ با اوست اسکو اصطلاح مین توحید صفاتی کہتے ہین اسلئے کہ تمامی صفات سے بہی توحید اور یگانگی ذات کی ثابت ہی اسطرحپر کہ حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام اور خالقیت اور رزاقیت وغیرہ تمامی صفات کا وجود بدون ذات کے

؎ اور خیر اور شر اللہ سے ہے ۱۲

محال ہے پس تمامی صفات کی معیت ذات کے ساتھ ہے اور صفات ذات ہے اور ذات صفات سے کسی وقت جدا اور منفک نہیں کلام مجید میں ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ[۵] پس اس سے توحید صفاتی ثابت ہوئی اسکو محبت اور نسبت و معیت و اضافت اور طریقت کہتے ہیں۔

ہمہ اوست حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ وجود اور ظہور صفات و افعال اور آثار کا عالم میں نمودار ہے بغیر ذات کے ممکن نہیں اور یہ سب کبھی ذات سے جدا اور منفک نہیں اور ہر صفت و فعل اور اثر ذات میں موجود ہے بلا ظرفیت اور بغیر ذات کے کسی صفت و فعل و اثر کا ظہور نہیں پس وجود صفات و افعال و آثار کا از روئے حقیقت کے عین وجود اور ذات حق کا ہے اس وجہ سے ہمہ اوست کہتے ہیں اسکا نام حقیقت و معرفت بھی رکھتے ہیں۔

ہمہ راہ است حضرات صوفیہ کا ایک مسئلہ مشہور ہے وہ یہ کہ ہر مومن اور کافر راہ راست و صراط مستقیم پر ہے کیونکہ ہر مومن اپنے رب ہادی کی راہ پر اور ہر کافر اپنے رب مضل کی راہ پر ہے پس سبھی ہر شخص راہ راست پر ہے اپنی استعداد کے موافق۔

ہمۃ الافاقۃ یہ ہمت باعث اور سبب ہے طلب حق باقی اور ترک دنیائے فانی پر یہ اول درجہ ہے درجات ہمت سے

ہمۃ الانفۃ یہ وہ ہمت ہے جو ننگ کر دیتی ہے سالک کو طلب اجر سے کسی عمل پر یعنی ننگ ہو جاتا ہے قلب اسکا طلب اجر سے اور طلب نہیں کرتا اجر کسی عمل پر بلکہ عبادت کرتا ہے وہ حق کی بطریق احسان مشاہدہ کیساتھ محض واسطے رضا اور قرب حق تعالیٰ کے یہ دوسرا درجہ ہے درجات ہمت سے

ہمت ارباب الہمم العالیہ یہ وہ ہمت ہے جو فقط حق کے ساتھ متعلق ہے اور ملتفت غیر کی طرف نہیں ہوتی یہ اعلیٰ

[۵] وہی تمہارے ساتھ ہے جہاں رہو۔

درجہ کی ہمت ہو اس قسم کی ہمت والے راضی نہین ہوتے احوال اور مقامات پر اور نہ وقوف و معرفت اسماء و صفات پر اور سواے ذات کے اور کوئی قصد و ارادہ نہین رکھتے ہین یہ درجۂ ثالث ہی درجات ہمت سے۔

ہو یہ نام خاص ذات کا ہی بلا صفات کے اور کوئی نام خاص ذات کا بلا صفات کے سوائے اس اسم کے نہین آیا اور یہی اسم نقطۂ ذات سے خبر دیتا ہی اور اس اسم کے ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہین اسی اسم پر اختتام ذکر سالک ہوتا ہے۔

ہوا مراد اس سے میلان اور خواہش نفس ہی مقتضیات طبیعت کیطرف اور اعراض کرنا جہت علویہ سے بسبب متوجہ ہونے نفس کے جہت سفلیہ کی طرف

ہواجس جمع ہاجس عبارت ہی خطرات نفسانیہ سے۔

ہواجم جمع ہجوم مراد اس سے وہ ہی کہ جو کچھ وارد ہو قلب عبد پر متواتر بلا کسی عمل کے۔

ہوش در دم وہ ہے کہ جو سانس اندر سے باہر آوے وہ حضور اور آگہی سے ہو اور غفلت کو اُس مین راہ نہو مولانا سعد الدین کاشغری نے فرمایا ہے ہوش در دم یعنی انتقال ایک نفس کا دوسری نفس کیطرف غفلت سے نہو حضوری سے ہو اور جو سانس ہو وہ ذکر حق سے خالی [illegible]

ہویت اس سے مراد وہ حقیقت ہی جو عالم غیب مین ہی حقیقت مشتمل حقایق پر مثل اشتمال النواة[1] فی الشجرة [illegible]

ہیولے اہل ظاہر کے نزدیک مراد اس سے مادہ اور ماہیت اور اصل ہر شے کی ہے جسکا ہیولانی [illegible] کہتے ہین کہ یہ ایک جوہر ہے کہ جو محل ہے صورت جسمیہ کا اوسکو جوہر اول بھی کہتے ہین حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین ہیولے اوس شے کا نام ہی کہ جس مین [illegible] صور انسانی [illegible] ہون جسکو نفس رحمانی بھی کہتے ہین اور بعض صوفیہ ہر شے کے باطن کو [illegible]

[1] گٹھلی درخت مین ۱۲

ظاہر ہون ہیولے کہتے ہین۔

ہیبت و انس عبارت دو حالتون سے ہے کہ فوق قبض اور بسط ہین جیسا کہ قبض و بسط فوق خوف و رجا ہو اور مقتضائے ہیبت غیب ہو اور مقتضائے انس صحو و افاقت اور بعضونکے نزدیک ہیبت عبارت ہو دل مین اثر سے جو مشاہدہ جلال خدا سے ہو اور انس عبارت ہے کہ جو مشاہدہ جمال سے ہو۔

باب اکتیسوان حرف یا کے اصطلاحات کے بیان مین

یاد ضد فراموشی کو کہتے ہین اور اصطلاح مین غیر حق کو فراموش کرنا اور بحر مواج نور حق مین مستغرق ہونا اور اپنی خودی کو نیست اور نابود کرنا اور اسم کی یاد سے مسمےٰ مین پہونچنا اور اوسمین گم ہونا

یار تجلی صفات کو کہتے ہین ؎

مرحبا اے قاصد طیار ما | میدہی ہر دم خبر از یار ما

اور بعض ذات مع الصفات اور بعض انا کہتے ہین۔

یاقوتۃ الحمرا مراد اس سے نفس کلی ہو بسبب ممتزج ہونے نورانیت کی ظلمت جسم کے ساتھ بخلاف عقل کلی کے جو مجرد ہو جسم سے جسکو درۂ بیضا کہتے ہین۔

یادداشت اس سے مراد توجہ صرف مجرد الفاظ و تخیلات سے بے حقیقت واجب الوجود کیطرف اور یہ حاصل نہین ہوتی ہو بغیر فنائے تام اور بقاء کامل کے۔

یادکرد ذکر لسانی اور قلبی کو کہتے ہین

یادگاری اس سے مراد یاد خدا مین سانس جاری ہونا جسکو پاس انفاس کہتے ہین۔

یدان مراد اس سے وہ اسمار ہین جو باہم متقابل ہین اور وہ اسمار جلالی اور جمالی ہین جیسے کہ جمیل اور جلیل اور لطیف اور قہار اور نافع اور ضار وغیرہ اور جیسے کہ قابلیت اور فاعلیت اور جیسے واجب اور ممکن اسی واسطے بعض یدان سے فقط حضرت وجوب و امکان مراد لیتے ہین

یقظہ اس سے مراد فہم ہے خدا کی طرف سے اُس چیز کیلئے کہ مقصود اوسکی زجر مین ہو۔

یقین اس سے مراد یکتا اور یکرنگ ہونا حق کیساتھ اور غیریت کو بالکل اوٹھا دینا اور بقا باللہ حاصل کرکے تمام مراتب اور اکوان اور اعیان مین سریان حقیقی سے ساری وطاری ہونا اسی طرف اشارہ ہے واعبد ربک حتی یاتیک[1] الیقین ہے اور اوسکے اقسام کی تعریف در علم الیقین کے بیان مین ہوچکی۔

یلچی یل ترکی زبان مین راہ کو اور چی وارندہ کو کہتے ہین اور معنی ترکیبی اسکے راہ بر اور قاصد کے ہین اور یہ مرادف ایلچی کا ہے اصطلاح مین خواطر حق کہتے ہین جو ایک راہبر اور قاصد ہے۔ کہ ہر آن سالک کے دلپر وارد ہوتا ہے اور سالک کی راہبری کرتا ہے اور مرشد کامل کو بھی کہتے ہین۔

یوم الجمعہ مراد اس سے لقا ہے اور وقت وصول عین جمع کی طرف۔

قد وقع الفراغ من تسوید ھذہ الرسالۃ فی بیان الاصطلاحات یوم الاحد سابع ذو الحجۃ الحرام سنۃ الف وثلثمائۃ وسادس و ثلثین ۱۳۳۶ من ھجرۃ النبی الامین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ونبینا محمد مراد المشتاقین راحم

[1] اور عبادت کر تو اپنے رب کی یہان تک تجکو یقین آوے ۱۲

للعاشقین اللهم ارزقنی حبك وحب حبیبك وحب من یحبك
واشغلنی بجمالك وامح نفسی بجذبات ذاتك وان یحشرنی فی
زمرة المحبین یا انیس من لا انیس له واجعلنی من المخلصین
الواصلین رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین واغفرلی
ما قدمتُ وما اخرتُ من الذنوب انت ستار العیوب وارحم
عَلیَّ وعلی والدیَّ وعلی مشائخی واساتذتی اجمعین فانت ارحم
الراحمین واکرم الاکرمین آمین۔

قطعات تاریخ طبع مصباح التعرف لارباب التصوف

نزولِ نیسانِ رافت از ابر خامۂ ذی شفقت مکرمت مآب برکات جلی و خفی جناب منشی محمد نور الدین احمد صاحب کیفی متعنا اللہ بحیاتہ

لکھا کیا خوب نسخہ صوفیوں کی اصطلاحوں کا
کیا ہے سہل وہ کام جو مشکل سے مشکل تھا
عجب شرح سریع الفہم لکھی اصطلاحوں کی
کہاں ہیں صوفیانِ مست دیکھیں اِس صحیفے کو
بظاہر گو یہ اک حسنِ لیاقت کا مرقع ہے
نگاہِ نکتہ چیں بھی حوصلے پھر کیوں اُٹھا رکھے
خدا چاہے تو لائے راہ پر خود انکی کج فہمی
بلند آواز تھا ہر چند اب مطبع سے نکلا ہی
اگرچہ فکر تھی تاریخ کی لیکن عجب یہ تھا
مگر شہرت کی حیرت پر کہا کیفی سے ہاتف نے

جزاک اللہ فی الدارین ای بختِ دلِ الحو
ہوئیں دشواریاں ہر طالبِ معنی پہ آساں تر
سمجھنا جس کا سمجھانے سے بھی ممکن نہ تھا اکثر
بھرا ہے بادۂ اسرار سے حافظ نے سر تا سر
مگر در اصل شامل قوتِ باطن کا ہے جوہر
نکالے اپنے ارمانِ دلی اندیشۂ منکر
نظر آئے ہر اک نقطہ انہیں بصورتِ گوہر
گرے پڑتے ہیں دل سے خواستگارانِ سخن گستر
کرے دیکھے ہوئے اسم مرتبہ مقبولیت کیونکر
یہ مولانا علی حیدر کی ہے تالیف نام آور
١٣ ٣ ٩ ھ

ایضاً

رسالہ خوب مولانا علی حیدر نے لکھا ہی
کئے ہیں جمع اسمیں قول آزادانِ عالم کے
تماشا ہے بجا ہے بند اک کوزہ میں دریا کو

بیان بے ساختہ اسکی عبارت بے تکلف ہے
بجائے خود یہ گنجِ اصطلاحاتِ تصوف ہے
اگر سچ پوچھئے تو مرشد و نکا یہ تعرف ہے

کیا ممنون منت یہ رسالہ طبع فرماکر ۔ دکھایا جلوۂ اسرار از راہِ تلطف ہے

کہاں ہیں وہ سعیدان ازل لیں جا بجو دل دیکر ۔ یہ پیکر جار سوقِ مصر میں تشریفِ یوسف ہے

عقیدت مند سر آنکھوں پہ رکھینگے عقیدت سے ۔ مگر ہاں منکروں کی بد نصیبی پر تأسف ہے

ہوئی جب فکر سال طبع کی طبع سخن رس کو ۔ کہا ہاتف نے اسمیں کیا تردد کیوں توقف ہے

قلم سے فرقِ اعدائے تصوف کا قلم کرکے ۔ لکھوادو حضرت کیفی یہ مفتاح التعرف ہے

۱۳ ۳۹ ھ

نغمہ سنجی طبع سخن آفرین گلدستہ بند خیالات رنگین صدق و یقین مظہر جناب مولوی محمد وسیم الدین صاحب صاحب حقیقت ابقاہ اللہ العلی الاکبر

کلام صوفیان روح الکلام است
مرتب کرد زانہا حافظ ما

لبالب بادۂ عذب است ساغر
بنوش سرشار زان مستی تو اختر

۲۱ ۱۹ ۶

نہان در مصطلح چون جان بقالب
کتابے خوش ۔ پر از مغز مطالب

۱۳ ۳۹ھ ۱۳۳۹ھ

کہ بخشد جانفزا مستی بشارب
گر آئے در صفِ مستانہ غالب

یکہ تازی رہ پیمائے مستانہ روی صحرا بیز سخن بطرز نوی مولوی محمد عاصم قیس کاکوروی سلمہ اللہ الخالق القوی

پھر بہار آئی ہوئی جیب و گریبان تار تار ۔ پھر بہار آئے خدا رکھے جنون پھر بڑھ چلا

لٹ رہی ہے نقد دولت لوٹ لو دوڑو چلو ۔ بٹ رہی ہے مفت خم کے خم شراب ہی بہا

جیسے ہم پیاسے ہیں ساقی ویسی ہی تیری شراب ۔ یہ چھلکنے کی نہ ہم چھلکنے کے نار و ذی جزا

فائدہ مستوں کی ہو تیرے ہی کرم سے زندگی ۔ ہم فقیروں کو تیری ہی لطف کا ہے آسرا

تو پلاتا جائے اور ہم مانگتے جائیں یونہی ... ایک خم خالی اگر ہو کھل چلے پھر دوسرا

زخم دل سارے ہیں تیرے ہی نمکخوار قدیم ... تیرے ہی خوانِ ملاحت سے یہ پاتے ہیں غذا

خوب مستون کی بن آئی مرحبا صد مرحبا ... محو ہی مستی تھی ساغر نیا ساقی نیا

بند کوزہ میں کیا ہے ایک بحرِ معرفت ... آفرین حافظ علی حیدر شہ یوسف لقا

اصطلاحات تصوف میں نہیں کوئی کتاب ... ایسی جامع اور پھر معنی سراپا دلکشا

مست کتاب اسکو کہو اک ساغرِ لبریز ہے ... اور مصنف ساقی خمخانۂ اہلِ صفا

اک نظر دیکھا کہ آنکھیں ہو گئیں مست شراب ... اک ورق الٹا کہ جھونکا بیخودی کا آگیا

حشر برپا کر رہی ہے آپ کی بازیگری ... ہر طرف ہنگامہ ہے حسنِ دو عالم سوز کا

جب کھلے لب اک نئے اعجاز کا دیکھا ظہور ... جب قلم اوٹھا نیا اک فتنۂ محشر اٹھا

موج مے بادِ بہاری سے نہیں کم دلفریب ... بیخودی والوں نے پوچھا اسکی مستانہ ادا

یہ چھپی کیا آگئی عالم میں اک تازہ بہار ... غنچہ غنچہ ہر طرف فرطِ خوشی سے کھل گیا

فکر سال طبع میں تھا گوش بر آوازِ قیس ... نو بہارِ باغِ یزداں غیب سے آئی صدا

۱۳۰۳ھ

تراوشِ طرفہ مل از لبِ خامہ لطافت گل شہر آشوب شیرین بیانی پروری
مولوی محمد عالم قیصری انبت اللہ شجرۃ عمرہ نباتاً حسناً

اے کہ در آئینۂ شاہِ علی حیدرم ... عکس روی مصطفیٰ و حسن یوسف دیدہ

مژدہ بادت کاندرین دورِ حوادث بحشم ... پرتو نورِ قدم را بے تکلف دیدہ

ہر چہ آید بر نبی از عرش ایزد بر ولی ... تا ولی را با نبی اندر ترادف دیدہ

شانِ رحمت بنگر نگذشت از ما نقصان ... پس بحالِ خلق شان را با تلطف دیدہ

بهر تالیف دل ما کرد تالیف کتاب — ورنه شد را از تصلف بے تالف دیدهٔ

رحمت عاشق محرک شد که اینک قیصری — جمع و طبع اصطلاحات تصوف دیده

۱۳۳۹ھ

نغز گفتی سال او ہم صاف گو این نغز را
طبع روح افزاے مصباح التعرف دیده

۱۳۳۹ھ

تمت

تازہ بشارت

کلیات فارسی۔ حضرت مرشدنا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ ...... قیمت

نور لاریب فی ترجمہ فتوح الغیب فارسی از حضرت مولانا شاہ حمایت علی قلندر قدس سرہٗ قیمت

تحریر الانوار فی تفسیر القلندر فارسی مصنفہ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قیمت

القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ فارسی مصنفہ صاحب تحریر الانوار قیمت

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی فارسی مصنفہ صاحب تحریر الانوار ...... قیمت

فیوض العارفین فارسی یعنی مجموعہ مکتوبات حضرات قلندران کرام مؤلفہ مولانا محمد تقی حیدر صاحب کاکوروی

احسن الافادات لارباب الارادات اردو مسئلہ بیعت زوجہ بازوج کے متعلق تحقیق

مصنفہ صاحب تحریر الانوار ...... قیمت

تحفہ نظامیہ فارسی از حضرت مخدوم نظام الدین قاری معروف بشیخ بھیکہ کاکوروی متوفی

۹۸۱ھ مع ترجمہ اردو از مولانا تقی حیدر صاحب کاکوروی ...... قیمت

جواہر المعارف اردو یعنی مکتوبات حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ

مؤلفہ مولانا تقی حیدر صاحب ...... قیمت

الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مع ترجمہ نور التعمیم و شرح مسمی بفیض الکریم و مقدمہ موسومہ

بالکنز العظیم اردو۔ اصل از حضرت سید عبد الکریم جیلی و ترجمہ از مولانا تقی حیدر صاحب کاکوروی

و شرح و مقدمہ از جناب منشی محمد وہاج الدین کاکوروی ...... قیمت

نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ۔ مؤلفہ و مصنفہ جناب مولانا مولوی محمد تقی حیدر

صاحب ...... قیمت

ملنے کا پتہ حکیم محمد محسن علی علوی کاکوروی۔ بازار جھاؤلال۔ شہر لکھنؤ۔ مکان نمبر ۱۱۲